میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، فضائل و معجزات سے مزین حسین گلدستہ
قرۃ الابصار فی حکایات مولد النبی المختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
المعروف
میلادُالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے سو واقعات
لبیک یارسول اللہ ﷺ
لبیک یارسول اللہ ﷺ
از قلم
ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فضائل و معجزات سے مزین حسین گلدستہ

قرۃ الابصار فی حکایات مولد النبی المختار ﷺ

المعروف

میلاد النبی ﷺ کے سو واقعات

از قلم:

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب .... میلا دالنبی کے 100 واقعات

مصنف .... ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی

صفحات 336

کمپوزنگ .... زاہد اقبال

اشاعت .... نومبر 2017ء

ناشر .... محمد اکبر قادری

قیمت .... -/300 روپے

ترتیب

☆☆☆☆☆☆☆

سر نیاز خم ہے جو مزاج یار میں آئے

20 اکتوبر بروز جمعۃ المبارک، نماز جمعہ سے فارغ ہو کر موبائل فون دیکھا تو محترم اکبر قادری صاحب کی کال آئی ہوئی تھی، راقم نے واپس کال کی، سلام و دعا اور خیر و عافیت دریافت کرنے کے بعد اکبر بھائی نے حکم دیا کہ: میلاد شریف سے پہلے کتاب چاہئے ''میلاد النبی ﷺ کے سو واقعات'' بندہ نے وعدہ کر لیا، انہوں نے تاکیداً پھر حکم دیا کہ گیارہواں دن نہ ہونے پائے، راقم نے عرض کیا کہ ''سر نیاز خم ہے جو مزاج یار میں آئے'' بندہ چونکہ ''خطبات سیالوی'' کی جلد دوم لکھنے میں مصروف تھا، اس کو وہیں چھوڑا اور 17-10-21 بروز ہفتہ بعد از نماز فجر اس کتاب کا آغاز کیا، وقت چونکہ بہت کم تھا، ساتھ مسجد کی مصروفیت، گھریلو مصروفیت اور طبیعت بھی مسلسل ناساز رہتی ہے، مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بھروسے پر کام کا آغاز کر دیا، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فضائل و معجزات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سو واقعات ترتیب دیئے، انداز وہی سادہ مگر باحوالہ، قلت وقت کے پیش نظر راقم گرچہ سابقہ انداز تخریج کو قائم نہ رکھ سکا، مگر پھر بھی کوشش کی کہ حوالہ جات درج کرتا چلوں، ہفتہ، اتوار، سوموار، منگل، چار دن سر میں شدید درد رہی، کچھ دیر بیٹھ کر لکھ لوں تو کمر میں درد شروع ہو جاتی، جب کچھ سر درد سے افاقہ ہوتا تو حوالہ جات تلاش کر کے لکھ لیتا، کہیں کہیں قارئین کو ایسے مناظر ملیں گے، زیادہ تر مواد امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' سے لیا، بلکہ جس مقام پر کوئی بھی حوالہ نہ ہو تو دلائل النبوۃ میں سے ہی ہوگا، صحت چونکہ بالکل متحمل نہ تھی اس لئے ایسا کرنا پڑا، جلد ہی ان شاء اللہ خطبات

سیالوی بھی قارئین کی خدمت میں پیش کی جائے گی اور اس کے بعد مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب، آج بروز منگل 17-10-26 کو یہ کتاب مکمل ہوئی، راقم اس کا نام ''قرۃ العیون والابصار فی حکایات مولد النبی المختار'' معروف بہ میلاد النبی کے سو واقعات'' تجویز کرتا ہے۔ احباب سے گزارش ہے کہ خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ کریم اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے توسل و تصدق سے مزید دین متین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی

سن عیسوی 26-10-2017

سن ہجری 5-2-1439

بعد از نماز فجر

(1) نورِ مصطفیٰ سب سے پہلی تخلیق خدا عزوجل

امام المحدثین حضرت امام عبدالرزاق بن ہمام اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ:

میں نے حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اطہر میں عرض کیا:

اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء......

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ارشاد فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ تو حضورِ جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان اطہر سے ارشاد فرمایا

یا جابر ان الله خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نوره......

اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے قبل تیرے نبی کے نور کو بلا واسطہ پیدا فرمایا اپنے نور سے، پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ نور چکر کاٹنے لگا جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا، اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن اور انسان کچھ بھی نہ تھا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کیا، پہلے حصہ سے قلم کو، دوسرے سے لوح کو اور تیسرے سے عرش کو پیدا فرمایا، پھر چوتھے حصہ کو چار حصوں میں تقسیم کیا: پہلے حصہ سے عرش کو اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا کیا، دوسرے حصہ سے کرسی کو پیدا کیا اور تیسرے حصہ سے باقی فرشتوں کو پیدا کیا، چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا تو پہلے حصہ سے آسمانوں کو، دوسرے سے زمینوں کو، تیسرے سے جنت اور دوزخ کو پیدا کیا اور چوتھے حصہ کو پھر چار حصوں میں تقسیم

فرمایا، پہلے حصہ سے مومنوں کی آنکھوں کا نور پیدا فرمایا، دوسرے حصہ سے ان کے دلوں کا نور پیدا فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے اور تیسرے حصہ سے ان کے مانوس ہونے کا نور پیدا فرمایا اور وہ توحید ہے۔ **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم** (المواہب اللدنیۃ، جلد: ١، صفحہ: 44، فرید بک سٹال لاہور)

فوائد

1۔ سب سے قبل کس چیز کو پیدا کیا، یہ سوال اسی سے کیا جا سکتا ہے جس کو علم ہو تو معلوم ہوا کہ صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ بے شک حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا بعد میں ہوئے لیکن جو تخلیق اول ہے اس کو جانتے ہیں۔

2۔ حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ اے جابر! میں تو بعد میں پیدا ہوا ہوں میں کیا جانوں، بلکہ حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما کر واضح کر دیا کہ اے جابر تو نے بالکل ٹھیک سوال کیا ہے میں اللہ تعالیٰ کی عطا سے اول بھی جانتا ہوں اور آخر بھی۔

3۔ معلوم ہوا کہ معرفت خداوندی بھی اس دل کو نصیب ہوتی ہے جو حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کا عقیدہ رکھتا ہو۔

4۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ توحید کا پتہ اسے چلتا ہے جو میرے کریم اور لجپال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مانتا ہو اور جو حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نورِ خدا نہیں مانتے ان کے نہ تو چہرے پر نور ہوتے ہیں اور نہ دلوں میں معرفت خداوندی، اسی لئے آج تک اہلسنّت و جماعت کے علاوہ کوئی ولی نہ ہو سکا۔

سب سے اوّل تھا جس کو بنایا گیا
نورِ رحمت سے جس کو سجایا گیا
ایسی تصویرِ محبوب کی کھینچ لی
خود خدا کو بنا کے سرور آ گیا

(2) وسیلہ میرے نبی کا

حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام کو اللہ کریم نے جنت میں بھیجا اور ایک دن حضرت آدم علیہ السلام محو آرام تھے کہ ان کی پسلی سے رب قدیر نے حضرت اماں حوا رضی اللہ عنہا کو پیدا فرما دیا اور فرمایا کہ کھاؤ اور پیو مگر اس درخت کے قریب نہ جانا، حضرت آدم علیہ السلام سے ایک دفعہ بھول ہوگئی اور آپ نے اس درخت سے کھالیا جس سے منع کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے فوراً جنتی لباس اتار لیا اور حضرت آدم و حوا علیہما السلام کو زمین پر اتار دیا، حضرت ابو البشر علیہ السلام رونے لگے، آہ وزاری کرنے لگے، توبہ کرنے لگے، گڑگڑا کر احکم الحاکمین سے اپنی بھول کی معافی مانگنے لگے مگر توبہ قبول نہ ہوئی، اک دفعہ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کچھ یوں کی:

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ و واسطہ سے دعا کرتا ہوں کہ میری بھول معاف فرمادے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچان لیا، ابھی تو میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا؟ عرض کیا: اے میرے رب! جب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا کہ عرش کے پایوں پر ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' لکھا ہوا تو میں نے جان لیا کہ جس ذات کو تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے وہ تجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا ہے بے شک وہ مجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، جب تم نے ان کے توسل اور واسطے سے دعا کی ہے تو میں نے تجھے بخش دیا اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تمہیں بھی پیدا نہ کرتا۔ اور وہ تمہاری اولاد میں سے آخری نبی ہیں۔ (مواہب اللدنیۃ، جلد: 1، صفحہ: 52، فرید بک سٹال لاہور)

فوائد

1-معلوم ہوا کہ عرش کے پایوں پر نام خدا کے ساتھ لکھا ہے، ان کی رفعت ذکر کا اندازہ کون کرسکتا ہے کہ جن کا ذکر، ذکر خدا ہے۔

؎ ہر ابتداء سے پہلے، ہر انتہاء کے بعد
نام نبی بلند ہے نام خدا کے بعد
دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ کے بعد

2-نام مصطفیٰ پر نظر رکھنا حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

؎ اب آدمی کچھ اور ہماری نظر میں ہے
جب سے سنا ہے لباس بشر میں ہے

3-معلوم ہوا کہ جو نام مصطفیٰ پر نظر رکھتے ہیں ان کا سر ہمیشہ اونچا رہتا ہے۔

4-حضرت آدم علیہ السلام ایک نظر میں مقام مصطفیٰ سمجھ گئے مگر جو آج تک قرآن و حدیث، اذان، نماز، خطبہ میں نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نامِ خدا کے ساتھ دیکھ کر نہ سمجھ سکے افسوس ہے ان پر۔

5-حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے میرا رب اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے، جو لوگ میرے حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کے قائل نہیں ہیں انہوں نے پاپڑ ہی ایسے بیلے ہوئے ہیں جو معافی کے قابل نہیں۔

6-معلوم ہوا کہ کائنات کو اگر وجود ملا ہے، تمام عالمین اگر عدم سے وجود میں آئے ہیں تو یہ سب صدقہ ہے ہمارے پیارے آقا حضور جان دو عالم روحی فداہ کا۔

کیا خوب فرمایا علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے

گر نامِ محمد رانیا وردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے تو یہ نہ نوح از غرق نجینا

(3) میلادِ نبی اکرم ﷺ اور حضرت آدم علیہ السلام

حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی: اے فرزند ارجمند! میرے بعد تم میرے خلیفہ ہو۔ یہ خلافت قبول کر کے تقویٰ کا تاج سجا لے اور مضبوط حلقے کو تھام لے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو، اس کے ساتھ نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ضرور ذکر کیا کرو۔ کیونکہ میں نے عرش کے پائے پر آپ کے نام مبارک کو اس وقت لکھا ہوا دیکھا جب میں رُوح اور مٹی کے درمیان تھا، پھر میں نے آسمانوں کی سیر کی تو وہاں بھی ہر جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ نامی اسم گرامی لکھا ہوا نظر آیا۔ جب میرے رب کریم نے مجھے جنت کی سکونت عطا فرمائی تو وہاں بھی کوئی محل اور مکان ایسا نہ تھا جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک نہ لکھا ہو۔ آپ کے اسم مبارک کو میں نے سرمگین آنکھوں والی حوروں پر، جنت کے گھنے درختوں کے پتوں پر، شجر طوبیٰ اور سدرہ المنتہیٰ کے پتوں پر، حجاب عظمت کے اطراف میں اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا پایا۔ لہٰذا تم بھی کثرت کے ساتھ ان کا ذکر مبارک کرنا کیونکہ فرشتے ہر لمحہ ان کا ذکر جمیل کرتے رہتے ہیں۔

(کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب، جلد: 1، صفحہ: 12، دار الکتب العلمیہ بیروت)

فوائد

1- حضرت سیّدنا آدم علیہ السلام نے روح پھونکے جانے سے لے کر جنت کی سیر کرنے تک جو منظر دیکھا اس کو اپنے شان والے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کے سامنے کچھ یوں بیان کر رہے ہیں کہ

ہے نامِ الٰہی سے ملا نامِ محمد

2- حضرت آدم علیہ السلام اپنے صاحبزادے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرما رہے ہیں کہ کثرت کے ساتھ محبوبِ پاک علیہ السلام کا ذکر کرنا اور آج ہم آدم علیہ السلام کی اولاد بھی پورا سال اور بالخصوص ربیع الاول شریف میں کثرت کے ساتھ ذکر مصطفیٰ کر کے اپنے جدامجد حضرت آدم علیہ السلام کی اس نصیحت پر عمل کرتے ہیں۔

اور اعلان کرتے ہیں کہ لوگو!

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی بنا دیتا ہے سب نام محمد

(4) حضرت آدم و حواء علیہما السلام کی شادی

محدث کبیر علامہ امام عبد الرحمٰن بن علی جوزی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال آج سے 842 سال قبل ہجری 597 میں ہوا، آپ لکھتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام میں اللہ کریم نے روح پھونکی، انہوں نے نظر اٹھا کر دیکھا کہ عرش کے پائے پر لکھا ہے: ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ یہ دیکھ کر حضرت آدم علیہ السلام احکم الحاکمین کی بارگاہ میں عرض گزار ہوئے: مولا! یہ کون ہیں جن کا نام تو نے اپنے اسم گرامی کے ساتھ ملا کر لکھا ہے؟ خالق مصطفیٰ جل وعلا وصلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے آدم! یہ میرا نبی بھی ہے میرا حبیب بھی ہے، اور اگر میں ان کو پیدا نہ کرتا تو نہ تجھے پیدا کرتا اور نہ جنت کو نہ دوزخ کو۔

ہر شئے خدا نے بنائی اے سوہنے مدنی دے واسطے
دو جگ کھیڈ رچائی اے سوہنے مدنی دے واسطے

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں بھیج دیا، آپ وہاں جنت میں سیر کرتے، کھاتے پیتے، کچھ عرصہ بعد حضرت آدم علیہ السلام وہاں گھبرانے لگے، وحشت محسوس ہونے لگی کیونکہ اپنا ہم جنس تو وہاں تھا کوئی ناں، ایک دن جنت کی سیر کر کے حضرت آدم علیہ السلام آرام فرمانے لگے، ابھی محو آرام ہی تھے کہ خالق کائنات نے حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو تخلیق فرما دیا، جب آدم علیہ السلام نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ حضرت حوا پاس کھڑی ہیں، حضرت آدم علیہ السلام بارگاہ رب العزت میں عرض گزار ہوئے:

یا رب زوجنی منھا یا اللہ! میرا اس سے نکاح فرما دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! اس کا حق مہر کیا دو گے؟ عرض کی: مولا یہ تو تو ہی بہتر جانتا ہے،

قال اللہ تبارك و تعالیٰ یاآدم صل علیٰ محمد عشر مرات ۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے آدم! دس مرتبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو! پس حضرت آدم علیہ السلام نے حکم خداوندی کے مطابق دس بار درود شریف پڑھا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندی حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو حضرت آدم علیہ السلام کے نکاح میں دے دیا۔

نکتہ: علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کا درود شریف پڑھنا حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا حق مہر بن گیا اور ہمارا درود وسلام جنت کی حوروں کا حق مہر بن جائے گا۔ انشاءاللہ عزوجل۔

(بستان الواعظین وریاض السامعین، صفحہ: 247، دارالکتاب العربی بیروت، لبنان)

(5) زمین وزماں تمہارے لئے

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تخلیق فرمایا اور ان کی کنیت ''ابو محمد'' رکھی، ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو الہام فرمایا کہ وہ خالق کائنات کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوں:

یا رب لم کنیتی ابا محمد

اے میرے رب عزوجل! میری کنیت ابو محمد کیوں رکھی ہے؟

قال اللہ تعالیٰ: یآدم ارفع رأسك

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! اپنا سر اٹھاؤ!

حضرت آدم علیہ السلام نے حکم خداوندی کے مطابق اپنا سر اٹھایا،

فرایٰ نوری محمد علیٰ سرادق العرش

پس نور محمدی عرش کے اردگرد چھایا ہوا نظر آیا،

فقال یا رب ما ھٰذا النور، تو عرض کیا: یا اللہ! یہ نور کیسا ہے؟

ارشاد ہوا: یہ نور اس نبی کا ہے جو تیری اولاد میں سے ہوگا، اس کا نام آسمانوں میں احمد ہوگا اور زمین میں محمد ہوگا، اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو نہ میں تجھے پیدا کرتا، نہ زمین کو اور نہ آسمان کو پیدا کرتا۔

(زرقانی علی المواہب، جلد: 1 صفحہ: 86-85، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

نوٹ: اس عنوان پر ہمارا تفصیلی مقالہ ''لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے'' ملاحظہ فرمائیں ہماری کتاب ''خطبات سیالوی'' جلد اول میں۔

(6) تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی

ایک آدمی دوسو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا رہا، اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی وسرکشی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا، جب مرگیا تو بنی اسرائیل کے لوگوں نے ٹانگ سے پکڑا اور گھسیٹ کر ایک کوڑے کے ڈھیر پر ڈال دیا، خالق کائنات نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اس کو غسل دے کر کفن پہناؤ اور تمام بنی اسرائیل کو لے کر اس کی نماز جنازہ ادا کرو، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسے ہی کیا۔ اس بات پر بنی اسرائیل کو تعجب ہوا اور لوگوں نے کہا: بنی اسرائیل میں اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا کوئی سرکش اور نافرمان نہیں تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں جانتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا: اپنے رب سے ہمارے لئے معلوم کریں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کیا:

اے میرے مالک ومولا! تو جانتا ہے جو یہ کہہ رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: انہوں نے سچ کہا کہ اس نے دوسو سال تک میری نافرمانی کی مگر ایک روز اس نے تورات کھولی تو اس میں میرے محبوب کا نام لکھا تھا، اس نے دیکھا تو میرے محبوب کے نام نامی کو بوسہ دیا اور دونوں آنکھوں سے لگایا، تو میں نے اس کے اس عمل کی قدر کی اور اس کے دوسو سال کے گناہوں کو معاف فرمادیا۔ (قوت القلوب، جلد:2، صفحہ:138، دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان، حلیۃ الاولیاء، جلد:4، صفحہ:42، رقم الحدیث:4695، مکتبہ توفیقیہ مصر، کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب، جلد:1، صفحہ:29، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(7) چاہت دیدارِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت آدم علیہ السلام جب جنت میں تھے تو اک دفعہ جناب صفی اللہ علیہ السلام کے دل میں دیدار حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا نے انگڑائی لی، چنانچہ مفسر قرآن، فاضل اجل، عارف کامل حضرت علامہ اسماعیل حنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ان آدم علیہ السلام اشتاق الیٰ لقاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم حین کان فی الجنۃ......

حضرت آدم علیہ السلام جنت میں تھے تو اک بار دل میں ملاقاتِ حبیب خدا کا شوق پیدا ہوا، خالق کائنات کی بارگاہ میں تمنائے شوق کا اظہار کیا، احکم الحاکمین نے ارشاد فرمایا:

فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ ھو من صلبک ۔

اے آدم! وہ تیری اولاد میں سے ہوں گے اور آخر الزماں نبی بن کر تشریف لائیں گے، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کی: مولا! مجھے یہیں جنت میں ان کا دیدار کرا دے، اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو حضرت آدم علیہ السلام کے سیدھے ہاتھ کی شہادت والی انگلی یا انگوٹھوں میں رکھا تو وہ نور تسبیح کرنے لگا، اس روز سے اس انگلی کا نام مسبحہ پڑ گیا، پھر وہ نور شیشے کی طرح چمکنے لگا تو حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھوں کو اپنی آنکھوں پر ملا، اس روز سے یہ انگوٹھے چومنا آدم علیہ السلام کی اولاد کے لئے سنت بن گیا، جب حضرت جبریل علیہ السلام نے اس واقعہ کو بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا تو حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابهامیه و مسح علیٰ عینیه لم یعم ابدًا ۔

جس نے اذان میں میرا نام سنا اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔ (روض الفائق فی المواعظ والرقائق، صفحہ: 298، مکتبۃ العصریۃ، بیروت، تفسیر روح البیان، جلد: 7، صفحہ: 229، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(8) میلاد خیر الانام اور حضرت سلیمان علیہ السلام

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیّدنا سلیمان علیہ السلام کو پوری دنیا کی حکومت عطا فرمائی تھی، اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمان تھی، دنیا میں بڑے بڑے عظمتوں والے حکمران ہوئے ہیں اور تا قیامت ہوتے رہیں گے لیکن جو عظمت اور شان والی بادشاہت اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان کو عطا فرمائی وہ شائد ہی کسی کو ملی ہو اور ایسی عظمت والی بادشاہت حضرت سلیمان علیہ السلام کو کیسے نہ ملتی جبکہ خود حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایسی بادشاہت کی دعا مانگی تھی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں دعا مانگی:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (پارہ:23، سورۃ ص، آیت:35)

اے میرے رب! میری مغفرت فرمادے اور عطا فرما مجھے ایسی حکومت جو کسی کو میسر نہ آئے میرے بعد بے شک تو ہی بے اندازہ عطا فرمانے والا ہے۔

یہ دعا قبول فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی ہی حکومت عطا فرمائی جو آپ کے بعد کسی اور کو نہ ملی، وہ حکومت کیسی تھی؟ اللہ اکبر! حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی انسانوں پر تھی، جنات پر تھی، نباتات پر تھی، جمادات پر تھی، حیوانات پر تھی، ہوا، سمندر، سمندر کی مچھلیاں یہاں تک کہ تمام زمین کی مخلوق حضرت سلیمان علیہ السلام کے ماتحت تھی، جنات نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک تخت بنایا تھا، تین میل لمبا،

تین میل چوڑا اور سونے وریشم سے تیار کیا گیا تھا، اس تخت پر ایک سونے کا منبر بچھایا جاتا تھا، جس پر اللہ کے نبی جلوہ گر ہوتے تھے، تخت ہوا میں پرواز کرتا تھا کیونکہ ہوا بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیر فرمان تھی، چنانچہ فرمان خداوندی ہے:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِىْ بِاَمْرِهٖٓ اِلَى الْاَرْضِ الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَاؕ وَكُنَّا بِكُلِّ شَىْءٍ عٰلِمِيْنَ ○ (پارہ:17،سورۃ انبیاء، آیت:81)

اور ہم نے سلیمان کے لئے تیز ہوا کو فرمانبردار بنا دیا۔ چلتی تھی وہ ہوا ان کے حکم سے اس سرزمین کی طرف جسے ہم نے بابرکت بنا دیا تھا اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک انگوٹھی عطا فرمائی تھی، جب وہ انگوٹھی پہن لیتے تو سارے جنات، حیوانات، پرندے سب آپ کے دربار میں حاضر ہو جاتے تھے اور جب وہ انگوٹھی اتارتے تو دربار برخاست ہو جاتا۔ کیا بابرکت انگوٹھی تھی۔ اب آیئے جانتے ہیں کہ اس انگوٹھی میں اتنی برکت وتاثیر کیوں تھی۔

علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال آج سے 528 برس قبل ہجری 911 میں ہوا، لکھتے ہیں:

صحابی رسول حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو ایک نگ عطا فرمایا، اس نگ کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی میں جڑوالیا تھا، اس نگ کا رنگ آسمانی تھا اور اس نگ پر لکھا تھا:

کان نقش خاتم سلیمٰن بن دائود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

گویا یہ برکت ساری نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔

(کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب، جلد:1، صفحہ:14، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(9) واقعۂ اصحاب الفیل نبوت مصطفیٰ کی دلیل

ابرہہ بن صباح جس کو حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے یمن کا گورنر مقرر کیا ہوا تھا وہ ہر سال موسم حج میں لوگوں کو بڑی شان وشوکت سے حج کی تیاری کرتے دیکھتا اور بڑا حیران ہوتا کہ یہ لوگ ہر سال اس شان وشوکت سے کدھر جاتے ہیں۔ایک مرتبہ اس نے اپنے خاص مشیر سے پوچھا کہ یہ لوگ ہر سال بڑی ٹھاٹھ بھاٹھ سے کدھر جاتے ہیں تو مشیر نے بتایا کہ سرکار یہ لوگ ہر سال مکہ شریف میں بیت اللہ شریف کا حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔تو ابرہہ نے کہا کہ وہ بیت اللہ کس کا بنا ہوا ہے اور کس نے کس کے حکم سے بنایا ہے۔مشیر نے کہا کہ حضور بظاہر تو وہ عمارت پتھروں کی بنی ہوئی ہے لیکن اس کی عظمت اورشان کے قصیدے عرش والے بھی پڑھتے ہیں کیونکہ اس کی تعمیر کا حکم دینے والا اللہ رب العزت ہے اس کی تعمیر کرنے والا اللہ کا خلیل ہے اور اس کی مزدوری کرنے والا ذبیح اللہ ہے،یہی وجہ ہے کہ ہر سال لوگ دنیا کے کونے کونے سے کعبہ شریف کی زیارت کے لئے دور دراز کا سفر طے کر کے آتے ہیں اور اس کا طواف کرتے ہیں۔اور اپنی مشکلیں اور حاجتیں خالق کائنات کے حضور پیش کرتے ہیں اور رب لم یزل ان کی ہر فریاد کو پوری بھی فرماتا ہے۔ابرہہ نے سوچا کیوں نہ میں بھی اسی طرز کی ایک عالیشان عمارت بنواؤں تا کہ لوگ کعبہ کو چھوڑ کر یہاں آیا کریں۔

ابرہہ کا بت خانہ

اسی مقصد کے لئے ابرہہ نے اپنے وزراء سفراء سے مشورہ کر کے ایک ایسا کلیسا بنانے کا پروگرام بنایا جس کی نظیر پوری دنیا میں نہ ہوتا کہ لوگ کعبہ شریف کو چھوڑ کر

ہمارے اس کلیسا میں آ کر عبادت کریں۔ چنانچہ ابرہہ نے اپنے علاقے کے مانے ہوئے ماہر تعمیرات کو اپنے دربار میں طلب کیا اور ان کو حکم دیا کہ یہاں ایک ایسی عالی شان سونے چاندی اور جواہرات سے مزین عمارت بنائیں تاکہ لوگ اس کو دیکھ کر حیران ہو جائیں۔ ماہرین تعمیرات نے کہا: سرکار آپ فکر نہ کریں ہم اپنی پوری کاریگری اس عمارت پر صرف کر دیں گے اور اس کو چار چاند لگا دیں گے۔ تعمیر شروع ہو گئی، قیمتی پتھر اور لعل و جواہرات سونا چاندی کی اینٹیں غرضیکہ جتنا بھی حسین و جمیل میٹریل تھا۔ وہ اس گرجا گھر کی تعمیر پر صرف ہوا۔ جب وہ بت خانہ تیار ہو گیا اس کے اردگرد طرح طرح کے خوبصورت درخت اور پودے لگوائے گئے۔ وہ کلیسا اتنا خوبصورت تھا کہ اس کی مثال پیش نہیں کی جا سکتی تھی۔ سب کچھ ہوا لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود اس کی تعمیر میں خلیل جیسا مستری نہ تھا، ذبیح جیسا مزدور نہ تھا۔ رب جلیل جیسا حاکم نہ تھا۔ سب کچھ تھا خلیل اللہ علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعائیں شاملِ حال نہ تھیں، جنتی پتھر حجر اسود نہ تھا۔ اللہ عزوجل کا یہ پیغام کہ جو اس گھر میں داخل ہو گیا، امن والا ہو گیا، شامل نہ تھا۔ بہر حال جب وہ کلیسا تیار ہو گیا اس کی چار دیواری پر قیمتی پردے لٹکائے گئے۔ اس کے کھلنے اور بند ہونے کے اوقات مقرر کئے گئے۔ اس گرجے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قد آور تصویر رکھی گئی اور پھر پورے علاقے میں لوگوں کو اس طرف آنے کی اور یہاں آ کر خانہ کعبہ کی طرح طواف کرنے کی، صفا و مروہ پر سعی کرنے کی ترغیب دلائی گئی۔ پھر ابرہہ نے ایک قاصد کے ذریعے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو پیغام بھیجا کہ حضور میں نے آپ کے نام پر آپ کی شہرت کی خاطر ایک خوبصورت اور بے نظیر کنیسہ تیار کروایا ہے اور کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ سال تمام دینا کے لوگ مکہ کے بیت اللہ شریف کو چھوڑ کر اس کنیسہ کا حج اور طواف کیا کریں۔ تاکہ دین مسیحی کو بھی تقویت ملے اور آمدنی کے ذرائع بھی بن جائیں اور آپ کا نام بھی پوری دنیا میں روشن ہو جائے اس کنیسہ کی تعمیر اور عبادت کرنے کی خبر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ بعض ضعیف الاعتقاد لوگ عبادت کرنے کی غرض سے اس کی طرف آنے

لگے۔بعض تماش بین صرف اس کی خوبصورت آرائش اور زینت دیکھنے کے لئے آنے لگے اور بعض گورنرابرہہ کے مقرر کردہ لوگ اس کا طواف کرنے لگے۔

جب یہ خبر مکہ شریف پہنچی تو مکہ والوں کو بڑا دکھ پہنچا اور انہیں بڑا ہی غصہ آیا اور ساتھ ہی افسوس بھی ہوا کہ اس بدبخت ابرہہ نے یہ کیا کیا؟ مکہ شریف میں ایک قبیلہ بنی کنانہ آباد تھا اس کا ایک فرد جس کا نام زہیر بن بدر کنانی تھا، اس نے جب یہ خبر سنی تو اس نے کعبہ شریف کے پردوں کو پکڑ کر قسم کھائی کہ اے رب کائنات مجھے تیرے گھر کے ان نوری پردوں کی قسم ہے میں جب تک یمن میں جا کر عیسائیوں کے گرجے میں پاخانہ کر کے اس کو ذلیل ورسوا نہیں کروں گا۔ چین سے نہیں بیٹھوں گا چنانچہ زہیر بن بدر کنانی حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے دربار میں پہنچا اور اپنے دل کا حال بیان فرمایا اور ساتھ ہی کہا کہ سرکار مجھے اجازت بھی فرمادیں اور میری کامیابی کی دعا فرمادیں کہ میں اپنے مشن میں کامیاب لوٹوں۔ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اجازت فرمائی اور دعائے خیر بھی فرمائی۔ زہیر بن بدر چل پڑا سیدھا یمن میں اس مقام پر پہنچا جہاں عیسائیوں کا وہ کلیسا تھا۔اس نے وہاں پہنچ کر ایسی عبادت شروع کی کہ وہاں کے نگران ومحافظ حیران رہ گئے کہ یہ آدمی بڑا ہمارے گرجے کا شیدائی ہے اس کو ہمارا یہ کلیسا بڑا پسند آیا ہے۔ محافظوں نے جب اس کی عبادت کو دیکھا تو اسے کہا کہ میاں تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرا نام زہیر ہے۔ مجھے یہاں عبادت کر کے بڑا لطف آیا کاش میں یہاں کا محافظ ہوتا تو دن رات عبادت کرتا۔انہوں نے کہا کہ اگر یہی تیری تمنا ہے تو ٹھیک ہے تو آج سے اس کے محافظوں میں شامل ہے جی بھر کے حفاظت کر اور ساتھ ہی عبادت بھی کر۔ زہیر بن بدر چند دن تک خوب ان کو چکر دیتا رہا جب اس نے دیکھا کہ عیسائیوں کا مجھ پر بھرپور اعتماد ہو گیا ہے تو ایک رات اس نے اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا پروگرام بنالیا۔ جب رات کا ٹائم ہوا تمام محافظ آئے تا کہ گرجے کو تالے لگادیں تو زہیر بن بدر نے کہا کہ محافظ بھائیو! آج میرا دل کرتا ہے کہ میں اس عبادت خانہ میں ساری رات کھڑے ہو کر عبادت میں

گزاردوں۔ محافظوں نے کہا کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے انہوں نے خوب خوشبوئیں اور عطر سے زہیر کے لئے کلیسا کو معطر کر دیا۔ اور خود اپنے اپنے ٹھکانے پر جا کر سو گئے۔ جب آدھی رات ہوئی تو زہیر نے کلیسا میں جگہ جگہ پاخانہ کیا اور ان کے سارے کلیساء کی دیواریں غلاظت سے لیپ دیں اور خود بھاگ کر مکہ آ گیا۔ جب صبح کا ٹائم ہوا محافظین جب گرجے میں آئے تو انہوں نے دیکھا کہ گرجے میں بجائے خوشبو کے بدبو آ رہی ہے، جب اندر داخل ہوئے تو سارا کلیسا گندگی سے بھرا پڑا تھا وہ سمجھ گئے کہ مکہ شریف کا جوان ہمارے گرجے گھر کو خراب کر کے بدلہ لے کر چلا گیا ہے۔ انہوں نے فوراً یہ خبر ابرہہ کو بتائی۔ اس کو بڑا غصہ آیا اور اس نے قسم اٹھائی کہ جب تک وہ اپنے خانہ کے بدلے میں کعبہ شریف کی اینٹ سے اینٹ نہیں بجائے گا۔ چین سے نہیں بیٹھے گا۔ عربیوں کی یہ طاقت کہ وہ ہمارے گرجے کی توہین کریں۔ ابرہہ نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی کو قاصد کے ذریعہ تمام حالات سے لکھ کر روانہ کیا۔ حبشی بادشاہ کو بھی بڑا غصہ آیا اور اس نے ابرہہ کو پیغام بھیجا کہ تم اپنے کلیسا کی عزت وعصمت کی خاطر جو بھی قدم اٹھاؤ گے میری تمام ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہوں گی۔ جتنی چاہو، فوج اور سامان لو اور اگر مزید امداد کی ضرورت ہو تو میری طرف پیغام بھیجو میں فوراً روانہ کر دوں گا۔

(معارج النبوت اول، روح البیان، پ:30، طبقات ابن سعد اول، سیرت ابن ہشام اول، ص:50)

ابرہہ کی کعبہ کی طرف تیاری

ابرہہ کو جب نجاشی کا یہ پیغام ملا تو اس نے کعبہ شریف کو گرانے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا۔ تین لاکھ سوار اور پیادے، چار ہزار ہاتھی نشین سپاہی اور سب سے بڑا جنگی اور مشہور ہاتھی محمود بھی۔ ابرہہ کا لشکر جب مکہ شریف کی جانب روانہ ہوا تو زمین گھوڑوں اور ہاتھیوں کے قدموں سے ہلتی تھی۔ اتنا بڑا لشکر آج تک کسی نے روئے زمین پر نہ دیکھا تھا۔ ابرہہ نے اپنے فوجی جوانوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ اے فوجی جوانو! جب تم مکہ میں داخل ہونا تو کسی کا لحاظ نہ کرنا۔ قتل وغارت کا وہ بازار گرم کرنا کہ رہتی دنیا تک

تمہاری بہادری کے چرچے ہوتے رہیں اور جب مکہ فتح ہو جائے تو کعبہ کے پتھر اور مٹی تک اٹھا لینا تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ جس نے عیسائیوں سے ٹکر لی وہ کبھی دنیا میں نہ رہا، اس کا نام ونشان تک مٹ گیا۔ اللہ اللہ!

ادھر ابرہہ اپنے فوجی جوانوں کو یہ خطاب کر رہا تھا، ادھر اللہ عزوجل اپنی مخلوق میں ایک ننھی سی چڑیا ابابیل یعنی چڑیوں کو ابرہہ کے فوجیوں کو مارنے کے بم سپلائی فرمارہا تھا۔ اور فرمارہا تھا کہ دیکھنا کہ ان میں سے کوئی بچ کر نہ جائے اور آج دنیا والوں کو پتہ چل جائے کہ ہاتھیوں، گھوڑوں، تیروں، تلواروں، نیزوں اور برچھیوں کی طاقت زیادہ ہے یا اللہ عزوجل کی ننھی مخلوق کے پنجوں میں پکڑی ہوئی ایک معمولی کنکری کی طاقت زیادہ ہے اور آج رب لم یزل مخلوق کو بتانا چاہتا ہے کہ جس کعبہ کا حامی خداعزوجل ہو اس کو دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔ چنانچہ ابرہہ اپنے لشکر کو لے کر جب مکہ شریف کے قریب پہنچا تو اس کی نظر جب کعبہ شریف پر پڑی تو کعبہ شریف کی ہیبت سے اس کا دل لرز گیا، اس نے سوچا کہ میں نے بڑے بڑے کلیسا دیکھے، بڑی بڑی عبادت گاہیں دیکھیں لیکن آج تک میرا دل اس طرح نہیں لرزا جیسے اس گھر کعبہ کو دیکھ کر لرزا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس گھر کی بڑی شان ہے، بڑا بلند مقام ہے۔ اس گھر کا مالک واقعی عظمتوں والا ہے۔ ابرہہ نے دل میں سوچا کہ اگر مکہ کے سرداروں نے میرے ہاتھ پیر پکڑے میرے سامنے عاجزی، انکساری کی تو میں کعبہ کو ہرگز نہ چھیڑوں گا۔ ابرہہ نے مکہ سے دو میل ور ایک مقام مغمس میں اپنے لشکر کو ٹھہرنے کا حکم دیا اور اپنے فوجی جرنیلوں میں سے ایک جرنیل جس کا نام اسود بن حبشی کو حکم دیا کہ جاؤ مکہ والوں سے چھیڑ چھاڑ کرو بھلا وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ اسود چند سپاہیوں کو لے کر مکہ شریف پہنچا اس نے اور تو کچھ نہ کیا لیکن مکہ شریف کے تمام قریشیوں کی بھیڑ بکریاں اور اونٹ پکڑ کر ابرہہ کے پاس لے آیا۔ ان اونٹوں میں سے دو سو اونٹ، حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے تھے باقی دوسرے مکہ والوں کے۔ اسود کے بعد ابرہہ نے اپنے ایک اور معتمد ساتھی حناطہ حمیری کو اپنے پاس بلایا

اور کہا کہ حناطہ تم مکہ چلے جاؤ اور سرداران مکہ کو میرا پیغام دینا کہ ابرہہ تم سے لڑنے نہیں آیا صرف کعبہ کو گرانے آیا ہے اگر کسی نے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو وہ بری طرح مارا جائے گا۔ لہٰذا تم سب مکہ خالی کر کے چلے جاؤ یا پھر اپنے دروازے بند کر کے بیٹھ جاؤ، تمہاری بہتری اسی میں ہے۔ چنانچہ حناطہ مکہ شریف آیا اس نے مکہ شریف والوں سے پوچھا کہ تمہارا سردار کون ہے۔ لوگ اس کو حضرت مطلب کے پاس لے گئے جب اس کی نظر نبی کریم علیہ السلام کے دادا شریف پر پڑی تو ان کا چہرہ دیکھتے ہی وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جب حناطہ نے حضرت عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا تو اس کی گردن جھک گئی، زبان جو تھی وہ لڑکھڑا گئی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اور ایسے آواز نکال رہا تھا جیسے ذبح کرتے وقت بیل کی ہوتی ہے جب اس کو ہوش آیا تو عبدالمطلب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ قریش کے سردار ہیں۔

(زرقانی، جلد: 1 ص: 85، مواہب لدنیہ اول، مدارج النبوت دوم اور انوار محمدیہ، سیرت نبوی)

پھر حناطہ نے بڑے ادب سے ابرہہ کا پیغام حضرت عبدالمطلب تک پہنچایا حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ دیکھو میاں، ابرہہ کے پاس اتنا بڑا لشکر ہے اور ہمارے پاس اس کا چوتھائی حصہ بھی نہیں اور ہمارے اندر لڑائی کی طاقت بھی نہیں لہٰذا ہم بھی اس سے لڑنا نہیں چاہتے۔ باقی رہ گیا کعبہ شریف کا مسئلہ تو وہ اللہ عزوجل کا گھر ہے اور اس کے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے۔ اگر اس کو اس کا باقی رہنا پسند ہے تو وہ خود مالک و خالق ہے اس کی حفاظت کر لے گا۔ حناطہ نے کہا: سرکار آپ ہمارے ساتھ ابرہہ کے پاس تشریف لے چلئے تا کہ یہی باتیں آمنے سامنے ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ نے قریشیوں سے مشورہ کر کے اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لیا اور ابرہہ کو ملنے کے لئے حناطہ کے ساتھ چل پڑے ابرہہ کے لشکر میں پہنچ کر حناطہ نے حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ حضور آپ باہر کھڑے ہوں میں ابرہہ کو

آپ کے بارے میں بتاؤں اور ملاقات کے واسطے اجازت لے آؤں۔ یہ کہہ کر حناطہ اندر چلا گیا۔ ابرہہ نے صورت حال پوچھی تو حناطہ نے کہا کہ حضور میں مکہ شریف کے سردار حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو ساتھ لایا ہوں آپ کعبہ شریف کے محافظ ہیں بڑے سخی، بڑے با کمال، حسن و جمال کے پیکر، شرافت و سخاوت کے منبع میری ان کی یہ بات ہوئی ہے وہ باہر آپ کی ملاقات کے منتظر ہیں اگر حکم ہو تو اندر بلاؤں۔ ابرہہ نے کہا کہ ہاں بلاؤ۔ ابرہہ خود بڑے تخت پر بیٹھ گیا خاص وزراء سفراء کو کرسیوں پر بٹھا دیا اور کہا کہ جب وہ قریشی سردار آئے تو خبردار کوئی اس کا استقبال نہ کرے۔ اللہ اللہ!

ادھر کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا نوری دادا حضرت عبدالمطلب جونہی ابرہہ کے خیمے میں تشریف لایا تو ابرہہ دیکھ کر لرز گیا اور آپ کی ہیبت وجلال سے تخت سے نیچے اتر کر آپ کے استقبال کے لئے آگے بڑھا، جب وہ اٹھا تو اس کے تمام وزیر، مشیر اور خاص و عام درباری جو اس وقت وہاں موجود تھے سب نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا۔ ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب کو اپنے ساتھ تخت پر بڑی عزت سے بٹھایا اور پھر گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہنے لگا کہ سرکار کیسے تشریف لانا ہوا۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا کہ تمہارے ساتھیوں نے ہمارے اونٹ اور جانور پکڑ کر اپنے لشکر میں پہنچا دیئے ہیں میں اپنے جانور واپس لینے آیا ہوں۔ ابرہہ نے بڑے تعجب سے حضرت عبدالمطلب کا چہرہ دیکھا اور کہا کہ اے سردار میں تمہارے باپ دادا کے بنائے ہوئے کعبہ کو گرانے آیا ہوں تو تمہیں اپنے مال کی پڑی ہوئی ہے اور کعبہ کی تمہیں کوئی فکر نہیں...... حفیظ جالندھری مرحوم اسی بات کو یوں پیش کرتے ہیں کہ

سنی یہ بات تو حیران ہو کر ابرہہ بولا
کہ شاید تم نے اپنی بات کو دل میں نہیں تولا
یہ ظاہر ہے میں آیا ہوں یہاں کعبہ گرانے کو
تمہارے جد امجد کی عبادت گاہ ڈھانے کو

تعجب ہے کہ اک ناچیز شے کا ذکر کرتے ہو
نہیں کعبے کی فکر اونٹوں کی اپنے فکر کرتے ہو
تمہیں لازم تھا عزت کے مطابق گفتگو کرتے
خدا کا گھر بچانے کے لئے کچھ آرزو کرتے

ابرہہ کی یہ گفتگو سن کر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اے ابرہہ اونٹ میرے ہیں لہٰذا، ان کی رکھوالی کرنا، ان کی نگہبانی کرنا میرا فرض ہے اور رہ گیا کعبہ شریف یہ میرا نہیں بلکہ اللہ رب العزت کا مقدس گھر ہے۔ اس کے محبوبوں کے ہاتھوں کا تعمیر کردہ ہے، ہزاروں سال گزر گئے، کئی دشمن اس کو ختم کرنے کے لئے آئے لیکن وہ خود ختم ہو گئے، وہ خود مٹ گئے، وہ خود برباد ہو گئے، وہ خود فنا ہو گئے، وہ خود نیست و نابود ہو گئے لیکن میرے پروردگار کے گھر کی ایک اینٹ کو بھی نقصان نہیں پہنچا سکے اور انشاء اللہ قیامت تک نہ ہی کوئی اس کی طرف میلی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔ ابرہہ اگر میرے رب عزوجل کو یہ گھر باقی رکھنا منظور ہے تو چند لاکھ کا لشکر کیا ساری دنیا مل کر بھی اس کو ختم کرنے کے لئے آ جائے تو خود ختم ہو جائے گی لیکن یہ کسی سے ختم نہیں ہوگا۔ اس لئے میں اپنی چیز کا مطالبہ کر رہا ہوں کہ

انا رب الابل وللبیت رب یحفظه ۔

"اونٹوں کا مالک میں ہوں ان کی فکر مجھے ہے اور بیت اللہ شریف کا بھی ایک مالک خالق ہے وہ خود اس کی حفاظت کرے گا۔"

حفیظ صاحب مرحوم نے کیا خوب کہا کہ آپ نے جواب دیا:

یہ طعنہ سن کے عبدالمطلب بولے متانت سے
کہ ناواقف ہو تم قوم عرب کی اس دیانت سے
صداقت ہے یہی کہ اپنی شے کا ذکر کرتا ہوں
کہ میرا مال ہیں اونٹ اس لئے میں فکر کرتا ہوں

کرے گا فکر اپنے گھر کی جو اس گھر کا مالک ہے
جو اس گھر کا مالک ہے وہ بحر و بر کا مالک ہے
یہ سن کر ابرہہ چپ ہو گیا سب اونٹ دلوائے
یہاں سے اٹھ کے عبدالمطلب چپ چاپ گھر آئے

اسی بات کو ایک پنجابی شاعر پیش کرتا ہے کہ

عبدالمطلب، ابرہہ تائیں تے آکھیا نال زبانے
ڈاچیاں میریاں دیدے مینوں تے گھر والا گھر جانے

ابرہہ نے حضرت عبدالمطلب سے کہا کہ آپ اونٹ لے جائیں لیکن آپ کے کعبہ کو اب مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ آپ نے فرمایا: ابرہہ کعبہ جانے اور رب جانے تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو۔ ابرہہ نے اپنے مشیر خاص کو حکم دیا کہ عبدالمطلب کو تمام اونٹ واپس کر دو لیکن اونٹ دینے سے پہلے ہمارے خطرناک محمود ہاتھی کے پاس ان کو لے جاؤ تا کہ اس کے دل میں ہماری اور ہاتھی کی ہیبت پیدا ہو جائے۔ ابرہہ نے یہ بات اس لئے کہی کہ عرب والوں نے اس سے پہلے ہاتھی کبھی نہیں دیکھے تھے اور ہاتھی محمود بہت بڑا ہاتھی اور خونخوار اور جنگ میں لڑائی کا ماہر، اس کی شکل دیکھ کر بھی بندے کو خوف آتا تھا...... ابرہہ چاہتا تھا کہ عبدالمطلب کے دل میں ہاتھی کو دیکھ کر رعب اور دبدبہ پیدا ہو جائے گا اور مزید خوف کھا جائے گا لیکن ہوا کیا۔ سبحان اللہ! جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ محمود ہاتھی کے پاس تشریف لے گئے تو:

فلما نظر الفیل الیٰ وجه عبدالمطلب یبرك کما یبرك البعیر وخر ساجدًا و انطق الله تعالیٰ الفیل فقال السلام علی النور الذی فی ظهرك یا عبدالمطلب ۔

''جب ہاتھی نے آپ کے چہرہ کو دیکھا تو وہ اونٹ کی طرح بیٹھ گیا اور سجدہ میں گر پڑا اور اس ہاتھی کو اللہ پاک نے بولنے کی طاقت عطا کی اور اس نے

بول کر کہا کہ اے عبدالمطلب میرا سلام ہو اس نور پر جو تمہاری پشت میں ہے (اور چہرے سے چمکارے مار رہا ہے)''

(زرقانی، جلد: ۱، ص: 86، مواہب لدنیہ اوّل، مدارج النبوت دوم، انوارِ محمدیہ، سیرت نبوی)

سبحان اللہ! گویا یمن کے ہاتھی کا بھی یہ ایمان تھا کہ اللہ عزوجل کا محبوب جو دنیا میں تشریف لانے والا ہے وہ نور ہوگا لیکن افسوس پاکستان کے مسلمان پر جو کلمہ پڑھ کر بھی نور کا منکر ہے لیکن سنی سے پوچھو وہ یوں کہے گا کہ:

کیہ اعجاز نظر وچ تیری جیہڑا آوے اوہ وِک جاوے
پیشانی تے چمک نوری رخ وچ نیناں کجل سہاوے
خلق ترے نے موہ لئی دنیا کوئی ورلا جان بچاوے
اعظم ایڈا سوہنا ساتھی کدھرے ایہہ جیا نظر نہ آوے

کعبہ کا غلاف اور عبدالمطلب

تو خیر عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ لے کر واپس مکہ شریف تشریف لائے مکہ شریف کے تمام لوگ آپ کے اردگرد اکٹھے ہو گئے صورت حال معلوم کی اور پوچھا کہ ابرہہ کا کیا ارادہ ہے۔ حضرت عبدالمطلب نے تمام حالات اپنی قوم کو بتائے کہ ابرہہ کسی حالت میں بھی واپس جانے کے لئے تیار نہیں جب تک وہ کعبہ شریف کو گرا نہ لے۔ قریش مکہ نے کہا کہ اب کیا ہوگا؟ ہم کیا کریں؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: ہونا کیا ہے وہی ہوگا جو منظورِ خدا ہے باقی تم اپنی بھی فکر نہ کرو، اپنا ضروری سامان لے کر پہاڑوں میں چلے جاؤ تا کہ ابرہہ کے لشکری تمہیں یا تمہارے بچوں کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں جب لشکر واپس چلا جائے گا تو تم واپس گھروں کو چلے آنا۔ مکہ شریف کے تمام لوگ گھروں کو چھوڑ کر پہاڑوں میں جا کر چھپ گئے لیکن حضرت عبدالمطلب نے اپنی بہو حضرت کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی امی جان سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بیٹا...... عرض کی: جی بابا جان! فرمایا: بیٹا تم پہاڑوں میں نہ جانا۔ عرض کی: بابا

کیوں؟ فرمایا: بیٹا تم میرے ساتھ پہلے بیت اللہ شریف میں چلو، عرض کی: کیوں؟ فرمایا: بیٹا میں دعا کروں گا، تم آمین کہتی جانا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کہ بابا میری آمین میں کیا ہے۔ فرمایا: بیٹا جو نعمت اللہ عزوجل نے تمہارے پاس رکھی ہے اس کی قدر، اس کی عظمت، اس کی شان تم نہیں سمجھتیں، اس کی شان، اس کی عظمت اور اس کی حقیقت کو میرا اللہ عزوجل جانتا ہے۔ بیٹی جب تم آمین کہو گی پھر دیکھنا اللہ عزوجل اپنے محبوب کریم علیہ السلام کے صدقے کس طرح اپنے مقدس شہر کی حفاظت فرماتا ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ٹھیک ہے بابا چلو۔ حضرت عبدالمطلب اپنی بہو کو لے کر چلنے لگے تو رؤسائے مکہ اور حضراتِ معززین مکہ جو ابھی حضرت عبدالمطلب کے پاس موجود تھے انہوں نے کہا کہ سرکار ہم بھی آپ کے ساتھ دعا میں شامل ہوں گے۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ آپ اپنی بہو اور رؤسائے مکہ کو ساتھ لے کر کعبہ شریف کی چوکھٹ پر تشریف لائے اور کعبہ شریف کے دروازے پر اپنا سر اللہ عزوجل کے حضور جھکا دیا اور رو پڑے اور پھر سر اٹھا کر کعبہ شریف کے غلاف کو پکڑ کر ساری کائنات کے مالک و خالق اللہ عزوجل کی بارگاہِ بے نیاز میں یوں عرض کیا کہ اے اللہ عزوجل! ان ظالموں کے دفع کرنے میں مجھے تیرے سوا کسی سے امید نہیں۔

اے میرے رب! اپنے گھر کی تخریب ان سے روک دے اور اس کی حفاظت فرما۔
اے رب کائنات! ہر آدمی اپنے گھر کو دشمنوں سے بچاتا ہے۔
تو بھی اپنے گھر کو دشمنوں سے بچا!
الٰہی! آج صلیب (سولی) والوں پر اپنے گھر والوں کی
جو اس میں رہنے والے ہیں مدد فرما۔
اے مالک و خالق دیکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی صلیب
اور عداوت و سرکشی تیری قوت و طاقت پر غالب آ جائے۔

(روح البیان، تفسیر کبیر، زرقانی شریف، معارج النبوت اول)

یہی بات ایک پنجابی شاعر نے یوں پیش کی ہے

یا رب باجھ تیرے نہیں کوئی تے منگن کھلے دعائیں
ایہہ گھر اپنا دشمن کولوں تے کر کے فضل بچائیں

ادھر نبی کریم علیہ السلام کے جدامجد دعا مانگ رہے ہیں ادھر نبی کریم علیہ السلام کی محترم والدہ ماجدہ مائی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا اور دیگر معززین مکہ آمین کر رہے ہیں۔

نورِ محمدی کا لشکارا

بارگاہِ رب العزت میں دعائیں مانگنے کے بعد حضرت عبدالمطلب اپنے ساتھیوں کو لے کر کعبہ شریف سے کچھ فاصلے پر واقع ایک پہاڑ تھا کوہ ثبیر اس پر تشریف لے گئے۔ اس پہاڑ پر چڑھ کر بیت اللہ شریف کا نظارہ کرنے لگے جونہی آپ نے کعبہ شریف کی طرف دیکھا تو آپ کی پیشانی سے ایک تیز نور کی شعاع نکلی اور وہ شعاع اس قدر تیز تھی کہ وہاں سے کھڑے کھڑے اس نے کعبہ شریف کو بھی منور کر دیا، رؤسائے مکہ نے جب یہ منظر دیکھا تو حیران رہ گئے لیکن حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ مسکرانے لگے۔ آپ کے ساتھیوں نے کہا کہ ہمارے سردار آپ مسکراتے کیوں ہیں؟ اور یہ کہ ماجرا کیا ہے۔ فرمایا: مبارک ہو۔ قریشیوں نے کہا: کس بات کی۔ فرمایا کہ کعبہ شریف کو ابرہہ تو کیا دنیا کی کوئی طاقت بھی ختم نہیں کر سکتی۔ کہا: وہ کیسے؟ فرمایا کہ بیت اللہ کو بچانے والا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم آ گیا ہے۔ قریشی اور بھی حیران ہو کر کہنے لگے کہ سرکار بات سمجھ میں نہیں آئی ذرا اور کھل کر بیان فرمائیں۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: ساتھیو! یہ جو نور میری پیشانی سے تم نے چمکتے ہوئے دیکھا ہے خدا کی قسم! یہ نور جب بھی چمکا، جب بھی اس نے لشکارا مارا تو اللہ عزوجل نے ہمیشہ مجھے کامیابی کی بشارت دی لہٰذا چلو گھر واپس چلیں اب ہمیں خوف کھانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے سبحان اللہ!

(مواہب لدنیہ اول، زرقانی شریف، مدارج النبوت دوم، انوار محمدی)

بعض لوگ یہاں سوال کرتے ہیں کہ جب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کوہ ثبیر

پر تشریف لے گئے تو اس وقت ان کی پیشانی میں کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا ہی نہیں بلکہ اس وقت نور محمد تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن شریف میں منتقل ہو چکا تھا لیکن نبی کریم علیہ السلام کا نور شریف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں سے کیسے چمکا؟

میرے دوستو! یادرکھو یہ ٹھیک ہے کہ اس وقت نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطن مقدس میں تھا لیکن نبی کا نور شریف حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں مدتوں تک جلوہ گر رہ چکا اور لشکارے مارتا رہا، جگمگاتا رہا۔ اب اگرچہ وہ نور آپ سے منتقل ہو چکا لیکن اس کی تابانیاں ابھی تک آپ کی پیشانی میں جلوہ گر تھیں۔ دیکھئے شام کے وقت جب سورج ڈوب جاتا ہے لیکن اس کی روشنی کے اثرات کافی دیر تک آسمانوں پر جلوہ گر رہتے ہیں جس کی وجہ سے روشنی رہتی ہے۔ میاں جب آسمانی سورج کی یہ تابانی ہے تو ہاشمی اور آمنہ بی بی کے سورج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابانیوں کا کیا عالم ہوگا۔ اللہ اکبر!

تو عرض یہ کر رہا تھا کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اپنی قوم کو لے کر واپس اپنے گھروں کو لوٹ آئے۔ صبح کا ٹائم ہوا، ابرہہ کے لشکر میں نقارے بجنے لگے کہ تیاری کرو، حملے کے لئے تیار ہو جاؤ، تمام لشکر تیار ہو گیا۔ ابرہہ نے حکم دیدیا کہ آج اس طرح حملہ کرنا کہ کعبے کا نام ونشان تک باقی نہ رہے۔ ادھر ابرہہ کعبے کی شان اور نام ونشان مٹانے لگا، اس نے اپنی تیاری اور منصوبہ بندی اور پروگرام مکمل کر لیا۔ ادھر اللہ رب العزت نے ابرہہ کو بلکہ ابرہہ کے پورے لشکر کو دنیا سے نیست ونابود کرنے کا ارادہ فرمالیا اور انہیں جہنم کا ایندھن بنادیا۔ ایک شاعر کہتا ہے کہ

لشکر فوجاں بانجھ شماروں تے نیلاں پر اسواری
دوزخ اندر جاون کارکن تے کیتی جلد تیاری

جب لشکر چلنے لگا تو ابرہہ نے اپنے خاص مشیر سے کہا کہ سب سے آگے جنگلی ہاتھی

محمود کو آگے لگاؤ۔ پھر دوسرے ہاتھیوں کو جو تعداد میں بیس تھے۔ پھر پیدل چلنے والے پھر گھوڑے سوار تا کہ محمود ہاتھی اپنی بھرپور قوت و طاقت سے کعبہ شریف کو ٹکر مارے اور دوسرے ہاتھی بھی پھر مل کر اپنی بھرپور طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے حملہ کر دیں۔ فیلبان محمود ہاتھی کی طرف آنے لگا تو لشکر ابرہہ میں سے ایک نوجوان نفیل خشمی جو دل ہی دل میں کعبہ کی عظمت کا قائل تھا، ابرہہ نے اس کو راستے میں پکڑ کر اپنے ساتھ ملا لیا تھا وہ دوڑتا ہوا محمود ہاتھی کے پاس آیا اور اس کے کان میں کہنے لگا: اے محمود! یہ تیرے امتحان کا وقت ہے دیکھنا کہیں اللہ عزوجل کے گھر سے دشمنی کر کے ذلیل و رسوا نہ ہو جانا اگر اللہ پاک کو راضی کرنا ہے تو خبردار خبردار کبھی کعبہ شریف پر حملہ نہ کرنا وہ نوجوان یہ بات کر کے چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد محمود ہاتھی کا فیل بان مہاوت لوہے کا بہت بڑا گرز لے کے آ گیا اور محمود کو اٹھنے کا اشارہ کیا لیکن محمود اٹھا نہیں، وہ مہاوت بڑا حیران کہ آج اس کو کیا ہو گیا حالانکہ پہلے یہ مجھے دیکھتا تھا تو فوراً کھڑا ہو جاتا تھا لیکن آج کیوں نہیں اٹھتا۔ اس نے لوہے کے گرز مارے وہ نہ اٹھا...... بڑا پریشان ہوا، جب دوسری طرف منہ کرتا ہے، اٹھنے کو کہتا ہے تو فوراً کھڑا ہو گیا جب کعبہ شریف کی طرف چلاتا ہوں تو نہیں اٹھتا۔ اس نے لوہے کے گرز مارے وہ نہ اٹھا بڑا پریشان ہوا، جب دوسری طرف چلاتا تو چلنے لگتا، اٹھنے کو کہتا تو کھڑا ہو جاتا۔ جب پھر کعبہ شریف کی طرف موڑا جاتا تو فوراً بیٹھ جاتا۔ اور ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ بڑا مارا اور لہولہان کر دیا لیکن وہ ہے کہ کعبہ کی طرف قدم نہیں بڑھاتا۔

حفیظ جالندھری مرحوم کیا خوب فرماتے ہیں آپ سنئے

حرم کی حد میں آیا ابرہہ تو رک گیا ہاتھی
پئے تعظیم کعبہ حاضری سے جھک گیا ہاتھی
گرا سر سجدے میں ایسا کہ پھر اوپر نہیں اٹھا
ہزار آنکس پڑے تن پر مگر یہ سر نہیں اٹھا
یکا یک ابرہہ نے مڑ کے دیکھا فوج کی جانب

حرم کی سرزمین پر بڑھنے والی فوج کی جانب
نظر آیا قطاراں در قطاراں رک گئے ہیں سب
تعجب اور گھبراہٹ کا ہنگامہ ہے پیش و پس
مہاوت مارتے ہیں ہاتھیوں پر پے بہ پے آنکس
پڑے ہیں اس طرح ہاتھی کہ جنبش ہی نہیں کرتے
خدا کا ڈر ہے دل میں آج شیطان سے نہیں ڈرتے

اسی بات کو ایک پنجابی شاعر نے یوں پیش کیا کہ ؎

پچھلے پیریں ہٹ جائے جلدی تے ادب الٰہی پاروں
بیہوش ہویا مہاوت کولوں تے خوف نہ کیتا ماروں

ابرہہ نے یہ سارا منظر اپنے خیمے سے دیکھ لیا، وہ بھی بڑا گھبرایا۔ جب محمود ہاتھی آگے نہ چلا تو ابرہہ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو۔ یہ کیا کرتا ہے۔ جب محمود کو چھوڑا گیا تو وہ بڑی خوفناک چیخیں مارتا ہوا کہیں چلا گیا۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اس کا چیخنا چلانا یہ اللہ عزوجل کے حضور گڑگڑا کر رونا تھا کہ مولا کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور پاک کے صدقے معاف کردینا کیونکہ پتہ نہیں تھا، اللہ غنی!

ابرہہ نے حکم دیا کہ دوسرے ہاتھیوں کو لو اور مل کر حملہ کردو، سارا لشکر دوسرے ہاتھی لے کر جب ابرہہ کے ساتھ کعبہ شریف کے قریب پہنچا تو اللہ رب العزت نے حکم فرمایا: جبرئیل! عرض کی: یارب جلیل! فرمایا: دیکھتے ہو ابرہہ اور اس کا لشکر دوسرے ہاتھی ہمارے گھر کو گرانا چاہتا ہے۔ جبرئیل نے عرض کی: مولا حکم ہو تو اپنی طاقت کا مظاہرہ کروں فرمایا: نہیں آج ابرہہ کے لشکر کو ہم تم سے نہیں اپنی ایک ادنیٰ سی مخلوق سے برباد کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ پاک کی اس چھوٹی سی مخلوق کی یہ طاقت تو بڑی مخلوق کی طاقت کا کیا عالم ہوگا۔ اور اس کی کتنی طاقت ہوگی۔

ادھر ابرہہ کا لشکر کعبہ شریف کے قریب پہنچا ادھر اللہ پاک کے لشکر ابابیل پرندہ

چھوٹی چھوٹی چڑیوں کا لشکر سیاہ بادل بن کر ابرہہ کے لشکر کے سروں پر چھا گیا۔ جب ابرہہ کے لشکریوں نے سر آسمان کی طرف اٹھایا تو چھوٹے چھوٹے پرندوں نے تین کنکریاں سنبھال رکھی ہیں ایک ایک منہ میں اور دو دو نوں پنجوں میں۔ ہر کنکری پر ابرہہ کی فوج کے سپاہی کا نام درج ہے۔ اللہ پاک نے حکم دے دیا تھا کہ خبردار ایک کنکر سے زیادہ کسی کو ہرگز نہ لگے۔ اللہ پاک نے یہ ننھی فوج جب ابرہہ کے لشکر کے قریب پہنچی تو سب سے پہلے اس نے بیت اللہ شریف کا طواف کیا۔ طواف کے بعد ابرہہ کے لشکر پر حملہ آور ہوئی اوپر سے کنکریوں کی برسات ہونے لگی...... خدا کی قدرت دیکھیں، ہر کنکر اسی آدمی کو لگتی تھی جس پر اس کا نام درج ہوتا تھا اور اللہ پاک نے اس مسور کی دال کے دانے کے برابر والے پتھر میں طاقت کتنی رکھی تھی کہ جس کو لگتا اس کے جسم کو چیرتا ہوا، سواری کو پھاڑتا ہوا زمین میں سوراخ کرتا ہوا تحت الثریٰ تک چلا جاتا۔ یہ پتھر زمین کے نہیں تھے بلکہ یہ معمولی پتھر پرندے اللہ پاک کے حکم سے جہنم میں سے اٹھا کر لائے تھے۔

(معارج النبوت اول)

جب ابابیل پرندوں نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کیا تو ان کے ہوش وحواس ختم ہو گئے، دیکھتے ہی دیکھتے ابرہہ کا تمام لشکر تباہ و برباد ہو گیا، کچھ وہاں سے بھاگنے پر مجبور ہو گئے لیکن وہ خدا کے غضب سے بچ کر کہاں جا سکتے راستے میں ہلاک ہو گئے اور جہنم کا ایندھن بن گئے...... آئے تھے کعبہ مٹانے لیکن خود مٹ گئے۔ آئے تھے اللہ عزوجل کے گھر کو ختم کرنے لیکن خود ختم ہو گئے۔ آئے تھے رب العزت کے بیت کو برباد کرنے لیکن خود برباد ہو گئے...... ابرہہ اپنے خیمے سے یہ منظر کھڑا دیکھ رہا تھا، جب وہ اپنے آپ کو اس بربادی سے بچانے کے لئے بھاگا اور اپنا سر خیمے سے نکالا تو وہ چڑیا جو اس کے خیمے کے اوپر ابرہہ کے نام کا پتھر لئے کافی دیر سے منڈلا رہی تھی جب اسے پتھر مارنے لگی تو اللہ رب العزت نے فرمایا: اے ابابیل! ٹھہر جا...... اس کو جانے دے، یہ بھی کہا کہ اس کے پیچھے پیچھے چل، جہاں رکے وہاں اس کا کام پورا کرنا۔ ابرہہ بھاگتا بھاگتا حبشہ کے بادشاہ کے

دربار میں پہنچا اور شروع سے لے کر آخر تک کا واقعہ سنایا کہ کیسے کیسے ہوا، کیسے ننھی ننھی چڑیوں نے ہمیں تباہ و برباد کر دیا۔ نجاشی بادشاہ نے حیران ہو کر ابرہہ سے پوچھا کہ اتنی تھوڑی تعداد اور معمولی پرندوں نے تمہیں تباہ و برباد کر دیا۔ اچھا وہ پرندے کیسے تھے ذرا ان کا حلیہ بیان کرو۔ ادھر ابرہہ حلیہ بتانے لگا اتنے میں وہ چڑیا ابرہہ کے سر پر پہنچ گئی جس کے پاس اس کی ہلاکت کا پتھر تھا۔ ابرہہ نے دیکھتے ہی کہا کہ بادشاہ یہ تھے وہ پرندے جنہوں نے ہمارے لشکر کو تباہ کیا:

فقصص عليه القصة فلما اتمتها وقع عليه الحجر ۔

''ادھر ابرہہ نے قصہ پورا کیا ادھر ابابیل نے اس کے سر پر وہ مسور کے دانے کے برابر پتھر مار دیا۔ جس سے ابرہہ شاہ حبشہ کے سامنے ہلاک ہو گیا۔'' (تفسیر نفسی، جلد: 4، تفسیر کبیر، جلد: 14 تفسیر روح البیان، جلد: 10 تفسیر حسینی، جلد: 2، تفسیر عزیزی، تفسیر نور العرفان)

اسی بات کو حفیظ جالندھری مرحوم نے یوں پیش کیا ہے

یہ کہنا تھا کہ چھائی آسمان پر اک بدلی سیٔ
فضاء میں روشنی مہر کر دی گئی جس نے گولی سی
وہاں زیر فلک ساری فضا پر چھا گئیں چڑیاں
خدا جانے کہاں سے جمع ہو کر آ گئیں چڑیاں
یہ ننھی منی چڑیاں تھیں ابابیلوں کا لشکر تھا
ذرا سی چونچ میں نازک سے ہر پنجے میں کنکر تھا
نہ کی جب ابرہہ نے اک ذرا بھی حرمت کعبہ
ابابیلوں نے کی آ کر یکایک نصرت کعبہ
پہاڑوں کی بلندی سے گرے کچھ اس طرح کنکر
کہ چھلنی کی طرح چھد گئی ہو فوجِ بد اختر

فوجیں اور وہ ہاتھی اور ان کے ہانکنے والے
خدا کے قہر نے اک آن میں پامال کر ڈالے

یہی بات پنجابی میں کہ۔

کہن لگا سب ایسے آہے تے اتنی بات سنائی
اس نے اُپروں چھوڑیا پتھر تے دیر نہ کیتی کائی

یہ واقعہ ابرہہ کی تباہی والا حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے 6163 سال بعد پیش آیا، اس دن ۷ محرم الحرام کی تاریخ تھی اس کے ٹھیک 55 روز بعد 12 ربیع الاول کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف ہوئی۔ اس بات کی قرآن پاک نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّ اَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝ (پ:30، سورت فیل)

”اے محبوب علیہ السلام کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اللہ کریم نے ان کے مکروفریب کو ناکام نہیں بنادیا اور وہ یوں کہ بھیج دیئے ان پر ہر سمت سے پرندے ڈاروں کے ڈار جو برساتے تھے ان پر کنکری کی پتھریاں، پس بنا ڈالا ان کو جیسے کھایا ہوا بھوسہ ہو۔“

حضرات محترم! ذرا قرآن پاک کے انداز بیان کو ملاحظہ فرمائیں کہ کتنی خوش اسلوبی سے محبوب علیہ السلام کو متوجہ کررہا ہے۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ اے محبوب! آپ نے نہیں دیکھا؟ یہ کلام اس کو کیا جاتا ہے، یہ الفاظ اس کو بولے جاتے ہیں جس نے کوئی چیز پہلی دیکھی ہو لیکن توجہ اس طرف سے ہٹ جائے تو یہ کلام، پاک رب نے محبوب علیہ السلام کو اس وقت فرمایا جب نبی کریم علیہ السلام نے نبوت کا اعلان فرمایا اور اعلان نبوت فرمایا

چالیس سال کی عمر شریف میں، نبوت کا آغاز تھا اللہ پاک فرمارہا ہے محبوب آج سے چالیس سال پچپن دن پہلے کی بات یاد کرو جب ہم نے ہاتھی والوں کو ہلاک کر دیا اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ پورے قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے اکتیس ۳۱ مرتبہ اسی جملہ اَلَمْ تَرَ سے مخاطب فرمایا، ان تمام آیات سے تو پتہ چلتا ہے کہ محبوب دیکھ رہے تھے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دیکھے وہ جو پیدا ہو چکا ہو۔ جو ابھی پیدا نہیں ہوا جو ابھی فرش زمین پر نہیں وہ کیسے دیکھ سکتا ہے؟

احباب ذی وقار! یہ بات یاد رکھو کہ دیکھے وہ جو دنیا میں آئے، یہ آپ کے اور میرے لئے ہے، حضور جانِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بلند ہے۔

(10) چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں

حضور جانِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو ایک دفعہ بارگاہِ خیر الانام میں عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں تو آپ کو بچپن سے جانتا ہوں کہ آپ نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیسے جانتے ہو؟ تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا مقدس بچپن تھا، رات کا وقت تھا، آپ سرکار جھولے میں آرام کر رہے تھے، چاند اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جوبن پر تھا، میں نے دیکھا کہ چاند کبھی دائیں جھک جاتا تو کبھی بائیں، میں بڑا حیران ہوا کہ آج چاند کو کیا ہو گیا، لیکن جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو جھولے میں جدھر انگلی اٹھاتے ہیں چاند رقص کرتا ہوا ادھر چلا جاتا ہے، تو جانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چچا! یہ کون سی بڑی بات ہے؟ والذی نفسی بیده، مجھے قسم ہے اس خالق و مالک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جب میں اپنی والدہ ماجدہ کے شکم اطہر میں تھا، تو لوحِ محفوظ پر جو قدرت کا قلم چلتا تھا میں اس کی آواز بھی سنتا تھا، اور سورج اور چاند عرش اعظم کے آگے سجدہ کر کے تسبیح بیان کرتے ہیں میں ان کی آواز بھی سنتا تھا۔

(کفایۃ الطالب اللبیب فی خصائص الحبیب، جلد: ۱، صفحہ: 91، دار الکتب العلمیہ بیروت، تاریخ دمشق الکبیر، جلد: 4، صفحہ: 360، باب: ماجاء فی التسلیم الحجر والشجر ...... دار الفکر بیروت، کنز العمال، کتاب الفضائل، باب: فضائل نبینا محمد...... جلد: 11، صفحہ: 172، رقم الحدیث: 31825، البدایۃ النہایۃ کتاب: سیرۃ الرسول، باب صفۃ مولدہ الشریف علیہ الصلوٰۃ والسلام، جلد: 2، ص: 278، عبدالحئی لکھنوی، مجموعہ الفتاویٰ، کتاب العقائد، جلد: 1، صفحہ: 69، میر محمد کتب خانہ کراچی نبہانی، حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین، صفحہ: 174، دار الکتب

العلمیہ، سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، باب التاسع، جلد: ۱، صفحہ: 349، دار الکتب العلمیہ بیروت، جلد: 10، صفحہ: 48، دار الکتب العلمیہ الفتح الربانی فی ترتیب مسند امام احمد، باب: ۱، احادیث الانبیاء، علیہم وعلیٰ نبینا علیہ السلام جلد: 20، صفحہ: 184، دلائل النبوۃ، باب: ماجاء فی حفظ اللہ، جلد: 2، صفحہ: 41، دار الکتب العلمیۃ بیروت، اسماعیل اصبھانی، دلائل النبوۃ، جلد: ۱، صفحہ: 229، رقم الحدیث: 338، دار الطیبۃ، الریاض انسان العیون فی سیرۃ امین المامون، باب: وفاۃ الوالد، جلد: ۱، صفحہ: 115، دار الکتب العلمیہ بیروت، المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، جلد: ۱، صفحہ: 97، فرید بک سٹال لاہور، زرقانی علی المواھب، باب: الکلام علی المولد، جلد: ۱، صفحہ: 275، دار الکتب العلمیۃ بیروت، زرقانی علیٰ المواھب، باب، الفصل الرابع مااختص بہ من الفضائل والکرامات، جلد: 7، صفحہ: 190، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، تفسیر المظھری، سورۃ النور، آیت: 35، جلد: 6، صفحہ: 527، نفائس الدرر من اخبار سید البشر، ذکر مولدہ ومنشاہ ورضاعہ وحضانتہ وکفالتہ ومایتصل ذلک، جلد: ۱، صفحہ: 119، مرکز الدراسات ولابحاث واحیاء التراث، الرباط تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، النوع الرابع: مااختص بہ من الکرامات والفضائل، جلد: ۱، صفحہ: 402، دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان، الانوار المحمدیۃ من المواھب الدنیۃ، المقصد الاول، صفحہ: 41، دار الحدیث قاہرہ مصر)

کیا خوب ترجمانی کی امام عشق ومحبت تاجدار بریلی رحمۃ اللہ علیہ نے

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا
تیرے ہی ماتھے رہا اے جان سہرا نور کا
بخت جاگا نور کا چمکا ستارا نور کا
تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا
سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا
میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا تیرا دے ڈال صدقہ نور کا

حضرت ذی وقار! جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں رہ کر لوح محفوظ کے قلم کی آواز سن سکتا ہے تو پھر وہ کریم آقا علیہ السلام قبر انور میں جلوہ فرما ہو کر اپنے غلاموں کے درود وسلام بھی سماعت فرما سکتے ہیں۔

ے دور و نزدیک سے سننے والے کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
ہم یہاں سے پڑھیں وہ مدینے سنیں
ان کی اعلیٰ سماعت پہ لاکھوں سلام

جب ابرہہ اور اس کا لشکر تباہ ہو گیا تو حضرت عبدالمطلب نے تمام اہالیان بلد الامین کو مبارک باد پیش کی اور تمام کو اپنے اپنے گھر آ جانے کا حکم دیا، جب سارے مکہ والے واپس آئے تو ابرہہ کے لشکر کا جتنا مال تھا وہ سب مکہ والوں نے جمع کیا، دو دن تک وہ مال جمع کرتے رہے، اور اس مال کو آپس میں تقسیم کرلیا، اب جو ابرہہ کے لشکر کی لاشیں تھیں ان سے بدبو آنا شروع ہو گئی، حضرت عبدالمطلب اپنی قوم کے چیدہ چیدہ لوگوں کو لے کر حرم کعبہ میں حاضر ہوئے اور بارگاہ رب العزت میں عرض کی: مولا! تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے اپنے گھر کی اور ہماری حفاظت فرمائی، ہم جتنا شکر کریں کم ہے، مولا! اب یہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں اب لاشوں کا کیا کریں؟ مولا! ان سے بھی نجات دلا، ادھر حضرت عبدالمطلب نے دعا فرمائی ادھر اللہ پاک نے اپنی قدرت کاملہ سے غیب سے پانی کا ریلہ بھیجا جو سب لاشوں کو بہا کر لے گیا اور مکہ شریف کی زمین ناپاک جسموں سے پاک ہوگئی، اس عظیم واقعہ کے بعد مکہ والوں کے دل میں خانہ کعبہ کی عزت واحترام اور بڑھ گیا کیونکہ رب العالمین نے کعبہ شریف کی عزت اور ان کی عصمت کی حفاظت فرمائی تھی، اس واقعہ کے پچپن دن بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوئی اور کائنات عالم میں بہار آ گئی۔

(11) نبی کریم ﷺ کے نسب مبارک کی طہارت و عصمت

سید الانبیاء اپنے نسب کی طہارت بیان فرماتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خرجت من نکاح ولم اخرج من سفاح من لدن اٰدم الٰی ان ولدنی ابی وامی لم یصبنی من سفاح الجاھلیة شیء۔

''حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر میرا جوہر ولادت نکاح سے منتقل ہوتا چلا آیا ہے زنا سے نہیں تا آنکہ مجھے میرے والدین نے جنا۔ جاہلیت کے زنا کا مجھ تک کچھ اثر نہیں پہنچ سکا۔'' (دلائل النبوۃ، صفحہ: 79، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

پاک نبی کا پاک نسب

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے آباؤ اجداد میں کبھی کوئی مرد وعورت زنا پر جمع نہیں ہوئے۔

لم یزل اللہ عزوجل ینقلنی من اصلاب طیبة الٰی ارحام طاھرة صافیاً مھذباً بالاتتشعب شعبتان الا کنت فی خیرھما۔

''ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا میں پاک اور مطہر پیدا ہوا ہوں جب بھی نسل انسانیت کے دو حصے ہوئے اللہ نے مجھے بہتر حصہ میں رکھا۔'' (الحاوی للفتاویٰ، جلد: 2، صفحہ: 199، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، دلائل النبوۃ، صفحہ: 80، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، مواہب اللدنیہ، جلد:

۱، صفحہ:55، فرید بک سٹال لاہور)

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! قریش کی ایک مجلس ہوئی ہے جس میں انہوں نے اپنے اپنے حسب ونسب بیان کئے اور آپ کی مثال کھجور کے اس درخت سے دی ہے جو ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو مجھے بہتر مخلوق میں رکھا پھر اس نے قبائل بنائے تو مجھے سب سے بہتر قبیلہ میں رکھا پھر جانیں پیدا کیں تو مجھے ان کے درمیان سب سے بہتر جان بنا دیا پھر گھر بنائے تو مجھے سب سے بہتر گھر دیا تو میں خاندان اور جان کے اعتبار سے سب سے بہتر ہوں۔

(دلائل النبوۃ، صفحہ:79، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت قرآنیہ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ (اور ہم آپ کو سجدہ کرنے والوں کی پشتوں میں منتقل کرتے رہے ہیں) کی تفسیر میں روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصلاب انبیاء میں منتقل ہوتے رہے تا آنکہ آپ کی والدہ نے آپ کو جنم دیا۔ (تفسیر ابن عباس، صفحہ:396، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر بہتر مقام کا انتخاب کیا

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے سب سے اوپر والے میں خود ٹھہرا اپنی شان کے لائق اور تمام آسمانوں میں جس مخلوق کو چاہا ٹھہرایا پھر سات زمینیں بنائیں اور سب سے اوپر والی میں جو مخلوق چاہی ٹھہرائی پھر مخلوق میں سے بنی آدم کو عزت بخشی پھر بنی آدم میں سے عرب کو افضل کیا، عرب میں سے مضر کو عظمت دی، مضر میں سے قریش کو شان بخشی، قریش میں سے بنو ہاشم اور بنو ہاشم میں سے مجھے سب سے زیادہ معزز بنایا تو میں ہر بہتر سے بہتر ہوں۔ تو جس نے عرب سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور عرب سے عناد رکھنے والے نے مجھ سے عناد رکھا۔ (دلائل النبوۃ، صفحہ:80)

(12) نبی کریم ﷺ کی عظمت آپ کے اسماء گرامی کی روشنی میں

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے کچھ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں''، جس کی برکت سے کفر محو کر دیا جائے گا۔ میں حاشر ہوں جس کے پیچھے لوگ روز قیامت قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ میں عاقب ہوں یعنی سب سے پیچھے آنے والا میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

ابو طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ کے ہاں میرے دس نام ہیں۔'' (دلائل النبوۃ، صفحہ:80)

(13) چند خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ آپ کی زندگی کے لمحے لمحے کی قسم اٹھاتا ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی جان پیدا نہیں کی جو اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر محبوب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی شخص کی ساری زندگی کی قسم نہیں اٹھائی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ (سورۃ الحجر: آیت ۷۲، پ:۱۴)

''قسم ہے آپ کی زندگی کی بے شک وہ (قوم لوط) اپنی مستی میں مدہوش پھرتے تھے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد خداوندی لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ الخ کی تفسیر یوں مروی ہے:

وحیاتك یا محمد ۔ ''اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی زندگی کی قسم۔''

شیخ (ابونعیم) نے کہا: کسی ذی عقل پر مخفی نہیں کہ قسم اس ذات کی اٹھائی جاتی ہے جو از حد معظم، معزز اور مکرم ہو تو اس آیت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی جلالت وقدر واضح ہوتی ہے اور یہ کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلا جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دعوت ایمان دی اور اپنی نبوت و رسالت کو جیسے نبھایا یہ سب امور انتہائی قابل تعظیم ہیں کیونکہ ساری زندگی کی قسم ان سب کو شامل ہے۔

بزم محشر میں ان کی شان محبوبی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میں سب سے پہلے قبر سے نکلوں گا جب لوگ اٹھائے جائیں گے میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ بارگاہ خدا میں پیش ہوں گے میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ خاموش ہوں گے ان کی شفاعت کروں گا جب وہ گرفتار بلا ہوں گے انہیں خوشخبری سناؤں گا جب وہ خوفزدہ ہوں گے کلید ہائے جنت اور عزت وحمد کا پھریرا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں رب کے ہاں ساری اولاد آدم سے زیادہ معزز ہوں گا۔ چھپے انڈوں یا بکھرے موتیوں جیسے خوبصورت ایک ہزار خدام میرے آس پاس گھومتے ہوں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے تمام جن وانس اور ہر سرخ وسیاہ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا جو کسی نبی کے لئے نہ کیا گیا تھا۔ میرے لئے سب زمین پاکیزہ اور مسجد بنادی گئی۔ ایک مہینہ کی مسافت تک رعب سے میری مدد کی گئی۔ مجھے سورۃ بقرہ کی

آخری آیات دی گئی ہیں۔ مجھے تورات کی جگہ سورہ فاتحہ، انجیل کی جگہ سورہ مائدہ اور زبور کی جگہ حوامیم دی گئی ہیں۔ مجھے مفصل سورتوں کی عطا سے بھی فضیلت بخشی گئی ہے۔ میں دنیا وآخرت میں تمام آدم کا سردار ہوں گا مجھے فخر نہیں۔ سب سے قبل میں اور میری امت قبروں سے نکلے گی مگر فخر نہیں۔

روزِ قیامت علم حمد میرے ہاتھ میں ہوگا مگر کوئی فخر نہیں۔ آدم علیہ السلام سے لے کر تمام انبیاء اس علم کے نیچے ہوں گے۔ کلید ہائے جنت میرے پاس ہوں گی مگر فخر نہیں۔ میں ہی شفاعت کا آغاز کروں گا مگر فخر نہیں۔ خلق خدا کو جنت کی طرف میں ہی لے جاؤں گا مگر فخر نہیں۔ میں ان کا امام ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے ہوگی۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے میں زمین سے باہر آؤں گا، پھر ابوبکر پھر عمر رضی اللہ عنہما اور پھر اہل بقیع۔ یہ لوگ میرے ساتھ اٹھیں گے پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا اور میں حرمین کے درمیان اٹھایا جاؤں گا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے میں ہی جنت میں داخل ہوں گا اور فخر نہیں۔ سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے قبل میری ہی شفاعت قبول ہوگی مگر فخر نہیں۔ روز قیامت علم حمد میرے ہاتھ میں ہوگا مگر فخر نہیں اور جنت میں سب سے پہلے میرے پاس فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہا آئیں گی۔ اس امت میں ان کی مثال یوں ہے جیسے بنی اسرائیل میں حضرت مریم کی۔

ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روز قیامت لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور سب سے پہلے مجھے افاقہ ہوگا۔

ام کرز رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: میں مومنوں کا سردار ہوں گا جب وہ اٹھائے جائیں گے اور ان سے آگے ہوں گا جب وہ

بارگاہ صمدیت میں پیش ہوں گے اور انہیں بشارت دوں گا جب وہ مارے دہشت کے خاموش ہوں گے ان کا امام ہوں گا جب وہ سجدہ کریں گے اور سب سے زیادہ اللہ کے قریب میری جگہ ہوگی۔ جب وہ اللہ کے ہاں اکٹھے ہوں گے میں بات کروں گا تو اللہ میری تصدیق کرے گا شفاعت کروں گا تو وہ قبول ہو جائے گی اور سوال کروں گا تو وہ پورا ہو جائے گا۔

وہ چھ صفات جو صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی عطا کی گئی ہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے چھ صفات کے ساتھ سب انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے: 1- مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ 2- رعب سے میری مدد کی گئی۔ 3- خواب میں مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دی گئیں۔ 4- مجھے سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ 5- میرے لئے مال غنیمت حلال کیا گیا۔ 6- اور مجھ پر انبیاء کی آمد کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ عزوجل مجھے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنا دے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی اور انہوں نے اسے پڑھا تو اس میں اس امت (محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم) کا تذکرہ پایا۔ عرض کیا: اے اللہ! اس کتاب میں میں نے ایک امت کا تذکرہ پایا ہے جو پیدا تو آخر زمانہ میں ہوں گے اور جنت میں سب سے پہلے جائیں گے۔ اے اللہ! انہیں میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا: یہ تو امت محمدیہ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ پھر عرض کیا: اے اللہ! میری کتاب میں ایک ایسی امت بھی مذکور ہے جو دعا کریں گے تو فوراً قبول ہوگی انہیں میری امت بنا دے۔ ارشاد ہوا: اے موسیٰ! یہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عرض کیا: اے اللہ! میری کتاب میں ایک

ایسی امت کا تذکرہ بھی ہے جو اپنی کتاب سینوں میں محفوظ کئے ہوں گے اور اسے بلا تکلف پڑھ لیا کریں گے انہیں میری امت بنا دے۔ فرمایا: یہ بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ عرض کیا: اے اللہ! میری کتاب میں ایک وہ امت بھی ہے جو مال فئے کھائیں گے۔ انہیں میری امت بنا دے۔ فرمایا: یہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا ہی خاصہ ہے۔ عرض کیا: اے پروردگار! میری کتاب میں ایک ایسی امت کی نشاندہی بھی ہے جو صدقات کھائیں گے اور اس پر ثواب پائیں گے انہیں میری امت بنا دے۔ جواب آیا: اے موسیٰ! یہ بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان ہے۔ عرض کیا: اے اللہ! میری کتاب ایک ایسی امت کا بھی پتہ دیتی ہے کہ وہ اگر نیکی کا ارادہ کر کے نیکی نہ کر سکیں گے تو بھی انہیں اس کا ثواب دے دیا جائے گا اور اگر نیکی کر لیں گے تو اس کے بدلے میں دس نیکیوں کا ثواب پائیں گے اے اللہ! انہیں میری امت بنا دے۔ ارشاد ہوا: یہ بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز ہے۔ عرض کیا: اے اللہ! میری کتاب میں ایک ایسی امت کا ذکر آیا ہے جو گناہ کا ارادہ کر کے اسے عمل میں نہ لائیں گے تو وہ گناہ لکھا نہیں جائے گا اور اس پر عمل کر لیں گے تو ایک ہی گناہ لکھا جائے گا اے خدا! انہیں میری امت بنا دے۔ اللہ نے فرمایا: یہ بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی خصوصیت ہے۔ عرض کیا: اے خدا! میری کتاب میں ایک ایسی امت کا حال بھی لکھا ہے جنہیں پہلا اور پچھلا (یعنی سارا) علم دیا گیا ہے۔ بدصورت دجال کی گمراہی کے دور میں قتل کئے جائیں گے اے اللہ! انہیں میری امت بنا دے۔ فرمایا: یہ بھی امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا امتیاز ہے۔

قال یا رب فاجعلنی من امة محمد صلی اللہ علیه وسلم فاعطی عند ذٰلك خصلتین فقال

تب حضرت موسیٰ علیہ السلام گویا ہوئے کہ اے اللہ! پھر مجھے بھی اس امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک فرد بنا دے تو اللہ تعالیٰ نے اس سوال پر انہیں دو عظمتیں عطا فرما دیں جس کا تذکرہ قرآن میں یوں ہے:

یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُكَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِیْ وَ بِكَلَامِیْ ز صلے
فَخُذْ مَآ اٰتَیْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِیْنَ ٥ (سورۃ اعراف: آیت ۱۶۶)

''اے موسیٰ میں نے آپ کو سب لوگوں پر اپنی پیغمبری اور ہم کلامی کے ساتھ فضیلت دے دی جو میں تم کو دے دوں لے لو اور شکر گزار بن جاؤ۔'' موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: اے اللہ! میں راضی ہو گیا''۔

(دلائل النبوۃ، صفحہ 88)

(14) گزشتہ آسمانی کتابوں میں ذکر مصطفیٰ ﷺ

حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے حضرت اشعیاء علیہ السلام پر وحی اتاری کہ آپ قوم میں کھڑے ہو کر وعظ کریں آپ کی زبان پر وحی بولنا شروع ہو گی۔ آپ کھڑے ہوئے تو اللہ نے آپ کی زبان مبارک پر وحی جاری کر دی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور تقدیس و تہلیل کے بعد فرمایا: ''اے آسمان! سن، اے زمین! خاموش ہو جا، اے پہاڑو! توجہ کرو، اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ بنی اسرائیل کی عظمت ختم کر دے۔ انہیں اللہ نے اپنی نعمتوں میں پالا اپنے لئے چنا اور کرامت بخشی مگر انہوں نے سمجھا کہ ہم شیطانوں اور نجومیوں کے ذریعہ غیب پر اطلاع پا سکتے ہیں اس لئے یہ لوگ شیطانوں کی باتیں سینوں میں چھپا کر رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انہیں معلوم بھی نہیں ہے کہ زمین و آسمان کے غیب صرف میں جانتا ہوں اور میں ان کے ظاہر و باطن سے واقف ہوں۔ میں نے زمین و آسمان پیدا کرتے ہی ایک اٹل فیصلہ کیا تھا اور وقت مقررہ پر وہ پورا ہو کر رہے گا۔ اگر یہ غیب پر اطلاع پانے والے سچے ہیں تو بتلائیں وہ فیصلہ کب پورا ہو گا۔ اگر یہ اپنے اس قول میں سچے ہیں کہ وہ جو چاہیں کر سکتے ہیں تو پھر ایسی قدرت لائیں جس کے ساتھ میں نے وہ تقدیر لکھی اور ایسی حکمت لائیں جس کے ساتھ میں تدبیر نظام کائنات کرتا ہوں۔

میں نے خلق ارض و سماء کے دن لکھ دیا تھا کہ نبوت بنی اسرائیل میں ہمیشہ نہ رہے گی اور بادشاہت بھی ان سے چھین کر چرواہوں کو دے دی جائے گی۔ ناتوانوں کو عزت، کمزوروں کو قوت، فقیروں کو تونگری، جاہلوں کو علم اور ان پڑھوں کو حکمت کے خزانے

دے دیئے جائیں گے۔ کم تعداد والوں کو کثرت بخشی جائے گی، جنگلوں میں شہر آباد ہوں گے اور صحراؤں میں قلعے تعمیر ہو جائیں گے۔ ان بنی اسرائیل والوں سے پوچھو کہ ایسا کب ہو گا کون کرے گا اس کے ہاتھ پر میری یہ قدرتیں ظاہر ہوں گی اور اس کے ساتھی کون ہوں گے کیا یہ جانتے ہیں؟

(15) آخری نبی اور آخری امت کی شان

بزبان اشعیاء علیہ السلام

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے جس میں یہ زائد مضمون بھی ہے۔

اللہ فرماتا ہے: ''میں اس کام کے لئے نبی اُمی کو مبعوث فرمانے والا ہوں جس کے ذریعے بہرے کان، مقفل دل اور اندھی آنکھیں کھول دی جائیں گی۔ اس کی ولادت مکہ میں ہوگی، ہجرت سوئے مدینہ اور حکومت شام میں ہوگی۔ یہ میرا بندہ متوکل برگزیدہ عظیم المرتبت محبوب سے محبوب تر اور پسندیدہ تر ہے۔ برائی کا بدلہ عفو و درگزر سے دے گا۔ مومنوں پر رحیم ہوگا، طاقت سے زیادہ بوجھ تلے دبے ہوئے جانوروں کو دیکھ کر دلگیر ہو جایا کرے گا۔ بے سہارا عورت کی گود میں کسی یتیم کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پرنم ہو جایا کریں گی، درشت مزاج اور بد اخلاق نہ ہوگا، بازاروں میں شور وغل کرنے سے کوسوں دور اور بدکلامی سے پاک ہوگا۔

میں اسے اعمال حسنہ اور اخلاق کریمانہ سے آراستہ کردوں گا۔ طمانیت و وقار اس کا لباس، نیکی اس کا شعار، تقویٰ اس کا ضمیر، حکمت اس کی فراست، صدق و وفا اس کی طبیعت، عفو و درگزر اور بھلائی اس کا خلق، عدل اس کی سیرت، حق اس کی شریعت، ہدایت اس کی کتاب، اسلام اس کا دین اور احمد اس کا نام ہوگا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

میں اس کی برکت سے جاہلوں کو علم، ناقصوں کو عظمت، گم ناموں کو شہرت، کم تعداد

والوں کو کثرت، فقیروں کو تونگری اور نفرت وعداوت کی وجہ سے بکھرے اور پراگندہ دلوں کو دولت اتحاد واتفاق رائے دے دوں گا۔ اس کی امت کو سب سے بہتر امت بناؤں گا جو لوگوں کو نیکی کرنے، برائی سے رکنے، مجھے ایک ماننے، میرے لئے ایمان واخلاص رکھنے اور سب رسولوں پر ایمان لانے کی تبلیغ کرے گی۔ پابندی وقت کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لئے ان کی نگاہیں سورج پر لگی رہیں گی۔ ایسے دلوں، چہروں اور جانوں کو مبارک ہو جو میرے لئے اخلاص رکھتے ہوں گے۔

میں انہیں توفیق دوں گا کہ اپنی مساجد، مجالس، آرام گاہوں، کاروباری اداروں اور گزرگاہوں میں میری تسبیح وتکبیر اور تحمید وتوحید کے ڈنکے بجائیں گے اور مسجدوں میں یوں صف آراء ہوں گے جیسے فرشتے میرے عرش کے گرد صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ وہ میرے دوست و مددگار ہوں گے۔ میں ان کے ذریعے اپنے بت پرست دشمنوں سے بدلہ لوں گا۔ قیام وقعود اور رکوع وسجود سے نماز ادا کیا کریں گے۔ اپنے شہروں اور مال ومتاع کو چھوڑ کر میری رضا جوئی کے لئے (ہجرت اور جہاد کی راہ پر) لشکر در لشکر نکل پڑا کریں گے اور میدان جنگ میں دشمن کے آگے سیسہ پلائی دیوار بن جایا کریں گے۔

ان کی کتاب سے پہلی کتابیں، ان کی شریعت سے پہلی شریعتیں اور ان کے دین سے پہلے سب ادیان منسوخ ہو جائیں گے۔ جو شخص ان کا زمانہ پائے اور ان کی کتاب و شریعت پر ایمان نہ لائے اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ مجھ سے بری ہے۔ میں انہیں امت وسطیٰ بناؤں گا تا کہ وہ (روز قیامت) لوگوں پر گواہ بنے۔

وہ حالت غضب میں میری تہلیل، حالت ابتلاء وامتحان میں میری تکبیر اور حالت تنازع میں میری تسبیح بلند کیا کریں گے۔ چہرے اور اعضاء دھویا کریں گے (وضو کیا کریں گے)، کمر پر تہبند باندھے نشیب وفراز میں میری تکبیر وتہلیل کرتے پھریں گے (حالت احرام کی طرف اشارہ ہے)، خون سے قربانی کریں گے، اللہ تعالیٰ کی کتاب

سینوں میں محفوظ رکھیں گے، رات کو عبادت اور دن کو جہاد کرنا ان کا شیوہ ہوگا، ان کی صدائے اذان سے فضاء آسمان کا سینہ چاک ہو جایا کرے گا، مسجدوں میں ذکر الٰہی کرتے ہوئے شہد کی مکھی جیسی بھینی بھینی آواز ہوگی۔ مبارک ہے اس کے لئے جو ان میں سے ہو گیا، ان کا دین اور ان کی شریعت اپنالی۔ یہ میرا فضل ہے جسے چاہوں دے دیتا ہوں۔ میں بڑے فضل والا ہوں۔''

(16) حضور کی ولادت سے قبل ایک یہودی عالم آپ کی آمد پر خطبہ دے رہا تھا

سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: بنی عبد الاشہل سے ایک یہودی (مدینہ منورہ میں) ہمارا پڑوسی تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ سے کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے کہ ایک بار وہ اپنے گھر سے ہمارے پاس آیا اور بنی اشہل کی مجلس میں آکھڑا ہوا۔ میں ان دنوں بہت چھوٹا تھا۔ اپنے گھر سے باہر چادر لپیٹے بیٹھا تھا۔ اس نے قیامت، حشر، حساب، میزان اور جنت و نار کا تذکرہ کیا۔

اس کے مخاطبین سب اہل شرک بت پرست تھے۔ مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ان کا اعتقاد نہ تھا۔ کہنے لگے: عقل سے کام لے! کیا کوئی ایسا جہان ہے جس میں جنت و نار ہو اور لوگ وہاں اپنے اعمال کی جزا و سزا حاصل کریں؟ کہنے لگا: اس ذات کی قسم! جس کی قسم ساری دنیا اٹھاتی ہے اس آگ کا عالم یہ ہے کہ اگر تم اپنے گاؤں کے سب سے بڑے تنور کو شعلہ بار کرو پھر مجھے اس میں پھینک کر اوپر سے منہ بند کر دو اور اگلے دن نکالو تو جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے ایسے تنور کی آگ برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ کہنے لگے: تیرا بھلا ہو۔ اس بات کی کوئی دلیل ہے؟ اس نے مکہ اور یمن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اس طرف سے ایک نبی مبعوث ہوگا۔ لوگوں نے کہا: ہم اسے کب دیکھیں گے؟ اس نے مجھے اپنے گھر سے باہر چادر میں لپٹے دیکھا تو میری طرف اشارہ کر

کے بولا: اگر عمر اس بچے کی وفا کرے تو یہ اسے دیکھ سکے گا۔

سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نظام شب و روز چلتا رہا تا آنکہ اللہ نے اپنا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرما دیا۔ اب وہ ہمارے درمیان موجود ہیں بحمد اللہ ہم ان پر ایمان لے آئے اور وہ یہودی بغض وحسد کی آگ میں جلتا رہ گیا اور ایمان نہ لایا۔ ہم نے اسے کہا: او فلاں! تم ہی وہ شخص ہو جس نے فلاں دن ہمیں یہ سب کچھ کہا تھا؟ کہنے لگا: ہاں مگر ''یہ وہ نبی نہیں'' اس یہوذی کو یوشع کہتے تھے۔

طلوع نجم نبوت اور یہود کا شور وغل

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں سات آٹھ سال کا نوخیز لڑکا تھا۔ ان دنوں میں جو بات سن لیتا اسے یاد رکھتا تھا۔ ایک روز میں نے ایک یہودی کو مدینہ کے قلعہ پر چڑھ کر چیخ و پکار کرتے سنا۔ اے یہود! اے یہود! لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے کہنے لگے: تیری خرابی ہو کیا ہوا ہے تجھے؟

قال طلع الليلة نجم احمد الذى ولد به ۔

''کہنے لگا آج رات وہ ستارا طلوع ہو گیا ہے جسے احمد کی ولادت پر طلوع ہونا تھا۔''

عبدالرحمان بن یزید بن جاریہ کہتے ہیں: میں نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے سنا آپ اپنی وفات سے تقریباً ایک مہینہ پہلے فرما رہے تھے: بخدا میں اس وقت سات سال کی عمر میں اپنے گھر میں والد کے پاس بیٹھا تھا۔ میری حالت یہ تھی کہ جو دیکھتا یاد رکھتا اور جو سنتا محفوظ کر لیتا تھا۔ اتنے میں ایک نوجوان ثابت بن ضحاک ہمارے ہاں آیا۔ اس نے بتلایا کہ بنو قریظہ سے ایک یہودی نے مجھ سے لڑتے ہوئے کہا کہ وہ نبی پیدا ہونے والا ہے جو ہماری کتاب جیسی کتاب لائے گا اور تمہیں قوم عاد کی طرح قتل کرے گا۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چند دن بعد میں وقت سحر اپنی چھت پر تھا کہ

میں نے ایک بڑی تیز آواز سنی۔ ایک یہودی مدینہ کے ایک قلعہ پر ہاتھ میں مشعل لئے کھڑا تھا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے: تیری بربادی ہو تجھے کیا ہے؟ کہنے لگا:

هٰذا کوکب احمد قد طلع هٰذا کوکب لا یطلع الا بالنبوۃ ولم یبق من الانبیآء الا احمد ۔

''یہ دیکھو احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے یہ کسی نبی کی ولادت پر ہی طلوع ہوا کرتا ہے اور احمد کے سوا اب کوئی باقی نہیں رہا۔''

لوگ اس کی حرکت پر ہنسے اور تعجب کرتے ہوئے چل دیئے۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے ایک سو بیس سال عمر پائی۔ ساٹھ سال جاہلیت میں اور ساٹھ سال اسلام میں۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم کہتے ہیں: جب یہودی نے آواز لگائی تھی کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ستارہ طلوع ہو گیا ہے ان دنوں بنو عدی بن نجار سے ایک شخص ابو قیس راہب بنے راہبانہ لباس میں رہتا تھا۔ میں نے اسے کہا: ابو قیس! اس یہودی کی بات سنی ہے تم نے وہ کیا کہہ رہا ہے؟ ابو قیس نے کہا: میں بھی اس نبی کے انتظار میں یہ حالت بنائے پھرتا ہوں کہ وہ آئیں تو ان کی تصدیق واتباع کروں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی مگر مکہ کو نہ جا سکا۔ بوڑھا آدمی تھا۔

حویصہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ہم اور یہودی (مدینہ طیبہ میں) باہم تذکرہ کیا کرتے تھے کہ مکہ مکرمہ میں ایک نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم نام کا مبعوث ہو گا۔ اب وہی ایک نبی باقی رہ گیا ہے۔ اس کے متعلق ہماری کتابوں میں ہم سے ایمان لانے کے وعدے لئے گئے ہیں اور اس کی صفات یہ ہیں۔

میں ان دنوں بچہ تھا مگر جو سنتا دیکھتا اسے یاد کر لیتا تھا میں نے ایک دن بنی عبدالاشہل کی طرف سے تیز آواز سنی دوسرے لوگ بھی آواز سن کر خوف زدہ ہو گئے کہ کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ آواز کچھ دیر کے لئے تھم گئی تھی۔ پھر آواز بلند ہوئی اب ہم صاف سن رہے تھے کوئی کہہ رہا تھا: اے یثرب والو! یہ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جس نے ولادت احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر طلوع ہونا تھا۔ ہم یہ سن کر بڑے حیران ہوئے۔

اس کے بعد ایک زمانہ گزر گیا۔ ہمیں وہ واقعہ بھی بھول گیا۔ کئی لوگ مر گئے اور ان کی جگہ دوسرے آ گئے۔ میں بوڑھا ہو گیا۔

فاذا مثل ذلك یاهل یثرب قد خرج احمد وجآء ہ الناموس الاکبر الذی کان یاتی علٰی موسٰی علیه السلام۔

''ایک دن اس پرانی آواز کی طرح پھر آواز آئی: اے اہل یثرب! احمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو گئے انہوں نے اعلان نبوت کر دیا۔ ان کے پاس وہ ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔''

چند ہی دن بعد میں نے سن لیا کہ مکہ میں ایک شخص نے اعلان نبوت کیا ہے۔ ہماری قوم میں سے کئی آدمی وہاں گئے اور کچھ رہ گئے۔ ہمارے نوجوانوں نے اسلام قبول کر لیا مگر میں اسلام نہ لا سکا تا آنکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے (اور میں اسلام لایا) (دلائل النبوۃ، صفحہ 94-93-92)

ام المومنین صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے باپ اور اپنے چچا ابو یاسر کو بہت پیاری ہوتی تھی۔ میں جب بھی دونوں کے پاس ہوتی دونوں مجھے اٹھا لیتے اور کسی کو نہ اٹھاتے۔ فرماتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے اور بنی عمرو بن عوف کے ہاں ٹھہرے۔ میرے والد اور چچا دونوں اندھیر منہ آپ کی طرف گئے اور دن ڈھلے لوٹے۔ وہ سخت تھکے ہوئے آدمی کی طرح پاؤں

گھسیٹتے اور گرتے پڑتے آئے اور اندر چلے گئے۔ میں ان کی طرف حسب معمول دوڑی آئی مگر دونوں میں سے کسی نے میری طرف توجہ نہ دی کیونکہ دونوں بڑے غمگین تھے۔ میں نے سنا میرا چچا میرے باپ سے کہہ رہا تھا: ''کیا یہ وہی ہے'' اس نے کہا: ہاں بخدا۔ چچا نے کہا: کیا تم اسے پہچانتے ہو اور یقین سے کہہ رہے ہو؟ کہنے لگا: ہاں۔ چچا نے پوچھا: تو پھر تمہارے دل میں اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: مرتے دم تک عداوت۔

(17) سابق یہودی عالم مخیّریق کا قبول اسلام اور راہ حق میں شہادت

محمد بن اسحاق نے مخیّریق نامی یہودی عالم کا قصہ بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ بڑا مال دار شخص تھا اس کے پاس کھجوروں کا باغ تھا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات سے خوب واقف تھا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے محبت تھی۔ جنگ اُحد تک اس کی یہی حالت رہی (ایمان نہ لایا) ایک بار ہفتے کا دن تھا کہ وہ کہنے لگا: اے گروہ یہود! بخدا تم جانتے ہو کہ تم پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نصرت فرض ہے۔ کہنے لگے: یہ تو ہفتے کا دن ہے۔

اس نے کہا: آج کے بعد میں کوئی ہفتہ نہیں دیکھوں گا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے ہتھیار لئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا (اسلام لے آیا) آتے ہوئے اپنی قوم سے کہہ آیا کہ اگر آج میں قتل ہو جاؤں (نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جاؤں) تو میرا سارا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہو گا۔ وہ جیسے چاہیں کریں گے۔ جنگ شروع ہوئی تو وہ پیش پیش تھا۔ چند کفار کو واصل جہنم کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مخیّریق خیر یہود سب یہود سے بہتر مخیّریق ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اموال پر قبضہ کیا اور مدینہ شریف میں آپ کے اکثر صدقات (اموال موقوفہ) اسی سے ہیں۔

(18) آپ کی آمد سے قبل سب یہودی آپ کے منتظر تھے مگر بعد میں حسد کرنے لگے

ابی نملہ سے روایت ہے کہ بنی قریظہ کے یہود اپنی کتب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ پڑھا کرتے تھے اور بچوں کو آپ کی صورت وسیرت اور ہجرت سوئے مدینہ کے متعلق بتایا کرتے تھے لیکن جب آپ کا ظہور ہوا تو بغض وحسد کی آگ میں جل کر انکار کرنے لگے۔

ابو سعید خدری اپنے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن عبدالاشہل کے ہاں آیا۔ ان دنوں ہم جنگ وجدال سے کنارہ کش تھے۔ میں نے وہاں یوشع یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''اس نبی کا وقت ظہور قریب آگیا ہے جسے احمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں وہ حرم سے ظاہر ہوگا۔'' ایک شخص خلیفہ بن شعلبہ اشہلی نے اس سے ازراہ مذاق پوچھا: اس کا حلیہ کیسا ہوگا۔ کہنے لگا: میانہ قد ہوگا زیادہ چھوٹا نہ زیادہ لمبا۔ آنکھوں میں سرخی ہوگی، کملی زیب تن ہوگی، خچر پر سوار کندھے پر تلوار اور مدینہ اس کا دار قرار ہوگا۔

مالک کہتے ہیں: میں وہاں سے محو حیرت ہو کر اپنی قوم بنو خدرہ میں آیا وہاں ایک شخص نے مجھ سے کہا: یوشع اکیلا تو نہیں کہتا یثرب کا ہر یہودی یہی کہتا ہے میں وہاں سے بنی قریظہ میں آیا وہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ذکر چھیڑے بیٹھے تھے اور زبیر بن باطا کہہ رہا تھا: ''وہ سرخ ستارہ طلوع ہو گیا ہے جو کسی نبی کی ولادت پر ہی طلوع ہوتا ہے

اور احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سوا کوئی نبی باقی نہیں رہا۔ یہ شہر (مدینہ) اس کی ہجرت گاہ ہے۔" ابوسعید فرماتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو میرے والد نے آپ کو سارا قصہ سنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے: اگر یہ زبیر (یہودی) اور اس جیسے دیگر سرداران یہود ایمان لے آئیں تو سب یہود ان کی پیروی کریں گے۔

(19) ایک گستاخ یہودی کے لئے آپؐ کی دعا

محمد بن جعفر سے روایت ہے کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری سے قبل وہاں ایک راہب ابو عامر بن عبد عمرو بن صیفی بن نعمان بن صبیعہ بن زید رہتا تھا۔ بڑا صاحب علم تھا اوس وخزرج میں اس سے بڑھ کر اوصاف رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واقف نہ تھا۔ یہود سے اس کی دوستی تھی اور وہ ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں معلومات لیتا رہتا تھا۔ پھر وہ شام چلا گیا۔ وہاں اسے عیسائیوں سے بھی آپ کے بارے میں کافی معلومات ہوئیں۔ وہاں سے لوٹتے ہوئے ابو عامر کہہ رہا تھا: میں دین ابراہیمی پر ہوں۔ وہ ایک عرصہ راہبانہ طرز زندگی اختیار کیے بزعم خویش منتظر ظہور نبوت رہا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اعلان حق فرمایا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ گیا تا آنکہ آپ مدینہ طیبہ میں جلوہ فرما ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہنے لگا: یہ تم کون سا دین لے کر آئے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین ابراہیمی۔ کہنے لگا: میں بھی اسی دین پر ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا یہ دین نہیں ہے۔ کہنے لگا: کیوں نہیں؟ کیا تم نے دین حنفیت میں کچھ اضافہ کرلیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے کوئی اضافہ نہیں کیا بلکہ نہایت پاکیزہ اور بے داغ دین ابراہیمی لایا ہوں۔

ابو عامر نے کہا: اللہ جھوٹے کو بے کس اور بے بس کر کے مارے۔ یہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بزعم خویش طنز کیا تھا۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجل فمن کذب ففعل اللہ

ذلك به .

''آپ نے اسے جواب دیا: ہاں اللہ جھوٹے کے ساتھ یقیناً ایسا ہی کرے گا۔''

اس کے بعد وہ دشمن خدا مکہ چلا گیا۔ جب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے تو وہ طائف چلا گیا۔ جب طائف والے لوگ داخل اسلام ہو گئے تو وہ شام کو ہو لیا اور وہاں اس حالت میں مرا کہ کوئی اس کا پرسانِ حال تک نہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول پورا ہو گیا کہ ''اللہ جھوٹے کے ساتھ ایسا ہی کرے گا۔''

(19) اپنے دور کا ولی کامل آمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتا ہے

عاصم بن عمرو بن قریظہ ایک بوڑھے شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار اس نے مجھ سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو ثعلبہ بن سعنہ، اسید بن سعنہ اور اسد بن عبید (جو دور جاہلیت میں بنو قریظہ کے ساتھ تھے اور اسلام میں ان کے سردار بنے) کے اسلام لانے کا سبب کیا تھا؟ میں نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: شام کا ایک یہودی ابن الهیبان ظہور اسلام سے چند سال قبل ہمارے پاس (مدینہ طیبہ) آیا۔ وہ یہاں رہنے لگا، ہم نے کسی اور کو اس سے بہتر پانچ نمازیں پڑھتے نہیں دیکھا۔ جب قحط پڑتا تو ہم اسے دعا کرنے کو کہتے وہ جواب دیتا کہ پہلے ہر شخص ایک صاع کھجور اور ایک مد جو صدقہ کرے۔

جب ہم صدقہ دے دیتے تو وہ ہمارے ساتھ میدان میں نکلتا اور دعا مانگ کر اٹھتا بھی نہ تھا کہ بادل اندھیرا کر دیتے۔ یہ ایک بار نہیں کئی بار ہوا۔

جب اس کی موت قریب آئی تو کہنے لگا: اے گروہ یہود! تم جانتے ہو میں شام جیسا امیر و کبیر ملک چھوڑ کر یہاں افلاس زدہ علاقہ میں کیوں آبسا؟ ہم نے کہا: اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کہنے لگا: میں یہاں اس لئے آیا تھا تاکہ اس نبی کا انتظار کروں جس کا ظہور اب قریب ہے۔ اس شہر کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔ میری آرزو تھی کہ اس کا دیدار کروں (مگر پیمانہ حیات لبریز ہو گیا) اب تمہیں وہ دور ملنے والا ہے اے یہود اس رسول پر ایمان لانے میں کوئی قوم تم سے پہل نہ کر جائے۔ اسے اجازت ہوگی کہ اپنے مخالفوں کا خون بہا

دے۔ بچوں اور عورتوں کو گرفتار کرلے اس لئے ایمان لانے میں دیر نہ کرنا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور بنی قریظہ کا محاصرہ ہوا تو ان نوجوانوں (ثعلبہ بن سعنہ وغیرہ) نے چیخ کر کہا: اے بنو قریظہ! یہ وہی رسول ہے جس کے متعلق ابن الہیبان نے پیش گوئی کی تھی۔ یہود کہنے لگے: یہ وہ نہیں تو ان نوجوانوں نے کہا: بخدا یہ وہی رسول ہے چنانچہ یہ اپنے قلعے سے اتر کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے اور یوں اپنے خون اور مال واولاد کو محفوظ کرلیا۔

(20) برکت نام محمد ﷺ قبل ظہور اسلام

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل یہود آپ کے وسیلہ سے اوس وخزرج پر فتح مانگا کرتے تھے مگر جب اللہ نے آپ کو عرب سے ظاہر کیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہو گئے۔ایک مرتبہ بنوسلمہ کے معاذ بن جبل اور بشیر بن براء بن معرور نے انہیں کہا: اے یہود! اللہ سے ڈرواور اسلام لے آؤ۔ جب ہم اہل شرک تھے تو تم نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم پر فتح مانگا کرتے تھے۔آپ کی بعثت اور سیرت کو ہم پر پیش کیا کرتے تھے یہ سن کر سلام بن مشکم نے کہا: یہ وہ نبی نہیں جس کا ہم ذکر کرتے تھے اور جو صفات ہم بیان کرتے تھے وہ اس میں نہیں ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت اتاری:

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (سورۃ البقرہ: آیت 89)

”اور اس سے پہلے وہ کفار پر فتح مانگا کرتے تھے پھر جب ان کے پاس ان کی پہچانی ہوئی چیز آ گئی تو اس کا انکار کرنے لگے تو کفار پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔“

(21) نبی کریم ﷺ کی شان بے مثال بزبان

حضرت دانیال علیہ السلام

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہتے ہیں: ارض بابل سے بنی اسرائیل کے نکالے جانے کا سبب بخت نصر کا خواب تھا۔ اس نے ایک بار بڑا خوفناک خواب دیکھا۔ نجومیوں اور جادوگروں کو بلایا۔ خواب سے پیدا ہونے والی اپنی بے چینی ان کے سامنے رکھی اور کہا کہ مجھے اس کی تعبیر بیان کرو۔ نجومی کہنے لگے: پہلے وہ خواب تو سناؤ۔ کہنے لگا: وہ تو میں بھول گیا ہوں مگر مجھے اس کی تعبیر چاہئے۔ نجومیوں نے کہا: خواب سنے بغیر ہم اس کی تعبیر کیسے بیان کر سکتے ہیں؟ اس پر وہ بپھر گیا اور کہنے لگا: میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں اس خواب کا مقصد بیان کر دو ورنہ تمہاری گردنیں اڑا دوں گا۔ یہ بات لوگوں میں پھیل گئی۔

حضرت دانیال علیہ السلام کو بھی جو ان دنوں پس زنداں تھے یہ خبر پہنچی آپ نے داروغہ جیل سے کہا جو آپ سے محبت رکھتا تھا: "کیا تم بادشاہ کے ہاں میرا ذکر کر سکتے ہو میں اس کا خواب بیان کر سکتا ہوں۔ اس طرح ممکن ہے تجھے بادشاہ کی مزید قربت میسر آ جائے اور مجھے عافیت۔" داروغہ نے کہا: مجھے ڈر ہے کہیں سطوت سلطانی کی آگ تمہیں جلا کر بھسم نہ کر ڈالے۔ شاید تم جیل کی سختی سے تنگ آ کر اپنی رہائی کا راستہ نکالنا چاہتے ہو؟ اگرچہ میں سمجھتا ہوں کہ بادشاہ کی پریشانی اگر کوئی ختم کر سکتا ہے تو وہ تم ہو۔ حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا: تم میرے متعلق نہ ڈرو میرا وہ خدا ہے جو میری چاہت پر بقدر حاجت مجھے آئندہ کی اطلاع دیتا ہے۔

داروغہ نے جا کر بخت نصر کو یہ بات بتائی۔ اس نے آپ کو بلوالیا۔ آپ اس کے پاس پہنچے مگر سجدہ نہ کیا حالانکہ وہاں پر آنے والا سجدہ کرنے کا پابند ہوتا تھا۔ سلطان نے دربار میں موجود تمام لوگوں کو نکل جانے کو کہا۔ جب دربار خالی ہو گیا تو اس نے حضرت دانیال علیہ السلام کو کہا: تم نے مجھے سجدہ کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا: میرے اللہ نے مجھے یہ علم اسی شرط پر دیا ہے کہ کسی اور کو سجدہ نہ کروں۔ مجھے ڈر ہے اگر میں نے تجھے سجدہ کیا تو وہ علم جاتا رہے گا اور تم میرے علم سے کچھ استفادہ نہ کرسکو گے۔ نتیجتاً مجھے قتل ہونا پڑے گا۔ تو قتل سے بچنے کے لئے سجدہ نہ کرنا بہتر ہے اور میں نے سجدہ نہ کر کے تم پر عنایت کی ہے تا کہ تمہاری پریشانی ختم ہو سکے۔

بخت نصر نے کہا: میں نے تم سے بڑھ کر اپنے خدا کا باوفا بندہ کوئی نہیں دیکھا اور میں ایسے شخص کو بڑا محبوب رکھتا ہوں۔ اب تم میری خواب اور اس کی تعبیر بیان کرو گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں تم نے خواب میں ایک عظیم بت دیکھا ہے جس کے پاؤں زمین میں تھے اور سر آسمان میں۔ اس کا اوپر والا حصہ سونے کا، درمیانہ چاندی کا اور نچلا تانبے کا تھا جبکہ پنڈلیاں لوہے کی اور پاؤں پتھر کے تھے۔ تم اس کی قامت اور پختگی کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے کہ اتنے میں اللہ نے اس پر آسمان سے ایک پتھر پھینکا جو اس کے سر پر پڑا اور اسے پیس کر رکھ دیا۔ اس کا سونا، چاندی، تانبا، لوہا اور پتھریوں باہم مل گئے کہ تمہارے خیال کے مطابق تمام جن وانس مل کر بھی انہیں جدا جدا نہیں کر سکتے۔ پھر تم نے دیکھا کہ وہ پتھر بڑا ہوتا اور پھیلتا جا رہا ہے تا آنکہ ساری زمین اس سے بھر گئی۔ اب صرف تمہیں وہ پتھر اور آسمان ہی نظر آ رہا تھا۔ بخت نصر نے کہا: سچ کہتے ہو میں نے یہی خواب دیکھا ہے مگر اس کی تعبیر کیا ہے؟

حضرت دانیال علیہ السلام نے فرمایا: بت سے مراد مختلف زمانوں میں مختلف امتیں ہیں۔ سونے سے مراد موجودہ زمانہ ہے جس میں تم رہ رہے ہو۔ چاندی سے مراد تمہارا بیٹا ہے جو تمہارے بعد بادشاہ ہو گا۔ تانبے سے مراد روم کی طرف اشارہ ہے۔ لوہا فارس ہے

اور پتھر سے مراد دو امتیں ہیں جن پر دو عورتیں حکومت کریں گی ایک مشرقی یمن میں اور دوسری غربی شام میں۔ جو پتھر اس بت پر پڑا وہ دین الٰہی ہے جو آخری زمانہ میں ظاہر ہو گا۔ اللہ تعالیٰ عرب سے ایک اُمی نبی بھیجے گا جس کی وجہ سے دوسرے تمام ادیان و امم کا وہ حشر ہو گا جو اس بت کا ہوا ہے۔ وہ دین اس پتھر کی طرح پھیلتا جائے گا اور ساری زمین پر غالب آ جائے گا۔ یوں باطل کی جگہ حق اور گمراہی کی جگہ ہدایت آ جائے گی۔ جاہل لوگ علم کی دولت سے تونگر ہو جائیں گے۔ ضعیفوں کو قوت، ناکسوں کو عزت اور بے کسوں کو نصرت دے دی جائے گی۔

بخت نصر نے کہا: جب سے میں نے تخت حکومت سنبھالا ہے آپ سے بڑھ کر کسی نے مجھ پر ایسا غلبہ حاصل نہیں کیا۔ یقیناً آپ سے زیادہ میرا محسن کوئی نہیں۔ میں آپ کے احسان کا بدلہ دینا چاہوں گا۔ کعب الاحبار نے سارا واقعہ سنایا۔

(دلائل النبوۃ، صفحہ 100-99)

(21) مقوقس شاہ اسکندریہ در مدح رسول خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم

مغیرہ بن شعبہ کہتے ہیں کہ وہ بنی مالک کے ساتھ مقوقس کے پاس گئے۔ جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے کہا: تم یہاں کیسے پہنچ گئے درمیان میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے ساتھی بھی تو تھے؟ انہوں نے کہا: ہم براستہ سمندر آئے ہیں اگرچہ ہمیں راستے میں ان کا ڈر بھی تھا۔ مقوقس نے کہا: تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دعوت پر کیا ردعمل ظاہر کیا۔ کہنے لگے: ہم میں سے تو کسی نے اسے نہیں مانا۔ کہنے لگا: کیوں؟ انہوں نے کہا: وہ کوئی نیا دین لایا ہے جو ہمارے باپ دادا نے بھی نہیں سنا اور نہ ہی وہ سلطان یعنی مقوقس کا دین ہے۔ اس نے کہا: اس کی قوم کا کیا ردعمل تھا۔ انہوں نے کہا: چند نوجوانوں نے اس کی پیروی کی ہے۔ اس کا اپنی قوم اور دیگر عرب قبائل کے ساتھ چند مرتبہ مقابلہ ہوا ہے۔ کبھی انہیں ہزیمت اٹھانا پڑتی ہے تو کبھی اسے۔ مقوقس نے کہا: مجھے سچ سچ بتلاؤ وہ کس بات کی دعوت دیتا ہے۔ کہنے لگے: اس کی دعوت یہ ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ ہمارے باپ دادا جن بتوں کو پوجتے آئے ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے۔ وہ نماز اور زکوٰۃ کی دعوت دیتا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا: نماز وزکوٰۃ کیا ہوتی ہے۔ کیا ان کا وقت اور تعداد مقرر ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں دن اور رات میں پانچ نمازیں ہوتی ہیں ہر ایک کا خاص وقت اور مقرر تعداد ہے۔ ہر بیس مثقال سونے میں سے ایک مثقال اور ہر پانچ اونٹوں پر ایک بکری راہ خدا میں دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے اور اسی طرح اور بھی ان کے

صدقات ہیں۔ کہنے لگا: کچھ جانتے ہو کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ زکوٰۃ وصول کر کے کہاں خرچ کرتا ہے؟ کہنے لگے: فقیروں میں بانٹ دیتا ہے۔ صلہ رحمی اور وفاءِ عہد کا حکم دیتا ہے۔ سود، زنا اور شراب سے منع کرتا ہے۔ غیر خدا کے نام پر ذبح کردہ گوشت نہیں کھاتا۔

مقوقس نے یہ سن کر کہا: وہ ساری نسل انسانیت کا رسول ہے۔ اگر قبط اور روم اس کی دعوت سن لیں تو اس کے پیروکار بن جائیں گے۔ کیونکہ انہیں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے یہی حکم دیا ہے۔ جو کچھ تم نے اس کی صفات بیان کی ہیں پہلے انبیاء بھی انہیں صفات سے متصف تھے۔ انجام کار وہی غالب آئے گا۔ کسی کو اس سے تابِ مقابلہ نہ رہے گی اس کا دین سمندروں کے سینے چاک کرتا ہوا ہر طرف پھیل جائے گا۔ اس کی مخالف قوم ہی اپنے نیزوں سے اس کا دفاع بھی کرے گی۔

مغیرہ کہتے ہیں ہم نے کہا: اگر سب دنیا اس کے ساتھ ہو جائے تب بھی ہم اس کا ساتھ نہ دیں گے۔ کہتے ہیں یہ سن کر وہ حیرانی سے اپنا سر ہلاتے ہوئے بولا: تم ابھی تک اسے کھیل سمجھ رہے ہو۔ یہ بتلاؤ اس کا نسب کیسا ہے؟ ہم نے کہا: سب سے بہتر نسب ہے۔ کہنے لگا: حضرت مسیح اور تمام انبیاء کا نسب بھی ایسا ہی رہا ہے۔ یہ بتلاؤ اس کی گفتگو میں صداقت کس قدر ہوتی ہے؟ ہم نے کہا: صدق سے تو وہ امین کہلاتا ہے۔ بادشاہ نے کہا: پھر تم اپنے معاملہ میں غور سے کام لو اگر وہ تم سے جھوٹ نہیں بولتا تو اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے جھوٹ منسوب کر سکتا ہے۔ یہ بتلاؤ اس کے ساتھی کیسے ہیں؟ ہم نے کہا: نوجوان طبقہ ہے۔ مقوقس نے کہا: مسیح کی قسم! انبیاء کے پیروکار ایسے ہی رہے ہیں۔ پھر اس نے پوچھا: یثرب کے یہود نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے؟ وہ تو اہل تورات ہیں؟ ہم نے کہا: انہوں نے مخالفت کی ہے۔ جنگیں ہوئی ہیں اور اس نے انہیں قتل بھی کیا ہے اور گرفتار بھی اور یہودی وہاں سے تتر بتر ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا: وہ حسد میں مر رہے ہیں حالانکہ وہ اسے ہماری طرح خوب پہچانتے ہیں۔

مغیرہ کہتے ہیں: ہم وہاں سے واپس لوٹے تو اس کی کلام نے ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا گرویدہ کر دیا تھا۔ ہم نے کہا: شاہان عجم دور رہتے ہوئے بھی اس کی تصدیق کرتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور ہم اس کے رشتہ دار اور پڑوسی ہوتے ہوئے بھی اس کا ساتھ نہیں دیتے جبکہ وہ ہمیں دعوت دینے ہمارے گھر پر آیا ہے، ہم اپنے وطن کو لوٹے تو راستے میں اسکندریہ ٹھہرا ہر گرجا میں گیا وہاں کے قبطی اور وصی علماء سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں معلومات لیتا رہا وہیں ایک قبطی عالم ابی غثیم سے جو سب سے بڑا عیسائی اسقف (پوپ) تھا اور میں نے اس سے بہتر کسی کو پانچ نمازیں پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اس سے میری ملاقات ہوئی میں نے اس سے پوچھا: کیا اب کسی نبی کی آمد باقی رہ گئی ہے کہنے لگا: ہاں!

وهو اٰخر الانبيآء ليس بينه وبين عيسٰى ابن مريم احد وهوا نبى قد امرنا عيسٰى باتباعه وهوا النبى الامى العربى اسمه احمد...... الخ ۔

''وہ آخر الانبیاء ہے اس کے اور عیسیٰ کے درمیان کوئی اور نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہمیں اس کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ نبی اُمی عربی ہے اس کا نام احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ قامت زیادہ لمبی ہوگی نہ چھوٹی۔ آنکھوں میں سرخی ہوگی۔ رنگت زیادہ سفید ہوگی نہ گندمی۔ دراز زلفیں اور سادہ کپڑے اس کی پہچان ہوگی۔ وہ نبی روکھی سوکھی کھا لیا کرے گا۔ تلوار کندھے پر رکھے گا۔ بذات خود شریک جہاد ہوگا اس کے ساتھی اس پر جان چھڑکتے ہوں گے۔ اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ اسے چاہتے ہوں گے۔ وہ پتھروں والے علاقہ سے ظاہر ہوگا۔ حرم سے حرم کی طرف ہجرت کرے گا۔ دین ابراہیمی کا حامل ہوگا۔''

قال مغيرة ابن شعبة زدنى من صفته قال ياتزر علٰى اوسطه

ویغسل اطرافه ویخص بمالم یخص به الانبیآء قبله کان النبی یبعث الٰی قومه ویبعث الی الناس کآفة وجعلت له الارض مسجداً و طهوراً اینما ادرکته الصلوٰة تیمم وصلیٰ ۔

''مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے اسے کہا: اس نبی کا اور ذکر کرو۔ کہنے لگا: کمر پر تہبند باندھے گا، اعضاء دھویا کرے گا اور وہ عظمتیں لے کر آئے گا جو پہلے انبیاء کو عطا نہیں کی گئی تھیں۔ ہر نبی اپنی قوم کے لئے بھیجا گیا مگر وہ تمام نسل انسانیت کا رسول ہوگا۔ اس کے لئے ساری زمین مسجد اور پاکیزہ کر دی جائے گی۔ جہاں چاہے گا تیمّم کر کے نماز پڑھے گا جبکہ اس سے پہلے انبیاء پر پابندیاں تھیں وہ عبادت گاہوں میں ہی نماز پڑھا کرتے تھے۔''

مغیرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے یہ ساری باتیں یاد رکھیں پھر سیدھا نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ میں نے شاہ مقوقس اور قبط و روم کے عیسائی علماء کی باتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ باتیں بڑی پسند آئیں اور اپنے صحابہ کو سنائیں اور میں تین دن تک صحابہ کرام کو یہ باتیں سناتا رہا۔

شیخ ابونعیم کہتے ہیں: سب آسمانی کتب اور یہودی عیسائی راہبوں اور پادریوں کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش گوئیاں حد سے زیادہ ہیں۔ انہیں آپ کی صداقت پر پورا یقین ہے کیونکہ انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتے رہے اور اپنی امتوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی وصیت کرتے رہے اس لئے ان کے پاس ایسے عہد نامے اور تحریرات ان گنت ہیں۔ (دلائل النبوۃ، صفحہ 103-102-101)

(22) کعب بن لوی اور شوق دیدار نبی ﷺ

ابوسلمہ بن عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک روز جمعہ کو جسے قریش عربہ کہتے تھے اپنی قوم کو جمع کیا کرتا تھا اور ان سے یوں خطاب کیا کرتا تھا:

''اے قوم سنو! اور جان لو، سمجھو اور خبردار ہو جاؤ۔ رات تاریک ہے اور دن روشن۔ زمین بچھونا ہے اور آسمان چھت۔ پہاڑ اس زمین کی میخیں اور ستارے راہ نما ہیں۔ پہلے لوگ پچھلوں کی طرح تھے۔ مرد عورت اور ہر جوڑا فنا کی راہ پر گامزن ہے۔ صلہ رحمی کرو۔ قرابت کی حفاظت کرو۔ اپنے مال بڑھاؤ۔ کیا کبھی مرنے والا پلٹا ہے۔ کوئی مردہ قبر سے اٹھا ہے؟ آخرت تمہارے سامنے ہے جس کے متعلق تمہارا گمان حقیقت پر مبنی نہیں۔ اپنے حرم کو مزین کرو اس کی تعظیم کرو۔ بہت جلد حرم کے لئے ایک عظیم خبر آنے والی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تشریف لانے والی ہے۔'' پھر وہ یہ شعر پڑھتا:

نهار وليل كل اوب بحادث   سوآء عليها ليلها ونهارها

''دن اور رات کا ہر چکر پہلے سے مختلف ہے۔ اس میں دن اور رات ایک ہی جیسے ہیں۔''

لؤوبان بالاحداث حين تأدبا   وبالنعم الضافي علينا ستورها

''انکا ہر پھیرا نئے نئے حادثات رونما کر رہا تھا مگر ہم پر زمانے نے عظیم الشان نعمتوں کے پردے ڈال رکھے ہیں۔''

على غفلة ياتى النبى محمد   فينجر اخباراً صدوق خبيرها

''اچانک نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لانے والے ہیں جو ایک نہایت

سچے مخبر کی طرح ہمیں خبریں پہنچائیں گے۔''

پھر وہ کہتا ہے: بخدا! اگر میں اس وقت تک سننے، دیکھنے، چلنے اور پکڑنے کی صلاحیت رکھتا (زندہ رہتا) تو ان کی امت کے لئے اونٹ کی طرح مشقت برداشت کرتا اور ایک جلد منزل مقصود پر پہنچنے والے نوجوان کی طرح تیزی دکھاتا پھر یہ شعر کہتا:

یا لیتنی شاهد فحواء دعوته حین العشیرة تبغی الحق خذلانا

''اے کاش! میں ان کی دعوت کے وقت موجود ہوتا۔ جب قبیلہ (قریش) حق کو سرنگوں کرنا چاہے گا۔''

قیس بن طلق رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے آپ کی بیعت کی اور آپ کے ساتھ نمازیں پڑھیں۔ ہم نے آپ کو بتلایا کہ ہمارے ہاں ایک گرجا ہے۔ پھر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا دھوون حاصل کرنا چاہا۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا وضو فرمایا اس سے کلی کا پانی لیا اور ایک برتن میں پانی ڈال کر فرمایا: ''یہ پانی لے جاؤ۔ واپس وطن پہنچ کر وہ گرجا گرا کر جگہ صاف کر دو اور وہاں اس پانی کا چھڑکاؤ کرو پھر وہاں مسجد تعمیر کرو۔'' ہم نے عرض کیا: وطن بہت دور ہے۔ گرمی سخت ہے اس لئے پانی خشک ہو جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور پانی ڈال لو کیونکہ اس طرح برکت بھی مزید ہو جائے گی۔''

چنانچہ ہم روانہ ہوئے تو پانی والا برتن اٹھانے میں ہم نے (بوجھ کی وجہ سے) دقت محسوس کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری باری مقرر کر دی۔ ہر شخص کے ذمہ ایک دن رات پانی اٹھانا لازم کر دیا۔ یوں ہم وطن پہنچے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم پورا کیا۔ ان دنوں گرجے کا راہب بنی طے سے تھا۔ ہم نے وہاں اذان دی راہب نے اذان سن کر کہا: بخدا یہ دعوت حق ہے۔ یہ کہہ کر وہ پہاڑوں کی طرف روپوش ہو گیا اور پھر کبھی نظر نہ آیا۔ (دلائل النبوۃ، صفحہ:105-104)

(23) لعاب دہن

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر مبارک جب سات برس کی ہوئی تو سرکار کی آنکھیں دُکھنے لگیں۔ کملی والے صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے آپ کا بڑا علاج کرایا۔ مگر سرکار کی آنکھیں ٹھیک نہیں ہوئیں۔

حضرت عبدالمطلب بڑے پریشان کہ اب کیا کیا جائے۔ بڑا علاج کرایا ہے میرا پوتا ٹھیک نہیں ہو رہا۔ آپ پریشان بیٹھے سوچ رہے تھے کہ کسی جاننے والے نے کہا کہ اے سردارِ مکہ پریشان نہ ہو۔ مکہ شریف کے قریب عکاظہ بازار ہے۔ اس بازار کے ساتھ ایک طبیب کا گھر ہے۔ بڑا قابل ہے وہ دوائی بھی دے گا اور آپ کے پوتے کو دم بھی کرے گا۔ یہ یقیناً ٹھیک ہو جائے گا۔ ہم نے کئی مرتبہ اس کو آزمایا ہے۔

حضرت عبدالمطلب بڑے خوش ہوئے آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ لیا اس طبیب، اس راہب کے پاس تشریف لے گئے۔ شام کا وقت تھا آپ اس کے مکان پر پہنچے دروازہ بند آپ نے وہاں کے لوگوں سے اس طبیب، راہب کے بارے پوچھا کہ وہ کیسا ہے۔ لوگوں نے بڑی تعریف کی کہ راہب صاحب کے ہاتھ میں بڑی شفا ہے جو مریض بھی آئے، یہ دوا بھی دیتے ہیں، دم بھی کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کرم کرتا ہے۔ بیمار ٹھیک ہو جاتا ہے۔ فرمایا: اب ہے کہاں؟ لوگوں نے کہا: حضور ہے تو گھر پر اب دروازہ نہیں کھلے گا۔ فرمایا: کیوں؟ لوگوں نے کہا: سرکار یہ موجی بندہ ہے۔ دروازہ بند کر کے عبادت کرتا رہتا ہے۔ کئی کئی دن تک دروازہ بند رہتا ہے۔ جب موج میں ہو تو دروازہ کھلتا ہے۔

فرمایا: کوئی پتہ ہے۔ اب دروازہ کب کھلے گا۔ لوگوں نے کہا: سرکار اب تو یہ کھلنا مشکل ہے کیونکہ آج ہی دروازہ بند ہوا ہے۔ اب چھ 6 مہینے سال کے بعد ہی کھلے گا۔

حضرت عبدالمطلب بڑے پریشان ہوئے کہ اب کیا ہوگا۔ اچانک راہب کے مکان میں زلزلہ آیا۔ دیواریں ہلنے لگیں۔ چھت لرزنے لگی۔ قریب تھا کہ اس طبیب اس راہب کا مکان گر جاتا اور راہب مکان کے نیچے آجاتا وہ فوراً دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ جب وہ باہر آیا تو اس نے حضرت عبدالمطلب کو پہچان لیا کہ یہ مکے کے سردار ہیں۔ راہب نے کہا کہ سرکار کیسے آنا ہوا۔ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: یہ میرا پوتا بیمار تھا۔ آنکھیں ٹھیک نہیں ہو رہی تھیں۔ سنا ہے آپ دوا بھی دیتے ہیں، دم بھی کرتے ہیں، مہربانی کرو کوئی دوائی دو اور دم بھی کرو تا کہ یہ ٹھیک ہو جائے۔ راہب نے جب سرکارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ انور کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ پھر کمرے میں گیا، غسل کیا، نئے کپڑے پہنے، خوشبو لگائی پھر ایک آسمانی صحیفہ کے چند اوراق اٹھا کر لا یا۔

سرکار کے پاس آکر دیکھنے لگا کبھی اپنی کتاب دیکھتا، کبھی سرکار کا چہرہ والضحیٰ دیکھتا کبھی کتاب دیکھتا، کبھی واللیل کی زلفوں کو دیکھتا۔ سارے اوراق بھی دیکھے کملی والے کو سر سے لے کر پاؤں تک بھی دیکھا پھر قدموں میں گر کر کہنے لگا:

اے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

سبحان اللہ! عظمت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قربان، ابھی اعلانِ نبوت فرمایا نہیں لیکن راہب پہلے کلمہ پڑھ کر گواہی دے رہا ہے۔

میاں سوچو! اگر مکے کا راہب جانتا ہے کہ یہ نبی آخر الزمان ہے تو کیا کملی والے کو پتہ نہیں ہوگا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں؟ پتہ ہوگا۔ ضرور ہوگا۔

حضرت عبدالمطلب راہب کی بات سن کر بڑے خوش ہوئے پھر فرمایا: راہب صاحب جس کام کے لئے میں حاضر ہوا ہوں وہ جلدی کریں۔ راہب نے کہا: کون سا؟

فرمایا: میرے پوتے کو دوا بھی دو اور دم بھی کرو تا کہ اس کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں۔

راہب نے کہا: حضرت آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں اس کا علاج کروں؟ حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: راہب صاحب میں تو آیا ہی اسی خاطر ہوں۔ راہب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہا: سرکار! آپ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو سمجھا ہی نہیں۔ آپ طبیب کو مریض کے پاس لے آئے ہیں۔ مقدس کو گنہگار کے پاس لے آئے ہیں۔ شفائے کائنات کو مرضِ مجسم کے پاس لے آئے ہیں۔ داتا کو بھکاری کے پاس لے آئے ہیں۔ مختار کو مجبور کے پاس لے آئے ہیں۔ نبی کو امتی کے پاس لے آئے ہیں۔

اے عبدالمطلب! میں اپنے عبادت خانے میں بیٹھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا تھا کہ اچانک میرا سارا مکان لرزنے لگا۔ اگر میں باہر نہ آتا تو مکان کے نیچے آ کر مر جاتا۔

اے سردارِ مکہ! تیرا یہ پوتا بڑی شان والا ہے۔ بڑی عظمت والا ہے۔ بڑے مقام والا ہے۔ دیکھ اس کے چہرے سے نور کے فوارے نکل رہے ہیں۔ کائنات کے یہودی اس کے دشمن ہیں۔ اسی طرح لے کر اس کو نہ پھرا کرو کہیں کوئی یہودی تکلیف نہ دے۔ جاؤ اس کو اپنے گھر لے جاؤ۔

حضرت عبدالمطلب نے فرمایا: راہب صاحب آپ نے میری بڑی رہنمائی فرمائی۔ شکریہ! لیکن اصل مسئلہ تو اپنی جگہ رہا۔ جس مقصد کے لئے میں آیا تھا وہ تو حل نہ ہوا تو راہب نے مسکرا کر کہا:

اے سردارِ مکہ! ان کی آنکھوں کا علاج خود انہی کے پاس موجود ہے۔ تمہیں پتہ ہی نہیں، فرمایا: کہاں ہے علاج؟

راہب نے کہا کہ سردارِ مکہ محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لعاب شریف، تھوک مبارک نکال کر ان کی آنکھوں میں لگاؤ۔ یہ بالکل ٹھیک ہو جائیں گے۔

حضرت عبدالمطلب نے اسی وقت سرکار کے منہ مبارک سے لعاب نکال کر آپ کی آنکھوں میں لگایا آپ کی آنکھیں اسی وقت ٹھیک ہو گئیں۔ جیسے دُکھی ہی نہیں تھیں، خراب

ہوئی نہیں تھیں ۔ سبحان اللہ!

حضرت عبد المطلب بڑے حیران ہوئے ۔ اس راہب کا شکریہ ادا کیا۔ چلنے لگے تو راہب نے کہا: حضور شکریہ! تو آپ کا کہ آپ نے سرکارِ کائنات کی مجھے زیارت کرائی ہے۔

حضرت عبد المطلب نے فرمایا: راہب صاحب آپ کا دم بڑا مشہور ہے۔ سنا ہے کہ آپ جس کو دم کرتے ہیں وہ مریض اسی وقت ٹھیک ہو جاتا ہے۔ وہ دم کیا کرتے ہیں؟ وہ الفاظ کیا پڑھتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اتنی تاثیر رکھ دی ہے۔ راہب مسکرا پڑا۔ مسکرا کر کہا: حضور جب مریض میرے پاس آتا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہاتھ اٹھا کر کہتا ہوں:

''یا اللہ عزوجل! تجھے آخری نبی کی عظمت، رفعت کی قسم تجھے اس کے پیار کا واسطہ اس کی محبوبیت کا واسطہ اس بیمار کو شفا دے دے پھر میں مریض پر دم کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ بیمار کو شفا دے دیتا ہے۔'' سبحان اللہ!

(انسان العیون فی سیرۃ امین المامون، جلد: ۱، صفحہ: 164 دار الکتب العلمیہ بیروت)

(24) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا اونٹ

سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک جنگ میں میں سرکار کے ساتھ کفار کے مقابلے کے لئے نکلا۔ لیکن میری سواری میرا اونٹ بڑا کمزور تھا وہ کمزوری کی وجہ سے پیچھے رہ گیا۔ سارے صحابہ کرام آگے نکل گئے میں آہستہ آہستہ پیچھے آرہا تھا۔ اچانک پیچھے سے سرکارِ مدینہ، سرورِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مجھے دیکھ کر فرمایا:

جابر کیا بات ہے تم سب سے پیچھے کیوں رہ گئے ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے عرض کی: آقا صلی اللہ علیہ وسلم میرا اونٹ بڑا لاغر، کمزور اور سست ہے جس کی وجہ سے میں سب سے پیچھے رہ گیا ہوں، میرے کریم نبی مسکرا پڑے گویا فرمایا: جابر کوئی بات نہیں اگر یہ کمزور ہے تو ہم ابھی اس کو طاقتور بنا دیتے ہیں۔ اگر یہ سست ہے تو ابھی اس کو تیز کر دیتے ہیں۔

میرے آقا کے ہاتھ میں ایک باریک سی لکڑی کی چھڑی تھی۔ میرے آقا نے وہ چھڑی ہلکی سی اونٹ کو ماری، ماری کیا جسم کے ساتھ مس کی اور فرمایا: اے اونٹ تیز ہو جا۔ اب رکنا نہیں اب کمزوری دور کر دے۔ اب سستی ختم کر دے۔ اللہ اکبر!

پھر میرے آقا نے فرمایا: جابر! میں نے عرض کی: جی آقا! فرمایا: میں آگے جا رہا ہوں، لشکر سے ملتا ہوں، تم بھی اس پر سوار ہو جاؤ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کملی والے آقا یہ فرما کر آگے نکل گئے، میں اس پر سوار ہو گیا تو رب کعبہ کی قسم! وہ اونٹ اتنا تیز ہوا کہ وہ روکے نہیں رکتا تھا اس نے

دوڑنا شروع کر دیا۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی سواریوں کو کراس کر کے آگے نکل گیا۔ سرکار کی سواری کے پاس پہنچ گیا۔

میں نے بڑی مشکل سے روکا کہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری سے بھی آگے نہ نکل جائے۔ کہیں میں بے ادب نہ ہو جاؤں۔

سبحان اللہ! حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میرا اونٹ تمام سواریوں کو کراس کر کے سب سے آگے نکلا تو میرے کملی والے نے چہرہ والضحیٰ موڑ کر فرمایا:

"کیف تریٰ بعیرك"

اے جابر سناؤ تیری سواری کیسی ہے؟

تو نے اونٹ کو کیسے پایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے عرض کی:

اے کملی والیا، اے والضحیٰ کے چہرے والے

واللیل کی زلفوں والے، مازاغ کے کاجل والے

الم نشرح کی چھاتی والے، یداللہ کے ہاتھوں والے آقا

میرا اونٹ بڑا تیز ہو گیا آقا اتنا تیز اتنا سپیڈ والا روکے نہیں رکتا۔

میرے آقا نے اپنے صحابی کا امتحان لینے کے لئے کہا: بھلا یہ کہتا کیا ہے فرمایا: یہ کیسے تیز ہو گیا؟

تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا۔ عرض کی:

"قد اصابته برکتك"

میرے آقا یہ تیز کیوں نہ ہوتا اس کو آپ کی برکت نصیب ہو گئی ہے یہ آپ کی برکت سے تیز ہو گیا۔ سبحان اللہ! (صحیح بخاری، صفحہ:353، رقم الحدیث:2967 دار المعرفہ بیروت)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیئے ہیں دُر بے بہا دیئے ہیں

(25) تعارف حضرت جابر رضی اللہ عنہ

آپ مشہور صحابی رسول ہیں، آپ کی کنیت ''ابو عبداللہ'' ہے، انصار میں سے قبیلہ ''سلم'' سے ہیں، آپ کا شمار ان حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیث کی روایت کثرت سے کی ہے، غزوۂ بدر اور اُحد کے بعد پیش آنے والے تمام غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی، ایسے تمام غزوات اٹھارہ ہیں، آپ شام اور مصر تشریف لے گئے، آخر عمر میں آپ کی بینائی جاتی رہی، آپ رضی اللہ عنہ سے بڑی جماعت نے حدیث شریف کو نقل کیا ہے، قبل از ہجرت عقبہ کے پاس 70 انصار نے بیعت کی تو ان سب کے آخر میں بیعت کرنے والے حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ امام، فقیہ اور مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً و تعظیماً و تکریماً کے مفتی بھی تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت نافع علم حاصل کیا۔

ان کے پاس احکام حج پر مشتمل ایک مختصر سا رسالہ تھا جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے، 94 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ (تذکرۃ الحفاظ، جلد: 1، صفحہ: 36-35، رقم الترجمہ: 21، دار الکتب العلمیہ بیروت، تذکرۃ الحفاظ، جلد: 1، صفحہ: 55، رقم الترجمہ: 21، اسلامک پبلشنگ کمپنی لاہور، الاکمال فی اسماء الرجال، حرف الجیم، رقم الترجمہ: 113، صفحہ: 17-16، مہر محمد کتب خانہ)

25 مرتبہ دعائے مغفرت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

''استغفر لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ البعیر خمساً وعشرین مرۃ .''

اونٹ والی رات (جو واقعہ پیچھے بخاری کے حوالے سے گزرا ہے اس کی طرف اشارہ ہے) میرے لئے حضور جان دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس مرتبہ مغفرت و بخشش کی دعا فرمائی۔ (جامع ترمذی، ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب: مناقب جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما، صفحہ: 868، رقم الحدیث: 3856)

امام ترمذی فرماتے ہیں: هٰذا حديث حسن غريب صحيح

میرے حضور شہنشاہ حسینانِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس کے لئے ایک مرتبہ دعا فرما دیں اس کے دونوں جہاں سنور جاتے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے لئے تو 25 بار دعا فرمائی۔ اللہ اکبر! کیا خوب نذرانہ عقیدت ومحبت پیش کیا بارگاہِ سید الانبیاء کی بارگاہِ بے کس پناہ میں۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

(26) اور قرضہ ادا ہو گیا

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد غزوۂ احد میں جام شہادت نوش کر گئے تھے، انہوں نے پیچھے چھ بیٹیاں چھوڑیں اور ان پر کچھ قرض تھا، جب کھجوریں توڑنے کے دن آئے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا:

کرم کی اک نظر مجھ پر خدارا یا رسول اللہ
میں ہوں تمہارا، میں تمہارا، تمہارا یا رسول اللہ
خدا کا وہ نہیں ہوتا خدا اس کا نہیں ہوتا
جسے ہونا نہیں آتا تمہارا یا رسول اللہ

بے شک آپ جانتے ہیں کہ میرے والد محترم غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے اور انہوں نے کافی قرضہ پیچھے چھوڑا ہے۔ میری عرض ہے کہ آپ تشریف لے چلیں کیونکہ قرض خواہ آپ کو دیکھ کر کچھ قرضہ کم کر دیں گے، فرمایا: تم جاؤ! اور ہر قسم کی کھجوروں کی الگ الگ ڈھیری لگا دو، میں نے ارشاد کی تعمیل کر کے آپ کی خدمت میں آ کر عرض کیا

کدی آؤ غریباں دے محلے یا رسول اللہ
دکھاں درداں نے بوہے آن ملے یا رسول اللہ

جب آپ تشریف لائے تو قرض خواہ آپ کو دیکھ کر اور بھی سختی سے تقاضا کرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان کا یہ طرزِ عمل دیکھا تو کھجوروں کے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے اور اس کے اوپر جلوہ گر ہو گئے اور مجھے حکم فرمایا کہ اپنے قرض

خواہوں کو بلا لو، (وہ آ گئے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھر بھر کر انہیں دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا سارا قرضہ ادا کروا دیا جبکہ خدا کی قسم! میں تو یہ چاہتا تھا کہ سارا قرضہ ادا ہو جائے خواہ میں اپنی بہنوں کے لئے ایک کھجور بھی نہ لے جا سکوں، مگر خدا کی قسم (پیارے مصطفیٰ) کے صدقے تمام ڈھیریاں اسی طرح بچ رہیں حتیٰ کہ میں دیکھتا ہوں کہ جس ڈھیر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما تھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔ (بخاری شریف، کتاب الوصایا، قضاء الوصیۃ دیون، صفحہ:333، رقم الحدیث:2781، دار ابن الجوزی، صحیح بخاری، کتاب المغازی، صفحہ:48، رقم الحدیث 4053)

(27) ہو گیا سارے جہاں بھر میں اجالا نور کا

ملک یمن میں ایک عامر نامی آدمی اپنے بت خانے میں بیٹھا تھا سید المرسلین کی ولادت کی رات آپ کا نور مشرق سے مغرب، جنوب سے شمال اور زمین سے آسمان تک محیط تھا حق تعالیٰ نے عامر کے سامنے سے پردہ ہٹایا عامر کو نظر آیا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہیں ملائکہ اتر رہے ہیں پہاڑ اور درخت سجدہ کر رہے ہیں حیران تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔یکا یک عامر کا بت اوندھا گرا اور اس سے یہ آواز آئی:

ولد النبی المنتظر الذی یخاطبه الحجر والشجر وینشق له القمر

اس نبی کی ولادت ہوئی جن کا مدت سے انتظار کیا جا رہا تھا جن سے درخت اور پتھر کلام کریں گے جن کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جائے گا۔

یہ سن کر عامر نے اپنی زوجہ سے کہا: تم نے بھی سنا جو میں سنتا ہوں اس نے کہا: ہاں میں نے بھی سنا ہے۔اے عامر! ذرا یہ تو پوچھو کہ وہ کہاں پیدا ہوا ہے اور اس کا نام کیا ہے۔عامر نے پوچھا: اے مبارک ہاتف وہ کہاں پیدا ہوا ہے اور اس کا نام کیا ہے۔آواز آئی: اس کا نام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔عامر کی ایک لڑکی تھی جو بیمار اپاہج تھی جس کے ہاتھ پاؤں بیکار تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے وقت اس نے بھی ہر طرف نور دیکھا۔

بارہویں کو اوڑھ کر نکلا دوشالہ نور کا
ہو گیا سارے جہاں بھر میں اجالا نور کا

اس نے خدا کی بارگاہ میں عرض کی: اگر اس نور میں برکت ہے تو مجھے بھی اس کا حصہ ملنا چاہئے خدا تعالیٰ نے فوراً اسے صحت کاملہ اور شفاء عاجلہ سے سرفراز فرمایا۔ عامر یہ واقعہ دیکھ کر سخت حیران ہوا اور کمر باندھ کر آپ کی زیارت کے لئے مکہ معظّمہ آیا تلاش کرتے ہوئے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے در دولت پر حاضر ہوا اور عرض کی: خدارا اس مسافر غریب الوطن کو اپنے نوزائیدہ بچے کی زیارت کرادیں۔ حضرت عبدالمطلب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آغوش میں اٹھایا یہ دیکھتے ہی آپ کے قدموں پر جاں بحق ہو گیا۔ یہ پہلا آدمی تھا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ (روض الفائق فی المواعظ والرقائق، صفحہ: 368-367، المکتبۃ العصریۃ بیروت، احسن المواعظ، صفحہ: 30، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، کراچی)

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پر یہ عزت ملی ہے

(28) قرآن در مدح حبیب رحمٰن ﷺ

فضیلت نمبر 1: آپ رحمت ہر عالم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی بعثت کو تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ (سورۃ الانبیاء:107)

''اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ کی حیاتِ ظاہرہ میں آپ کے دشمنوں کو بھی عذاب سے امن دے دیا تھا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ (سورۃ الانفال:33)

''اور اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ انہیں عذاب دے جب آپ ان میں موجود ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے کفار کو (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں) عذاب نہ دیا حالانکہ وہ عذاب کے جلد آ جانے کی خواہش کر رہے تھے۔ کیونکہ اس نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا نہ کرنے کا وعدہ کر لیا تھا۔ جب آپ اپنے رب کی طرف چلے گئے تو اللہ نے ان پر عذاب نازل کر دیا یعنی قتل اور گرفتاری وغیرہ۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ۝ (سورۃ زخرف:41)

''تو یا ہم آپ کو لے جائیں گے یا پھر ہم ان سے انتقام لیں گے۔''

(1) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ بعثنی رحمۃ للعٰلمین وھدًی للمتقین ۔

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔''

(2) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مشرکین کے لئے بددعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا:

انما بعثت نعمۃ ولم ابعث عذابًا ۔

''مجھے نعمت بنا کر بھیجا گیا ہے عذاب بنا کر نہیں بھیجا گیا۔''

فضیلت نمبر 2: دیگر انبیاء کی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو نام لے کر نہیں پکارا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت قدر اور رفعت و عظمت پر ہمیں متنبہ کیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ صفت نبوت و رسالت کے ساتھ ہی پکارا گیا ہے یا آپ کے متعلق کوئی خبر دی گئی ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر قابل فخر اور عظیم تر کوئی صفت نہیں۔ جبکہ دیگر انبیاء کرام اور ان کی قوموں کو ان کے ناموں سے پکارا گیا یا ان کا حال بیان کیا گیا اور جہاں کہیں انہیں صفت نبوت سے یاد کیا گیا ہے وہاں ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ضرور شامل ہیں خواہ وہ حالت خطاب ہو یا حالت خبر۔ لیکن انفرادی طور پر ہر نبی کا ذکر اس کے نام کے ساتھ ہی کیا گیا ہے۔

یاد رہے کہ نام لئے بغیر صفت سے پکارا جانا ایک معزز و مکرم مخاطب کے لئے انتہائی تعظیم ہوتی ہے۔ کیونکہ جب کسی کو مقام غایت پر پہنچانا مقصود ہو تو اسے صفت سے پکارا جاتا ہے۔ بادشاہ ہو تو کہا جاتا ہے: اے سلطان! گورنر ہو تو اے خلیفہ وقت! اور عالم دین

ہوتو اے حبر! اے شیخ! اے عالم! اور اے فقیہ! وغیرہ کہا جاتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت، رفعت اور عظمت کے سب سے بلند تر مقام پر کھڑا کر کے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ (احزاب:45)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ہم نے آپ کو بھیجا ہے گواہ اور بشارت سنانے والا اور ڈرانے والا۔''

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ (انفال:64)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ کافی ہے۔''

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ (مائدہ:41)

''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو کفر میں جلدی کرنے والوں کی وجہ سے غمزدہ نہیں ہونا چاہئے۔''

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ (مائدہ:67)

''اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! پہنچا دیجئے جو آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔''

ایسے ہی دیگر کئی آیات ہیں جبکہ آدم علیہ السلام اور ان کے بعد والے دیگر انبیاء کو قرآن میں اللہ نے ان کے نام کے ساتھ پکارا اور نام لے کر ہی ان کے احوال بتلائے چنانچہ فرمایا:

وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (بقرہ:35)

''اے آدم علیہ السلام آپ اور آپ کی بیوی جنت میں ٹھہریں۔''

وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ (طٰہٰ:121)

''آدم علیہ السلام نے اپنے رب کی بات پوری نہ کی او وراہ سے ہٹے۔''

يٰنُوْحُ اهْبِطْ (ہود:48)

''اے نوح اتر جائیے۔''

وَ نَادٰی نُوْحٌ رَّبَّہٗ (ہود:45)

''اور نوح نے اپنے رب کو پکارا۔''

یٰۤاِبْرٰھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا ۚ (ہود:76)

''اے ابراہیم اس بات سے روگردانی کریں۔''

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ (البقرہ:127)

''اور جب ابراہیم بیت اللہ تعالیٰ کی بنیادیں بلند کررہے تھے۔''

یٰمُوْسٰۤی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ (الاعراف:144)

''اے موسیٰ علیہ السلام میں نے آپ کو لوگوں پر فضیلت دے دی۔''

فَوَکَزَہٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْہِ ۫ (القصص:15)

''اس (قبطی) کو موسیٰ نے مکہ مارا تو اس کا کام تمام کردیا۔''

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ (المائدہ:110)

''اے عیسیٰ ابن مریم یاد کریں میری نصیحت جو آپ پر ہے۔''

وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ (القصف:6)

''اور جب کہا عیسیٰ ابن مریم نے اے بنی اسرائیل۔''

اسی طرح دیگر انبیاء کرام کا حال ذکر ہوا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰھُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَۃٍ (ہود:53)

''اے ہود علیہ السلام! تم ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لائے۔ (کفار نے کہا)''

یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ (سورۃ الاعراف:77)

''اے صالح! ہم پر اللہ کا عذاب لے آ۔''

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ (ص:26)

''اے داؤد علیہ السلام ہم نے آپ کو زمین میں نائب بنادیا۔''

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ (ص:34)

''اور ہم نے سلیمان علیہ السلام کو آزمایا۔''

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۣ اسْمُهٗ يَحْيٰى (مریم:7)

''اے زکریا علیہ السلام ہم آپ کو بیٹے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ علیہ السلام ہے۔''

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ط (مریم:12)

''اے یحییٰ یہ کتاب پکڑلیں مضبوطی سے۔''

ان سب انبیاء کو ان کے اسماء گرامی کے ساتھ پکارا گیا ہے۔

قرآن پاک میں چار جگہ آپ کو نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیوں یاد کیا گیا؟

یاد رہے اللہ تعالیٰ نے جہاں کہیں آپ کا نام نامی اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کیا ہے وہاں صفت رسالت بھی ساتھ بیان کی گئی ہے۔ارشاد باری ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط (آل عمران:144)

''اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں مگر رسول۔آپ سے پہلے کئی رسول گزر گئے۔''

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط (فتح:29)

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔''

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ (احزاب:40)

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں۔''

اٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ (محمد:2)

''اور وہ ایمان لائے اس کتاب پر جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی ہے اور وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔''

ان مقامات پر آپ کا نام لیا گیا تا کہ آپ کے منکر کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہے وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کا کام اور کتاب سب حق ہے اور اس لئے بھی کہ کفار آپ کو اسی نام سے پہچانتے تھے۔ اگر آپ کا نام نہ لیا جاتا تو قرآن کریم سے آپ کا نام نہ معلوم ہوتا اور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قرآن کی نسبت واضح نہ ہوتی) اسی طرح دیگر انبیاء کا نام نہ لیا جاتا تو قرآن سے ان کے اسماء گرامی معلوم نہ ہوتے اور ان کے کارناموں کا ان کی طرف انتساب واضح نہ ہو پاتا۔

حبیب و خلیل

پھر ایک جگہ اللہ نے اپنے خلیل اور حبیب دونوں کا اکٹھا ذکر کیا ہے مگر خلیل کو نام سے یاد کیا ہے اور حبیب کو صفتِ نبوت سے اشارہ فرمایا:

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ (آل عمران:68)

"سب سے زیادہ ابراہیم کے قریب وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور یہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔"

یہاں بھی آپ کا نام اسی لئے نہ لیا گیا تا کہ اللہ کے ہاں آپ کی شرافت اور علو مرتبت واضح ہو جائے۔

آپ کی خلقت بھی سب سے پہلے اور ذکر بھی سب سے پہلے

پھر اللہ تعالیٰ نے آپ سے پہلے انبیاء سے آپ کا ذکر مقدم رکھا ہے اور ارشاد ہے:

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَ عِيْسٰى وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝ (نساء:163)

"بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے نوح اور ان کے بعد والے

انبیاء کی طرف کی اور ہم نے وحی کی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کی طرف اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور دی۔''

ایک اور جگہ ارشاد باری ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ (احزاب:7)

''اور ہم نے انبیاء سے ان کا وعدہ لیا اور آپ سے اور نوح (علیہ السلام) سے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ الخ کے متعلق ارشاد فرمایا: کنت اوّل النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث ۔ میں پیدا کئے جانے والے انبیاء سے پہلے ہوں اور بعثت میں سب سے بعد۔

فضیلت نمبر 3: آپ کو نام لے کر پکارنا امت کے لئے ممنوع ہے۔

آپ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے آپ کو نام کے ساتھ پکارنے کی ممانعت کر دی ہے اور بتلایا ہے کہ سب امتیں اپنے انبیاء ورسل کو نام لے کر پکارا کرتی تھیں مگر تمہیں ایسا کرنا جائز نہیں۔ ذیل کی آیات میں پہلی امتوں کے اقوال یوں ہیں:

یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ (مائدہ:112)

''اے عیسیٰ بن مریم کیا آپ کا رب یہ طاقت رکھتا ہے (کہ آسمان سے ہم پر خوان نازل کر دے)''

قَالُوْا یٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَیِّنَةٍ (ہود:53)

''اے ہود تم ہمارے پاس کوئی دلیل نہیں لائے۔''

یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا (سورۃ الاعراف:77)

''اے صالح! ہم پر اللہ کا عذاب لے آؤ۔''

لیکن جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (نور:63)

''رسول کے لئے ایسی پکار نہ بناؤ جیسے باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔''

بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صفت نبوت و رسالت کے ساتھ ہر جگہ خطاب کر کے لوگوں کو بتلا دیا کہ آپ کو پکارنے کے کیا آداب ہیں آپ کی منزلت و مرتب کو بلند و برتر کرنے کے لئے ایسا انداز اختیار کیا گیا۔ یہ فضیلت اللہ نے تمام انبیاء میں سے آپ ہی کو عطا فرمائی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد خداوندی لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ کے متعلق روایت ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے: یا محمد! یا ابا القاسم! اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا مقام بلند کرنے کے لئے لوگوں کو یوں پکارنے سے روک دیا اور فرمایا کہ یوں کا کرو: یا نبی اللہ! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

ابن عباس رضی اللہ عنہما لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ کے متعلق فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے چیخ کر یوں نہ کہے: یا ابا القاسم! بلکہ یہ حالت ہونی چاہیے جو اللہ نے یوں بیان فرمائی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (الحجرات:3)

''بے شک جو لوگ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔''

فضیلت نمبر 4: راعنا کہنے کی ممانعت۔

پہلی امتیں اپنے انبیاء و مرسلین سے کہا کرتی تھیں: راعنا سمعك (ہماری رعایت کریں ہم آپ کی بات مانیں گے) اللہ تعالیٰ نے اس امت کو اپنے رسول کے لئے ان الفاظ کے استعمال سے منع کر دیا ہے کیونکہ ان میں تنقیص و توہین کا پہلو بھی ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا (البقرہ:104)

''اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور کہو انظرنا یعنی اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نظر رحمت فرمایئے۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا کے متعلق فرماتے ہیں کہ لفظ ''راعنا'' لغت یہود میں گالی ہے اور ''انظرنا'' کا مطلب ہے کہ ہمیں اپنی بات سنایئے۔ تو اس آیت کے نزول کے بعد مومنین باہم کہتے تھے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے راعنا کہتا نظر آئے اسے قتل کر دو۔ چنانچہ پھر یہود اس لفظ کے استعمال سے باز آ گئے۔

فضیلت نمبر 5: اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ تعالیٰ خود کفار کو جواب دیتا ہے۔

پہلے انبیاء پر کفار جب پاگل پن، گمراہی اور جھوٹ وغیرہ کا الزام لگاتے تھے تو انبیاء اپنا دفاع خود کیا کرتے تھے مگر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا چنانچہ قوم نوح علیہ السلام نے کہا:

اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (اعراف:60)

''ہم تجھے کھلی گمراہی میں دیکھتے ہیں۔''

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنا دفاع کرتے ہوئے فرمایا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ (اعراف:61)

''اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں۔''

حضرت ہود علیہ السلام سے کہا گیا:

اِنَّا لَنَرٰكَ فِيْ سَفَاهَةٍ (اعراف:66) ''ہم تجھے حماقت میں دیکھتے ہیں۔''

آپ نے اس کی نفی کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ سَفَاهَةٌ (اعراف:67)

''اے میری قوم مجھ میں کوئی حماقت نہیں۔''

فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

اِنِّی لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا○

''اے موسیٰ میں تجھے جادوزدہ سمجھتا ہوں۔''

موسیٰ علیہ السلام نے اسے جواب دیا:

وَاِنِّی لَاَظُنُّكَ یَا فِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا○

''اور اے فرعون میں تجھے ہلاکت زدہ سمجھتا ہوں۔''

مگر اپنے حبیب کی قدر و منزلت کو انتہائی بلند کرتے ہوئے کفار کے اعتراضات کے جواب میں اللہ نے اپنے حبیب کے متعلق فرمایا:

مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ○

''آپ اپنے رب کی نعمت کے سبب پاگل نہیں ہیں۔''

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَهٗ ط

''اور نہ ہم نے آپ کو شعر سکھلایا اور نہ آپ کے لائق ہے۔''

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰی○

''تمہارے صاحب (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نہ گمراہ ہوئے نہ راہ سے ہٹے۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ پر جادوگر، نجومی اور پاگل ہونے کے الزامات کا یوں جواب دیا:

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰی بَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَیَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ

''تو جو شخص اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہو اور اس دلیل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوا شاہد (رسول) پڑھے۔''

جب ایک کافر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑاتے ہوئے دوسرے کافروں سے کہا:

هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰی رَجُلٍ یُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ○

''کیا میں تمہیں ایسے شخص (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق بتلاؤں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو نئے سرے سے زندہ کیے جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا:

بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ۝

''بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔''

فضیلت نمبر 6: شان داؤدی وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى اور شان محبوب وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۝

اللہ تعالیٰ حضرت داؤد علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ (ص:26)

''اے داؤد ہم نے آپ کو زمین میں خلیفہ بنا دیا ہے تو آپ لوگوں میں سچائی کے ساتھ فیصلہ کریں اور خواہش نفس کی پیروی مت کریں یہ آپ کو راہ خدا سے پھسلا دے گی۔''

مگر جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو اللہ نے پہلے ستاروں کے گرنے اور قرآن کے اترنے کی قسم اٹھائی اور پھر فرمایا کہ آپ تو خواہش نفس سے بولتے ہی نہیں۔ ارشاد فرمایا:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۝ (النجم)

''اور آپ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے اور آپ کی کلام تو اتاری ہوئی وحی ہے۔''

فضیلت نمبر 7: کوئی لغزش بتلائے بغیر سب لغزشوں کی معافی۔

اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء کے لئے معافی کا ذکر کیا مگر اس کے ساتھ لغزش بھی بتلائی

گئی۔ چنانچہ قصہ موسیٰ علیہ السلام میں ہے:

رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا (قصص:33)

''اے اللہ میں نے ان میں سے ایک شخص قتل کردیا ہے۔''

اور فرمایا گیا:

اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ ط (قصص:16)

''بے شک میں نے خود پر زیادتی کی تو اے اللہ مجھے معاف کردے۔ اللہ نے انہیں معاف کردیا۔''

تو ان آیات میں صاف بتلایا گیا ہے کہ ان سے یہ لغزش ہوئی انہوں نے معافی مانگی اللہ نے معاف کردیا۔ اسی طرح داؤد علیہ السلام کا وہ قصہ بتلایا گیا جب ان کے پاس اچانک دو فرشتے نمودار ہو گئے تھے۔ اللہ فرماتا ہے:

اِنَّ هٰذَآ اَخِیْ قف لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ قف

(ص:23)

''یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے بکریاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک بکری۔''

اب آگے لغزش کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا گیا:

لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ط وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (ص:24)

''تیرے بھائی نے تیری بکری کو اپنی بکریوں کے ساتھ شامل کرنے کا سوال کر کے تجھ پر زیادتی کی ہے اور اکثر اکٹھا کام کرنے والے ایک دوسرے پر زیادتی کر دیتے ہیں۔''

اس کے بعد آپ کی اس لغزش کی معافی کا یوں ذکر کیا گیا:

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ○ فَغَفَرْنَا لَهٗ

ذٰلِکَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝ (ص:25-24)

''اور سمجھ لیا حضرت داؤد علیہ السلام نے کہ ہم نے ان کی آزمائش کی ہے تو وہ اپنے رب سے معافی مانگنے لگے اور رکوع میں جھک گئے اور خدا کی طرف متوجہ ہو گئے۔ تب ہم نے انہیں معافی دے دی اس کام کی اور بے شک انہیں ہمارے ہاں قرب اور اچھا انجام حاصل ہے۔''

یونہی کئی انبیاء کی لغزشیں اور ان کی معافیاں بیان ہوئیں مگر جب اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو کسی لغزش کا ذکر کئے بغیر ہی محض آپ کی عزت افزائی کے لئے ارشاد فرمادیا:

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ (فتح:2)

''تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی لغزشیں بخش دے۔''

فضیلت نمبر 8: ہر نبی سے آپ پر ایمان لانے اور آپ کی غلامی کرنے کا وعدہ لیا گیا۔

ومن فضآئله اخذ الله الميثاق على جميع انبيآئه ان جآء هم رسول "آمنوا به ونصروه" فلم يكن ليدرك احد منهم الرسول الا وجب عليه الايمان والنصرة لاخذ الله الميثاق منه فجعلهم كلهم اتباعاً له يلزمهم الانقياد والطاعة له لو ادركوه.

''اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام سے مضبوط وعدہ لیا کہ اگر ان کے دور میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئیں تو انہیں آپ پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی مدد کرنا ہو گی تو اگر کوئی بھی نبی آپ کا زمانہ پالیتا تو آپ پر ایمان لاتا اور آپ کی مدد کرنا ضروری ہو جاتا کیونکہ اس سے یہ وعدہ لیا جا چکا تھا۔ گویا اللہ نے تمام انبیاء کو آپ کا پیروکار بنا دیا ہے جن پر آپ کی غلامی اور

اطاعت لازم ہے۔"

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جو میں نے کسی اہل کتاب سے لی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

والذی نفس محمد بیدہ لو ان موسیٰ کان حیاما وسعہ الا ان یتبعنی۔

"اس رب کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا۔"

فضیلت نمبر 9: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ایک مستقل اور مطلق فرض ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام جہان پر اپنی اطاعت کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت بھی فرض عام قرار دی ہے۔ جس میں کوئی شرط ہے نہ استثناء ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (حشر:7)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہیں دے دیں لے لو اور جس کام سے روکیں رک جاؤ۔"

اس آیت میں اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ نبی کی اطاعت میری اطاعت کی وجہ سے یا میری وحی اور حکم سے کرو بلکہ آپ کی حدیث سے حاصل ہونے والے امر و نہی کو قرآن کی طرح تمام مخلوق پر مطلقاً فرض قرار دیا ہے۔ اسے نہ روکا جا سکتا ہے اور نہ ہی محل مناظرہ میں اتارا جا سکتا ہے اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی دلیل مانگی جا سکتی ہے جیسا کہ قوم موسیٰ نے کہا تھا:

لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً (بقرہ:55)

"(اے موسیٰ) ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے تا آنکہ اللہ کو کھلے طور پر دیکھ لیں۔"

فضیلت نمبر 10: پس ذکرِ حق ذکر ہے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

اللہ تعالیٰ جب اپنی اطاعت، معصیت، فرائض، احکام اور وعدہ وعید ذکر فرماتا ہے تو اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھی ملا لیتا ہے ارشاد ہے:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ج ''اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔''

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

''اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو۔''

وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط

''اور اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی انہی لوگوں پر اللہ ضرور رحمت کرے گا۔''

استجيبوا لله وللرسول ۔ ''حکم مانو اللہ اور اس کے رسول کا۔''

وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں۔''

ان سب احکام و احوال میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اس لئے رکھا ہے تاکہ ان کی شان بلند سے بلند تر دکھائی جائے۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (توبہ:3)

''اور اعلان ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔''

وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ط

(توبہ:16)

''اور نہ بنایا انہوں نے اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے مقابلہ میں کوئی

دوست۔''

اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ یُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (توبہ:63)

''کیاوہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی کرے۔''

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ (مائدہ:33)

''جولوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں ان کی سزا تو یہ ہے کہ الخ''

وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

''اور جو کام اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اسے حرام نہیں سمجھتے۔''

وَمَنْ یُّشَآقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے۔''

قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ج (انفال:1)

''فرمادیں غنیمتیں اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں۔''

فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ (نساء:59)

''(جب تم کسی معاملہ میں جھگڑ پڑو) تو اسے اللہ اور رسول کے پاس لے آؤ۔''

وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ لا وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗٓ لا (برات:59)

''اور کیا بہتر ہوتا اگر وہ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے پر راضی ہو جاتے اور کہہ دیتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے۔ ہمیں اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے ضرور دے گا۔''

فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ (انفال:41)

''جو تمہیں مال غنیمت ملے اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔''

وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (برات:74)

''اور انہیں کیا برا لگا؟ مگر یہ کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول نے مالدار کر دیا ہے۔''

وَ قَعَدَ الَّذِیْنَ كَذَبُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ (برات:90)

''اور بیٹھ رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جھوٹ کہا۔''

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ (احزاب:37)

''اس پر اللہ نے انعام کیا اور آپ نے انعام کیا۔''

(29) آپ خلق آدم علیہ السلام سے پہلے بھی نبی تھے

احادیث کی روشنی میں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: آپ کے لئے نبوت کب واجب ہوئی؟ فرمایا:

بین خلق اٰدم ونفخ الروح فیه ۔

''جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہو رہے تھے اور ان میں روح پھونکی جا رہی تھی۔''

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

انی عند اللہ مکتوب لخاتم النبیین و ان اٰدم لمنجدل فی طینته ۔

''بے شک میں اللہ کے ہاں خاتم النبیین لکھا ہوا تھا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گوندھے جا رہے تھے۔''

(30) بصریٰ کے کلیسا میں نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق کی تصویر

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جن دنوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا میں شام کے سفر پر نکلا تھا۔ میں بصریٰ پہنچا تو عیسائیوں کی ایک جماعت میرے پاس آئی کہنے لگی: تم اہل حرم سے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! کہنے لگے: تمہارے ہاں جس شخص نے اعلان نبوت کیا ہے تم اسے جانتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں! تو وہ میرا ہاتھ تھام کر مجھے اپنے گرجا میں لے گئے وہاں بت اور تصاویر تھیں انہوں نے پوچھا: تمہیں نئے مبعوث ہونے والے نبی کی صورت یہاں نظر آتی ہے؟ مجھے وہاں آپ کی تصویر نظر نہ آئی میں نے کہا: ان کی تصویر یہاں نہیں۔

وہ مجھے اس سے بڑے گرجا میں لے گئے وہاں پہلے سے زیادہ بت اور تصاویر تھیں کہنے لگے: اب دیکھو کیا اس کی تصویر ہے؟

فنظرت فاذا انا بصفة رسول الله صلى الله عليه وسلم وصورته واذآ انا بصفة ابى بكر و صورته وهو اٰخذ بعقب رسول الله صلى الله عليه واٰله وسلم۔

"میں نے دیکھا وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر موجود تھی اور اس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑا ہوا تھا۔"

انہوں نے سوال کیا: تمہیں اس نبی کی تصویر مل گئی؟ میں نے کہا: ہاں! میں نے کہا:

پہلے یہ بتلاؤ تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولے: یہ اس نبی کی تصویر ہے؟ میں نے کہا: بخدا ہاں! میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی ہیں۔ کہنے لگے: تم اسے جانتے ہو۔ میں نے کہا: ہاں!

قالوا انی تشھد ان ھٰذا صاحبکم و ان ھٰذا الخلیفۃ من بعدہ ۔

''تو اس پر انہوں نے کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ تمہارا رسول ہے اور یہ اس کے بعد کا خلیفہ ہے۔''

(31) ہرقل شاہ روم نے صحابہ کرام کو نبی علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کی تصاویر دکھائیں

موسیٰ بن عقبہ قرشی سے روایت ہے کہ ہشام بن عاص، نعیم بن عبداللہ اور ایک دوسرا آدمی دور ابی بکر میں شاہ روم کی طرف سفیر بنا کر بھیجے گئے۔ کہتے ہیں: ہم جبلہ بن ایہم (ایک عیسائی سردار) کے پاس پہنچے وہ دمشق سے باہر باغ میں رہتا تھا اس نے سیاہ کپڑے پہن رکھے تھے اور آس پاس کی ہر چیز سیاہ رنگ کی تھی۔ ہم میں سے ایک ساتھی نے کہا: ہشام! اس سے بات کرو۔ ہشام نے اس سے بات کی اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اور پھر پوچھا: یہ سیاہ کپڑے کیا ہیں؟ اس نے کہا: میں نے انہیں بطور نذر پہنا ہے اور جب تک میں تم (مسلمانوں) کو سارے شام سے نکال نہیں دیتا انہیں نہیں اتاروں گا۔ ہم نے کہا: قسم بخدا! ہم تجھ سے اور تیرے بادشاہ سے یہ ملک چھین کر رہیں گے انشاء اللہ۔ ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بشارت دی ہوئی ہے۔ کہنے لگا: پھر تو تم سامری قوم ہو (جن کے بعض عقائد یہود سے ملتے ہیں اور بعض نہیں) مگر تم سامری نہیں ہو سکتے۔ ہم نے کہا: سامری کون ہوتے ہیں؟ کہنے لگا: جو دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں۔ ہم نے کہا: ہم ایسا ہی کرتے ہیں بخدا! اس نے سوال کیا: تمہارا روزہ کیسے ہوتا ہے؟ ہم نے اپنے روزہ کے متعلق بتلایا۔ کہنے لگا: تمہاری نماز کیسی ہوتی ہے؟ ہم نے نماز کا طریقہ بھی بتلایا۔

خدا جانتا ہے یہ سنتے ہی اس کا چہرہ بھٹے سے جل بھن کر نکلنے والی اینٹ کی طرح

سیاہ ہو گیا کہنے لگا: اب تم چلے جاؤ اور اس نے حکم دیا کہ انہیں بادشاہ کے پاس لے جایا جائے۔ ہم چلے شہر کے دروازہ پر ہمیں ایلچی ملا کہنے لگا: اگر تم چاہو تو تمہارے لئے خچر یا گھوڑے لے آئیں۔ ہم نے کہا: ہیں ہم اسی حالت میں جائیں گے اس نے بادشاہ کو پیغام بھجوایا کہ یہ لوگ نہیں مان رہے اس نے جواب دیا: انہیں یونہی آنے دو۔ چنانچہ ہم عمامے باندھے تلواریں حمائل کئے اونٹوں پہ بیٹھے اندر داخل ہو گئے۔ جب ہم فرماں روائے روم کے دروازے پر پہنچے تو وہ ایک بلند بالکونی میں بیٹھا ہوا ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہم نے اپنے سر اٹھا کر کہا: لا الہ الا اللہ ۔ اللہ جانتا ہے ہماری آواز سے اس کی بالکونی یوں تھر تھرا اٹھی جیسے تیز ہوا میں کھجور کا درخت لہراتا ہے۔ اس نے ہمیں پیغام بھجوایا کہ اس طرح مجھ پر اپنے دین کو ظاہر کرنے کا تمہیں حق نہیں۔

پھر ہمیں اندر بلایا گیا۔ ہم داخل ہوئے تو شاہِ روم چھت تک بلند ایک تخت پہ بیٹھا تھا اس نے سرخ کپڑے پہن رکھے تھے اور آس پاس کی ہر چیز سرخ تھی سردارانِ روم بھی اس کے پاس موجود تھے۔ اس نے چاہا کہ ہم سے اپنے نمائندہ کے ذریعے گفتگو کرے۔ ہم نے کہا: ہم نمائندے سے بات نہیں کریں گے۔

ہمیں تو شاہ روم کی طرف بھیجا گیا ہے اگر وہ چاہتا ہے تو ہم سے بات کرلے چنانچہ ہم اس کے نزدیک جا بیٹھے (ہماری جرأت دیکھ کر) وہ ہنس پڑا ہم نے محسوس کیا کہ وہ بہترین عربی بولتا ہے تو ہم نے کہا: لا الــہ الا اللہ، اللہ جانتا ہے کہ اس آواز سے اس کا تخت لرز اٹھا اور اس کے ساتھیوں نے گھبرا کر سر اٹھایا، شاہ نے کہا: تمہارے پاس بڑا طاقتور کلام ہے؟ ہم نے کہا: یہ کلمہ ہے۔ اس نے کہا: اس سے قبل بھی تم نے کلمہ ہی پڑھا تھا؟ ہم نے کہا: ہاں! اس نے سوال کیا جب تم اپنے دشمن کے ملک میں اسے پڑھتے ہو تو ان کی عمارتیں لرزنے لگتی ہیں؟ ہم نے کہا: نہیں اور نہ ہم نے کبھی پہلے لرزتی دیکھی ہیں یہ صرف تمہارے لئے ایسا ہوا ہے۔ شاہ نے کہا: کیسی سچی بات کرتے ہو! بتلاؤ تم شہر فتح کرتے ہوئے کیا کہتے ہو؟ ہم نے کہا: ہم کہتے ہیں لا الــہ الا اللہ و اللہ اکبر ۔ کہنے

لگا: جیسے تم آپس میں سلام کہتے ہو تم نے مجھے ایسے کیوں نہیں سلام کیا؟ ہم نے کہا: یہ تمہارے لئے حلال نہیں اور تمہارا سلام ہمارے لئے حلال نہیں۔ پوچھنے لگا: تمہارا سلام کون سا ہے؟ ہم نے کہا: اہل جنت والا۔ شاہ نے کہا: اپنے نبی کو بھی تم یہی سلام کیا کرتے تھے؟ ہم نے کہا: ہاں، پھر اس نے پوچھا: تمہارا وارث کون بنتا ہے؟ ہم نے کہا: جو قریبی رشتہ دار ہو۔ کہنے لگا: تمہارے فرمانرواؤں کے بھی یونہی وارث ہوتے ہیں؟ ہم نے کہا: ہاں!

چنانچہ اس گفتگو کے بعد اس کے حکم پر ہمیں ایک خوبصورت اور بڑے وسیع مکان میں لے جایا گیا۔ ہم اس میں تین دن ٹھہرے رہے۔ پھر بادشاہ نے ہمیں ایک رات اپنے پاس بلوایا ہم گئے۔ اس وقت اس کے پاس کوئی دوسرا نہ تھا۔ اس نے پھر وہی سوال کئے جو پہلے کر چکا تھا ہم نے وہی جواب دیئے۔ اس کے پاس ایک بڑا سا سنہری اور مربع تابوت سا پڑا تھا۔ اس میں چھوٹے چھوٹے دروازے تھے۔ اس نے ایک دروازہ کھولا اور سیاہ ریشمی کپڑا نکالا جس میں ایک سفید تصویر تھی تصویر میں ایک لمبا اور گھنے بالوں والا آدمی تھا کہنے لگا: تم اسے جانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: یہ آدم علیہ السلام ہیں۔ پھر اس نے تصویر واپس وہیں رکھ دی اور دوسرا دروازہ کھولا ایک سیاہ ریشم نکالا جس میں سفید تصویر تھی ایک آدمی جس کا بڑا سر، لمبے بال، بھاری سرین اور سرخ آنکھیں تھیں کہنے لگا: اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں۔ کہنے لگا: یہ نوح علیہ السلام ہیں اس نے پھر تصویر وہیں رکھ دی اور ایک دوسرا دروازہ کھولا سیاہ ریشم نکالا جس پر سفید تصویر تھی ایک آدمی جس کا سر اور داڑھی سفید ہے مسکرا رہا ہے۔ کہنے لگا: اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر تصویر وہیں رکھ دی۔

وفتح بابًا آخر فاستخرج منه حريرةً سوداء فيها صورة بيضاء قال قلنا النبی محمد صلی الله عليه واٰله وسلم قال هٰذا والله محمد رسول الله ۔

''اور ایک دوسرا دروازہ کھولا ایک سفید تصویر والا ریشم نکالا۔ ہم نے دیکھتے ہی کہا: یہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔''

شاہ روم کہنے لگا: بخدا واقعی یہ محمد رسول اللہ ہیں وہ کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھتے ہوئے بولا: تمہیں اپنے خدا اور اپنے دین کی قسم ہے بتلاؤ کیا یہی تمہارا نبی ہے۔ ہم نے کہا: ہمیں اللہ اور اپنے دین کی قسم! یہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہم انہیں یوں دیکھ رہے ہیں جیسے ان کی حیات (ظاہر) میں دیکھا کرتے تھے۔ کہنے لگا: میں نے یہ تصویر آخری دروازہ میں رکھی تھی مگر اس لئے جلدی نکال لی تا کہ تم سے اس بارہ میں پوچھ سکوں پھر اس نے وہ تصویر اپنی جگہ پر رکھ دی۔

پھر ایک اور دروازہ کھولا ایک سفید تصویر والا سیاہ کپڑا نکالا تصویر میں آدمی تھا جس کے ہونٹ کھلے ہوئے، آنکھیں گہری، دانت جڑے ہوئے اور داڑھی گھنی تھی مسکرا رہا تھا۔ شاہ روم کہنے لگا: اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں! بولا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تصویر میں ایک اور آدمی بھی تھا جس کی شکل بھی ویسی ہی تھی مگر آنکھیں اور سر ذرا گول تھا۔ شاہ نے کہا: یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں پھر اس نے وہ تصویر اٹھالی۔

اب اس نے ایک اور دروازہ کھولا اور سفید تصویر والا سیاہ کپڑا نکالا تصویر میں ایک آدمی تھا گھوڑے پر سوار، لمبے پاؤں اور چھوٹی کمر کہنے لگا: اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ سلیمان علیہ السلام ہیں۔ پھر تصویر وہیں رکھ دی پھر اس نے اور دروازہ کھولا اور سفید تصویر والا سیاہ کپڑا نکالا وہ ایک نوجوان آدمی کی تصویر تھی جس کا زرد رنگ، کشادہ جبین، خوبصورت داڑھی اور ہر عضو مناسب تھا کہنے لگا: اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام ہیں پھر اس نے تصویر وہیں رکھ دی اور اس کے حکم سے وہ مربع تابوت اٹھالیا گیا۔

ہم نے اس سے پوچھا: ہم نے اپنے نبی کی تصویر تو پہچان لی کیونکہ ہم نے انہیں دیکھا ہوا تھا مگر باقی تصویروں کے صحیح ہونے پر ہم کیسے یقین کر سکتے ہیں؟ کہنے لگا:

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا تھا کہ انہیں ہر نبی کی صورت دکھائی جائے اللہ نے ایک جنتی ریشم پر تمام تصاویر انہیں عطا فرمائیں پھر ذوالقرنین کو غروب آفتاب والی جگہ سے خزانہ آدم علیہ السلام ملا اس میں سے یہ تصاویر بھی مل گئیں پھر دانیال علیہ السلام نے ان سے مزید تصویریں بنالیں۔ تو یہ بالکل اصل تصاویر ہیں۔ قسم بخدا! اگر مجھے اپنے ملک سے بھاگ جانے پر جان کا خطرہ نہ ہوتو میں بلا تکلف ایک غلام کی طرح اپنے ملک کی خدمت کروں مگر ممکن ہے مجھے اس کا موقعہ مل ہی جائے۔ چنانچہ اس نے ہمیں بہتر نذرانہ دے کر رخصت کیا۔

شرجیل کی روایت میں ہے کہ شاہ نے ایک اور دروازہ کھولا اور ایک سفید ریشم نکالا اس میں صورت آدم سے مشابہ ایک تصویر تھی لمبے بال، درمیانہ قامت، حسین اور غضبناک چہرہ۔ کہنے لگا: اسے پہچانتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ لوط علیہ السلام ہیں پھر تصویر اپنی جگہ رکھ دی ایک اور دروازہ کھولا سفید ریشم نکالا جس پر ایک آدمی کی تصویر تھی جس کا رنگ سفید و سرخ، پشت کچھ ٹیڑھی، رخسار ہلکے اور چہرہ خوبصورت تھا کہنے لگا: اسے جانتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ حضرت اسحاق علیہ السلام ہیں۔

پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا سفید ریشم نکالا اور صورت اسحاق سے مشابہ ایک تصویر دکھلائی البتہ اس کے نچلے ہونٹ پر تل کا داغ تھا بولا: اسے پہچانتے ہو؟ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ یعقوب علیہ السلام ہیں پھر اور دروازہ کھولا اور سفید ریشم پر ایک تصویر نکالی جس کا رنگ سفید، چہرہ خوبصورت، لمبی پتلی ناک اور حسین قامت تھی۔ چہرے پر نور روشن تھا اور عاجزی نمایاں کہنے لگا: اسے جانتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ اسماعیل علیہ السلام ہیں تمہارے نبی کے جد اعلیٰ پھر اس نے ایک اور دروازہ کھولا ایک سفید ریشم نکالا جس پر آدم علیہ السلام کی شکل پر ایک تصویر تھی جس کا چہرہ آفتاب کی طرح دمک رہا تھا کہنے لگا: اسے جانتے ہو۔ ہم نے کہا: نہیں! کہنے لگا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ شرجیل نے سارا واقعہ بیان کیا اور یہ اضافہ بھی کیا کہ جب ہم خلیفۃ المسلمین ابوبکر صدیق کے

پاس آئے اور ساری سرگزشت سنائی تو ابوبکر رو پڑے کہنے لگے: مسکین! اگر اللہ اس کے لئے بھلائی چاہتا تو وہ ایسا کر دیتا۔

پھر فرمایا: ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: یہود اپنی کتابوں میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت کا تذکرہ پاتے ہیں۔ اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری:

یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ ﺫ (اعراف:157)

''اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے پاس تورات انجیل میں لکھا پاتے ہیں۔''

شیخ ابونعیم کہتے ہیں کہ اس قصہ سے پتہ چلا کہ اہل کتاب نبی علیٰ الصلوٰۃ والسلام کے خدوخال، نام اور بعثت وغیرہ سب امور سے واقف ہیں اور صدائے لا الٰــہ الا اللہ پر شاہ روم کے محلات کے لرز جانے سے معلوم ہوا کہ جیسے انبیاء کا زمانہ بعثت قریب آجانے پر ان سے معجزات صادر ہوتے ہیں تاکہ انہیں نبی تسلیم کیا جائے اسی طرح ان کے وصال کے بعد بھی ان کے معجزات کا ظہور ہوتا رہتا ہے کیونکہ شاہ روم کے محلات لرزنے کا یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دورِ صدیقی میں وقوع پذیر ہوا ہے۔

(دلائل النبوۃ، صفحہ 78-73، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(32) طواف کعبہ کا حسین نظارہ

حضور علیہ السلام طواف فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی کو اپنے آگے طواف کرتے پایا جو پڑھ رہا تھا: یا کریم! حضور علیہ السلام نے بھی پیچھے پڑھنا شروع کر دیا: یا کریم! وہ اعرابی رکن یمانی کی طرف جاتا تو پڑھتا: یا کریم! حضور علیہ السلام بھی پیچھے پڑھتے: یا کریم! وہ میزاب رحمت کی طرف جاتا تو پڑھتا: یا کریم! حضور علیہ السلام بھی پیچھے پڑھتے: یا کریم! اعرابی نے حضور علیہ السلام کی طرف دیکھا تو کہا: اے روشن چہرے والے! اور خوبصورت قد والے! اللہ کی قسم! اگر تیرا اتنا روشن چہرہ اور عمدہ قد نہ ہوتا تو میں تیری شکایت اپنے محبوب نبی کی بارگاہ میں کرتا کہ مجھے پینڈو سمجھ کے مذاق کرتا ہے (اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا) حضور علیہ السلام مسکرائے فرمایا: کیا تو اپنے نبی کو پہچانتا ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: پھر ایمان کیسے لایا؟ عرض کیا: بن دیکھے ان کی نبوت کو مانا اور بغیر ملاقات کئے ان کی رسالت کی تصدیق کی۔ فرمایا: تجھے مبارک ہو میں دنیا میں تیرا نبی ہوں اور آخرت میں تیری شفاعت کروں گا وہ حضور علیہ السلام کے قدموں پہ گرا اور بوسے دینے لگا۔ فرمایا: میرے ساتھ وہ معاملہ نہ کر جو عجمی لوگ اپنے بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں اللہ نے مجھے متکبر و جابر بنا کر نہیں بھیجا بلکہ بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام آئے عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے: اس اعرابی کو فرما دیں ہم اس کا حساب لیں گے۔ اعرابی نے کہا: یا رسول اللہ! کیا اللہ میرا حساب لے گا۔ فرمایا: ہاں! اگر چاہے گا تو لے گا۔ عرض کیا: اگر وہ میرا حساب لے گا تو میں اس کا حساب لوں گا۔ فرمایا: تو کس بات پہ اللہ کا حساب لے گا۔

اس نے کہا: اگر اس نے میرے گناہوں کا حساب لیا تو میں اس کی بخشش کا حساب لوں گا (کہ میرے گناہ زیادہ ہیں کہ تیری بخشش) اگر اس نے میری نافرمانیوں کا حساب لیا تو میں اس کی معافی کا حساب لوں گا اگر اس نے میرے بخل کا امتحان لیا تو میں اس کے کرم کا حساب لوں گا۔

حضور علیہ السلام یہ سن کر اتنا روئے کہ داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی پھر جبریل علیہ السلام آئے عرض کیا: اللہ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے: رونا کم کریں آپ کے رونے نے فرشتوں کو تسبیح و تہلیل بھلا دی ہے اپنے امتی کو کہیں: نہ وہ ہمارا حساب لے نہ ہم اس کا حساب لیں گے اور اس کو خوش خبری سنا دیں یہ جنت میں آپ کا ساتھی ہوگا۔

(روض الریاحین علیٰ ہامش قصص الانبیاء، صفحہ:20-18)

کیا عقل نے سمجھا ہے کیا عشق نے جانا ہے
ان خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

کتب وظائف میں ہے کہ جو بندہ اللہ کے اس بابرکت نام کا وظیفہ رات کو سوتے وقت پڑھے اس کو اللہ بہت عزت عطا فرماتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس کا وظیفہ پڑھتے تھے۔

منگتے کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

(33) شب اسریٰ کا دولہا ﷺ طائف میں

مکہ کی فضا ناموافق پا کر مایوس ہونے کی بجائے ایک سو بیس میل دور طائف کو (جہاں قبیلہ بنو ثقیف جو زراعت پیشہ لوگ تھے) تبلیغی سرگرمیوں کے لئے منتخب فرمایا اس شہر کی فضا پر کیف، پہاڑی سلسلہ، باغات و چشموں کی بہتات تھی۔ رؤسائے مکہ نے بھی گرمی کے موسم میں گرمی سے بچنے کے لئے طائف میں مکانات بنائے ہوئے تھے (جیسے پاکستان کے امراء گرمیاں مری جا کر گزارتے ہیں) رؤساء وہاں جا کر گرمیاں گزارتے۔ اہل طائف خوش حال ہونے کی وجہ سے تعلیم یافتہ بھی تھے بڑے فصیل کی وجہ سے نام طائف پڑ گیا۔ اگرچہ بعض تفاسیر میں یہ بھی ہے کہ اس پورے شہر کو بیت المقدس کے قریب سے فرشتوں نے اٹھایا اور بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگائے اور پھر اس کو مکہ کے قریب رکھ دیا گیا یہ عمل اس وقت کیا گیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی ہاجرہ اور بیٹے اسماعیل علیہما السلام کو بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ کر یہ دعا کی تھی: وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ (ابراہیم) اے اللہ! ان کو پھلوں کا رزق عطا فرما۔

تین کافروں کی بدتمیزی

بنو ثقیف سے حضور علیہ السلام کی رشتہ داری بھی تھی۔ بعثت کے دسویں سال شوال المکرّم میں ابن اسحاق کے مطابق اکیلے اور طبقات کی روایت کے مطابق حضرت زید بن حارثہ کو لے کر سرکار دو عالم علیہ السلام طائف تشریف لے گئے۔ تمام قابل ذکر لوگوں کے پاس جا کر پیغام الٰہی پہنچایا، پورا مہینہ ان کو صراط مستقیم کی طرف بلاتے رہے کسی ایک شخص کو بھی توفیق اور ہدایت نہ ملی۔ آخر تین بڑے سردار جو آپس میں سگے بھائی بھی تھے۔

عبد یالیل، مسعود، حبیب جو عمرو کے بیٹے تھے کے پاس باری باری تشریف لے گئے اور جب ان کو دعوت ہدایت دی تو ایک نے کہا: وھو یمرط اثواب الکعبة ان کان اللہ ارسلہ ۔ کہ اگر آپ کو اللہ نے نبی بنایا ہے تو میں کعبہ کا غلاف پارہ پارہ کردوں گا۔ دوسرے نے یوں بدتمیزی کی: اما وجد اللہ احدا یرسلہ غیرك ۔ کیا تیرے سوا اللہ کو کوئی اور نہ ملا جس کو وہ رسول بناتا؟ اور تیسرے تکبر و رعونت کے پتلے نے تو انتہا کردی بولا: واللہ لا اکلمك ابدا میں تجھ سے کلام ہی نہ کروں گا۔ اگر تو رسول ہے تو میں تجھ سے بات کرنے کے قابل نہیں اور اگر رسول نہیں ہے تو تو اس قابل نہیں کہ تم سے بات کی جائے چنانچہ سارا ماحول خلاف پا کر یہ کہتے ہوئے رخصت ہوئے: اذفعلتم ما فعلتم فاکتموا علی ۔ جو ہو چکا ہو چکا یہ بات اپنے تک ہی رکھو اہل مکہ کو نہ بتانا (دشمن کا خوش ہونا بھی تکلیف دہ ہوتا ہے اسی لئے حضور علیہ السلام نے شماتت اعداء سے پناہ مانگی ہے) مگر وہ دشمن تھے انہوں نے خوب تشہیر کی اور انتہائی کمینگی کے ساتھ آپ کو کہنے لگے: یا محمد اخرج من بلدنا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! ہمارے شہر سے نکل جا۔ تاکہ تیری باتیں سن کر ہمارے نوجوان اپنے دین سے بدظن نہ ہو جائیں۔ اوباش جوانوں کو پیچھے لگا دیا۔ آوازے کستے۔ اپنے بتوں کے نعرے لگا کر ہمارے آقا کو پریشان کرتے۔ سرکار علیہ السلام جس راہ سے گزرتے دونوں طرف لائن بنا کر کھڑے ہو جاتے اور جو قدم حضور زمین پر رکھتے تو ٹھاہ کر کے پتھر لگتا۔ درد کی شدت سے بیٹھتے تو بازوؤں سے پکڑ کر اٹھا دیتے۔ دیوار کے سائے میں کھڑے ہوتے تو دھکا دے کر آگے کر دیتے (یہ سب کچھ دین کے لئے ہو رہا ہے کسی کرسی یا اقتدار کے لئے نہیں کیا ہم نے بھی دین کی خاطر کبھی کانٹے کی تکلیف بھی دیکھی ہے اگر نہیں تو اس سنت پر عمل کون کرے گا صرف حلوہ کھانا ہی سنت نہیں پتھر کھانا بھی سنت ہے ہم میٹھی میٹھی سنتیں پسند کرتے ہیں) زید بن حارثہ بے کسی کے عالم میں کبھی حصار بنا لیتے ان کو بھی پتھر لگتے قریب ہی ایک باغیچہ تھا انگور کی بیل کے نیچے بیٹھ کر دو نفل ادا کئے (فرض نمازوں کی بھی پرواہ نہ کرنے والو! شاید

اس لئے کہ تمہیں دین مفت میں ملا ہے) درد و سوز سے دعا کی شکوہ نہیں کیا کہ یا اللہ! دیکھ تیرے دین کی خاطر کیا کچھ سہنا پڑ رہا ہے بلکہ جو تمنا دعا بن کر نکلی اس سے عظمت مصطفیٰ نکھر کر سامنے آتی ہے۔

مجھے اس کا غم نہیں ہے کہ بدل گیا زمانہ
میری زندگی ہے تم سے کہیں تم بدل نہ جانا
تیری بندہ پروری سے میرے دن گزر رہے ہیں
نہ گلہ ہے دوستوں سے نہ شکایتِ زمانہ

شہر طائف میں آپ کی حسین دعا کے الفاظ

دعا کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں: اللھم انی اشکوا الیك ضعف قوتی وقلة حیلتی یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی ان لم یکن بك علی غضب فلا ابالی ۔ خط کشیدہ الفاظ ہزار بار پڑھو نیا لطف آئے گا اوپر والے دو شعر انہی لفظوں کا ترجمہ سمجھ لیں۔ دعا طویل ہے صرف چند جملے لکھے گئے ہیں۔

ایک غلام کا واقعہ

یہ باغ مکہ کے رئیس ربیعہ کا ہے جو آپ کا بدترین دشمن تھا اسی کے دو بیٹے عتبہ اور شیبہ ہیں جو بدر میں قتل ہوئے تھے آج حضور علیہ السلام کا حال دیکھ رہے ہیں کہ دین کے لئے کیا کچھ برداشت کیا جا رہا ہے دشمن ہو کر ان کے دل بھی خونی رشتے کی وجہ سے پسیج گئے۔ قرابت کا خون حرکت میں آیا اپنے غلام عداس کو طشتری میں انگوروں کا گچھا رکھ کر دیا کہ جاؤ اس کو دے آؤ خود منظر دیکھنے لگے حضور علیہ السلام نے انگور پکڑے اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کیا عداس غور سے دیکھنے لگا آپ نے پوچھا: کیا دیکھتے ہو۔ عرض کیا: یہاں کے لوگ تو ایسا نہیں کرتے کہ کچھ کھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں فرمایا: تو کون ہے کہاں کا رہنے والا ہے عرض کیا: عیسائی ہوں نینویٰ کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا: نینویٰ؟ وہ تو

میرے بھائی یونس علیہ السلام کا شہر ہے۔عرض کیا: آپ ان کو کیسے جانتے ہیں فرمایا: ذلك اخي كان نبيا و انا نبي وہ میرے بھائی اللہ کے نبی تھے میں بھی نبی اللہ ہوں۔عداس یہ سن کر اٹھا جھک کر حضور علیہ السلام کے ہاتھ بھی چومے پاؤں بھی۔ادھر اس کے سردار عتبہ اور شیبہ دیکھ رہے ہیں ایک دوسرے کو کہنے لگے: اب یہ غلام بھی ہمارے ہاتھوں سے گیا۔ جب عداس واپس آیا انہوں نے اس کو جھڑکا کہ تو نے کیا کیا اس نے کہا: روئے زمین پر مجھے اس سے بہتر کوئی نظر نہیں آیا۔ مجھے اس نے ایسی بات بتائی ہے جو نبی کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا وہ بولے: تو فریب میں آ گیا ہے تیرا دین اس کے دین سے بہتر ہے چل اپنے کام سے کام رکھ۔

یہ غلام اگرچہ اس وقت تو مسلمان نہ ہوا مگر دل پہ دین محمدی کا پہرہ لگ گیا۔ جب عتبہ اور شیبہ بدر میں جانے کے لئے (اس واقعہ کے پانچ سال بعد) تیار ہو رہے تھے تو انہوں نے اس عداس غلام کو بھی کہا: تم بھی چلو تو اس نے کہا: وقال ذلك الرجل رایت فی حائطکما تریدان؟

اگر تم اس سوہنی شکل والے سے جنگ کرنے کے لئے جا رہے ہو جس کو پانچ سال پہلے تمہارے باغ میں تمہارے کہنے پر میں نے انگور پیش کئے تھے فو اللہ ما تقوم له الجبال ۔ اب سنبھل کے جانا وہ اکیلا نہیں رہا اللہ کی قسم! اب اس کے سامنے پہاڑ بھی نہیں ٹھہر سکیں گے (تم کس کھیت کی مولی ہو کیونکہ اب اسد اللہ الغالب اور فاروق اعظم جیسے اللہ کے شیر اس کے ساتھ ہیں) مگر بدنصیب تھے غلام کو ڈانٹ دیا کہ تم پر بھی اس کا جادو چل گیا ہے۔

سچے کبھی باطل کی حمایت نہیں کرتے
ہو موت بھی سر پر تو شکایت نہیں کرتے

طائف سے مکہ واپسی

واپسی پر مکہ میں داخل ہونے سے پہلے حضرت زید نے عرض کیا کہ رواج کے

مطابق کسی کی پناہ لے کر داخل ہوا جائے آپ نے اخنس اور سہیل بن عمرو کے پاس پیغام بھیجا کہ یہ ذمہ داری تم اٹھاؤ انہوں نے انکار کر دیا کہ قریش کے دشمن کو پناہ دے کر ہم کیوں مصیبت گلے ڈال لیں۔

پھر آپ نے مطعم بن عدی کے پاس بندہ بھیجا کہ تم ہمیں پناہ دے سکتے ہو اگر چہ وہ بھی مسلمان نہ تھا مگر اس نے یہ ذمہ داری قبول کر لی۔ ایک رات وہاں گزاری صبح مطعم اپنے چھ یا سات بیٹوں کے ساتھ مسلح ہو کر حضور کو مکہ لے گیا کعبہ کا طواف کرایا ابو جہل یا ابو سفیان نے دیکھ کر کہا: مجیر ام تابع کلمہ پڑھ لیا ہے یا صرف پناہ دی ہے؟ اس نے کہا: صرف پناہ دی ہے دین قبول نہیں کیا۔ وہ بولے: اذا لا تخف پھر کوئی بات نہیں (یہاں بعض علماء نے لکھا کہ جناب ابو طالب نے بھی اسی لئے اپنے اسلام کا اعلان نہ کیا کہ اگر کر دیتے تو ان کا لحاظ بھی نہ رہتا اور سب دشمن ہو جاتے اور حضور علیہ السلام کی حفاظت نہ ہو سکتی) سرکار نے ایک کافر کی امان کیوں قبول فرمائی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مصلحتاً اور اخف البلیتین کے طور پر اگر نہ قبول کرتے تو صرف گوشہ نشینی کی صورت باقی رہ جاتی اور اس سے اسلامی تحریک رک جاتی اور لیظھرہ علی الدین کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔ ایسے ہی موقع کے لئے سرکار نے فرمایا: ان اللہ لیؤید ھذا الدین بالرجل الفاجرا و باقوام لاخلاق لھم ۔ کہ اللہ میرے دین کی مدد فاسق و فاجر شخص کے ذریعے بھی فرما دے گا۔

احسان کا بدلہ احسان

مطعم کی اس مروت کو حضور علیہ السلام نے ہمیشہ یاد رکھا اور ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے قرآنی حکم پر عمل کرتے ہوئے بدر کے قیدیوں کا جب مسئلہ پیش آیا تو آپ نے فرمایا: لو کان المطعم بن عدی حیاثم کلمنی فی ھؤلاء النتنیٰ لترکتھم ۔ کہ اگر آج مطعم زندہ ہوتا اور ان قیدیوں کے متعلق مجھے کہہ دیتا تو میں ان غلاظت کے پہاڑوں کو چھوڑ دیتا (یعنی اس کا میری نگاہوں میں یہ مقام ہے) حضرت

جبیر بن مطعم اس واقعے کو اپنے باپ کی عظمت کے طور پر بیان فرما۔

مشکل ترین دن

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے ایک دن حضور علیہ السلام سے عرض کیا: آقا ھل اتی علیك یوم کان اشد علیك من یوم احد کیا آپ پر اُحد کے دن سے زیادہ مشکل دن بھی کوئی آیا ہے (سر مبارک زخمی ہوا، دانت مبارک شہید ہوئے) فرمایا: عائشہ! طائف کے دن زیادہ تکلیف دہ تھے۔

؎ بھری تھیں جھولیاں پتھر سے ان کی سنگ باری کو
نشانے دور سے کرنے لگے محبوب باری کو

جب پہاڑوں کا فرشتہ آیا

جب میں نے اپنے آپ کو ابن عبد یا لیل بن کلال کے سامنے پیش کیا (کہ میری بات سنو) اس نے انکار کر دیا میں بہت پریشان تھا قرن الشعالب مقام (چھوٹی سی پہاڑی اہل نجد کا میقات) پہ پہنچا میں نے سر اٹھا کر دیکھا ایک بادل کا ٹکڑا ہے جو مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے، میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرئیل ہیں مجھے کہہ رہے ہیں: اللہ نے اہل طائف کا آپ کے ساتھ معاملہ دیکھ لیا وقد بعث اللہ الیك ملك الجبال یہ پہاڑوں کا فرشتہ حاضر ہے اس نے بڑھ کر سلام کیا پھر عرض کیا: اللہ نے آپ کی قوم (اہل طائف) کی بات سن لی وانا ملك الجبال وقد بعثنی ربك الیك لتامرنی بامرك ان شئت ان اطبق علیھم الاخشبین ۔ میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں اللہ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے تاکہ آپ حکم کریں تو میں تعمیل کروں اب فرمائیں طائف شہر کے اوپر دو پہاڑ اٹھا کر پھینک دوں؟

آپ نے فرمایا: بل ارجوا ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ ولا یشرك به شیئا (متفق علیہ) نہیں بلکہ مجھے امید ہے اللہ انہی گندگی کے پلندوں میں سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو فقط اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

؎ یہ سن کر رحمۃ للعالمین نے فرمایا
کہ میں اس دہر میں قہر و غضب بن کر نہیں آیا

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا: میں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں لا لعانا زحمت بنا کر نہیں۔ ان حالات میں بھی اپنے رب کی ذات پر اس قدر بھروسہ کہ حضرت زید کو فرمایا: ان اللہ جاعل لما تریٰ فرجا ومخرجا ان اللہ مظہر دینہ و ناصر نبیہ (سیرت حلبیہ) اللہ کوئی راستہ ضرور نکالے گا اپنے دین کو غلبہ دے گا اور اپنے نبی کی مدد فرمائے گا۔

؎ نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

قانون قدرت

قانون قدرت ہے فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا (القرآن) ایک تکلیف کے ساتھ دو آسانیاں آتی ہیں کیونکہ یسر کو دونوں جگہ نکرہ لایا گیا اور نکرہ مکرر آئے تو دوسرا پہلے کا غیر ہوتا ہے جبکہ عسر کو دونوں جگہ معرفہ لایا گیا اور معرفہ مکرر آئے تو دوسرا پہلے کا عین ہوتا ہے جیسا کہ نورالانوار میں ہے:

اذا اشتدت بك البلوی ففکر فی الم نشرح
فعسر بین یسرین اذا فکرته فافرح

تکلیف آئے تو سورۂ الم نشرح میں غور کر ایک تنگی دو آسانیوں کے درمیان ہے جب یہ سمجھ لے گا تو خوش ہو جائے گا۔

فرمایا: اے محبوب پیارے! اگر طائف کا خونی سفر تو نے میرے دین کی خاطر کیا ہے جس میں تیرا استقبال پتھروں سے کیا گیا تو آ اب ایسا سفر بھی کر لے ان اللہ قد اشتاق الی لقائك یا رسول اللہ وہاں گندے لوگوں نے تیری بات نہیں سنی یہاں آ اپنے سوہنے مولیٰ سے کھل کر باتیں کر لے اگر وہاں پتھروں سے استقبال ہوا ہے تو یہاں

فرشتے تیرے استقبال کو کھڑے ہوں گے، حوریں تیری عظمت کے ترانے گائیں گی۔ اگر اس سفر میں تیری کسی نے نہیں مانی تو آ اپنے رب سے جو چاہے منوا لے۔ اگر تیرے دل میں خیال آئے کہ دس سال ہو گئے چند لوگ مسلمان ہوئے اگر یہی رفتار رہی تو قیامت کو نبیوں کے سامنے اپنی امت پہ کیسے فخر کروں گا تو آج آ کر جنت دیکھ لے جس کو تیری امت سے بھر دوں گا۔

قارئین کرام! یہ موضوع طویل اس لئے ہو گیا کہ میں نے کئی کتب سے سفر طائف کا خلاصہ اخذ کر کے ایک جمعہ میں بیان کیا تو بہت لطف آیا تو میں نے چاہا کہ اس کتاب میں یہ مضمون پورا لکھ دیا جائے۔ اس میں دینی مبلغ کے لئے بہت سبق ہے کہ ہم دین کا نام لیتے ہیں تو لوگ ہاتھ چومتے ہیں نذرانے دیتے ہیں۔ قربان ہو ہو جاتے ہیں۔ تو کیوں؟ صرف اس لئے کہ اس کے پیچھے ہمارے آقا کی محنت موجود ہے لہٰذا اگر دین کے راستہ میں کوئی تکلیف بھی آ جائے تو فوراً بددل نہ ہو جانا چاہئے بلکہ اپنے آقا کے سفر طائف کو سامنے رکھ لیں ہر تکلیف آسانی میں تبدیل ہو جائے گی۔

دیکھو حضور علیہ السلام اس بات کے مکلّف نہیں تھے کہ پہلوانوں کے ساتھ کشتیاں کر کے دین پھیلائیں اگر آپ کشتی نہ فرماتے رکانہ وغیرہ کے ساتھ تو کیا اللہ نے پوچھ گچھ کرنی تھی کہ کشتی کیوں نہیں کی۔ جو کام آپ کی ذمہ داریوں میں سے نہ تھے ان کو بھی ذمہ داریاں بنا لیا اور ہم نے ذمہ داریوں کو بھی بھلا دیا اسی لئے آج ننانوے فیصد مسلمان نماز نہیں پڑھ رہے اگر ہم میں سنت رسول کی پیروی کا سچا جذبہ ہو گا تو یقیناً کافر بھی مسلمان ہوں گے اور اگر صرف تقریر کرنے یا سننے کی حد تک ہی رہیں گے تو مسلمانوں کو بھی دین سے دور کر دیں گے۔ (شانِ مصطفیٰ بزبان مصطفیٰ، صفحہ 254-247)

زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کا عجیب تر واقعہ قبول اسلام

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ یوں ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: میں نے رخِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جملہ

علامات نبوت دیکھ لی تھیں۔ البتہ ابھی تک دو علامتیں نہ دیکھ پایا تھا۔ کتابوں میں ہے کہ آخر الزماں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہالت کی جگہ علم ہوگا اور جاہلوں کی سختیوں سے اس علم کا حلم مزید بڑھے گا۔

زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب رہنے لگا تاکہ یہ دو علامات بھی دیکھ سکوں۔ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے حجروں سے باہر تشریف لائے۔ اتنے میں ایک بدوی جو اونٹ پر سوار تھا آ پہنچا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فلاں قبیلہ اسلام لے آیا ہے میں نے انہیں بتلایا تھا کہ اسلام لانے سے رزق میں بے حد برکت ہوگی مگر وہ تو (اسلام لانے کے بعد) شدت قحط میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ڈر ہے کہ وہ بددل ہو کر اسلام چھوڑ دیں گے کیونکہ وہ ایک طمع پر اسلام میں آئے تھے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی کچھ مالی معاونت کریں تو یہ بہتر رہے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا وہ عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اب تو کچھ مال باقی نہیں رہا۔

زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں یہ سن کر قریب ہوا اور عرض کیا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ایسے ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں قبیلہ کے باغ میں مجھے کھجوریں بیچ دیں رقم اب لے لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے یہودی! میں ایک مدت تک کھجوریں دینے کا وعدہ کر کے تم سے بیع کرلوں گا مگر فلاں قبیلے کے باغ والی شرط نہ ہوگی۔

میں نے کہا: ٹھیک ہے بیچ دیں۔ چنانچہ میں نے اپنی پیسوں والی تھیلی کا منہ کھولا اور سونے کے اسی (80) مثقال گن کر پیش کر دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم اس بدوی کو تھماتے ہوئے فرمایا: لو جلدی جاؤ اور انہیں جا کر تقسیم کر دو۔

زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ابھی مدت مقررہ ختم ہونے میں دو تین دن رہتے تھے کہ

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ ایک انصاری مرد کے جنازہ کے لئے نکلے اور صحابہ بھی ساتھ تھے۔ جنازہ پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھنے لگے کہ اوپر سے میں آ گیا اور آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ہاتھ ڈال کر تہبند اور قمیص کو پکڑ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شدتِ غضب سے دیکھتے ہوئے بولا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میرا حق کب دو گے؟ بخدا! میں تم بنی عبدالمطلب کو شروع سے جانتا ہوں تم وقت پر وعدہ وفا نہیں کرتے۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے میری طرف دیکھا کہ ان کی آنکھیں شدت غضب سے گھوم رہی تھیں اور وہ کہنے لگے: او دشمن خدا! ہمارے سنتے دیکھتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سلوک کر رہا ہے؟ اس خدا کی قسم! جس نے ان جیسا رسول بھیجا اگر مجھے پاس ادب نہ ہوتا تو تیرا وجود اب تک سر سے بے نیاز ہو چکا ہوتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے وقار و طمانیت سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکراتے ہوئے گویا ہوئے: ''اے عمر! مجھے اور اس یہودی کو تمہاری اس گفتگو کی ضرورت نہ تھی۔ تمہیں چاہئے تھا کہ مجھے جلدی وعدہ وفا کرنے اور اسے نرم برتاؤ کرنے کے لئے کہتے۔ اب جاؤ اور اسے اس کا حق دے دو اور تم نے جو اسے عتاب کیا ہے اس کے عوض میں بیس صاع کھجور مزید دو۔''

زید کہتے ہیں: عمر رضی اللہ عنہ مجھے ساتھ لے گئے میرا حق دیا اور بیس صاع مزید ڈال دیئے۔ میں نے کہا: یہ اضافہ کس لئے؟ کہنے لگے: مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے کا حکم دیا ہے تاکہ تم پر میرے عتاب کا عوض ادا کیا جائے۔ میں نے کہا: آپ مجھے جانتے ہیں؟ کہنے لگے: نہیں! تم کون ہو۔ میں نے کہا: زید بن سعنہ رضی اللہ عنہ! پوچھنے لگے: یہودی عالم؟ میں نے کہا: ہاں یہودی عالم! کہنے لگے: پھر تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا رویہ کیوں اختیار کیا؟ میں نے کہا: اے عمر رضی اللہ عنہ! دراصل میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کو دیکھتے ہی تمام علامات نبوت پہچان لی تھیں صرف دو علامتوں کی تحقیق باقی تھی، جہالت کی جگہ علم اور جاہلوں کی ایذا رسانی پر حلم میں مزید

اضافہ۔اب میں نے یہ دونوں دیکھ لی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں خدا کی ربوبیت، اسلام کے سچا دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ایمان لے آیا اور آپ رضی اللہ عنہ کو گواہ بنا کر یہ بھی کہتا ہوں کہ میرے مال کا آدھا حصہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف ہے۔ کیونکہ میرے پاس کافی مال ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کچھ امت کا لفظ کہو کیونکہ تمہارا یہ صدقہ ساری امت کو پورا نہ آئے گا۔ میں نے کہا: ہاں کچھ امت۔ اس کے بعد ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور میں نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده و رسوله ۔

راوی کہتا ہے: اس کے بعد حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کئی جنگوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا اور غزوۂ تبوک میں داد شجاعت دیتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ خدا ان پر کروڑوں رحمتیں برسائے۔ (دلائل النبوۃ، صفحہ 107-106)

(34) ولادت رسول ﷺ سے پہلے کئی لوگوں نے حصول نبوت کے لالچ میں اپنے بچوں کا نام محمد رکھا تھا

ابوسریہ بن خلیفہ کہتے ہیں میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا: تمہارے باپ نے تمہارا نام محمد کیوں رکھا؟ وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا: میرے باپ نے مجھے بتلایا تھا کہ میں اور سفیان بن مجاشع اور یزید بن عمر بن ربیعہ اور اسامہ بن مالک، ابن جفنہ کے پاس گئے۔ جب ہم قریب پہنچے تو وہاں کچھ درخت اور ایک کنواں دکھائی دیا۔ ہم نے کہا: ہم یہاں غسل کر لیتے ہیں اور کپڑوں سے سفر کا غبار اتار لیتے ہیں۔ پھر آگے چلیں گے۔

چنانچہ ہم وہاں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ وہاں ایک گرجے کا راہب ہماری طرف آ نکلا اور کہنے لگا: میں ابھی ایسی گفتگو سن رہا تھا کہ جو ہمارے علاقہ سے تعلق نہ رکھتی تھی اس لئے ادھر آ نکلا کہ دیکھوں کون آیا ہے۔ تو تم کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا: ہم مضر سے تعلق رکھتے ہیں اس نے پوچھا: مضر کے کس قبیلے سے؟ ہم نے کہا: خندف سے۔ کہنے لگا: کچھ ہی عرصہ بعد تم میں ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے تم اس کی غلامی کرو گے تو سعادت پاؤ گے۔ ہم نے پوچھا: اس کا نام کیا ہوگا؟ کہنے لگا: ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) بعد ازاں ہم ابن جفنہ کے پاس آئے۔ اپنا کام مکمل کیا اور لوٹے۔ ہم میں سے ایک کے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور سب نے اس کا نام ''محمد'' رکھا۔

آپ کی بعثت کے متعلق کاہنوں اور شاہانِ ارض کی پیش گوئیاں

شاہِ یمن در ثناء ماہ مدن رسول زمن (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۴۷) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سیف بن ذی یزن کا یمن پر قبضہ ہوا تو اس نے وہاں سے اہل حبشہ کو مار بھگایا۔(۱)

یہ واقعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے دو سال بعد کا ہے تو عرب کے سرداران وشعراء وفد در وفد اسے مبارک باد دینے پہنچے۔قریش کا وفد بھی آ گیا جن میں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی امیہ بن عبد شمس، عبداللہ بن جدعان، خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ، وہیب بن عبد مناف بن زہرہ اور دیگر کچھ سردارانِ قریش بھی تھے۔

یہ لوگ (یمن کے پایہ تخت) صنعا پہنچے۔سلطان اس وقت اپنے محل کی چھت پر تھا جسے غمدان کہتے ہیں۔وفد نے اذان دخول مانگا اور سلطان کے سامنے پیش ہو گئے۔اس وقت اس نے بدن پر عبیر (ایک خوشبو) لگا رکھی تھی اور سر سے خوشبو کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔دائیں بائیں کئی سلاطین وقت، شہزادے اور امراء بیٹھے تھے۔عبدالمطلب نے اذن کلام چاہا۔سلطان سیف نے کہا اگر تم شہنشاہوں کے درباروں میں بات کرنے کا سلیقہ رکھتے ہو تو تمہیں اجازت دی جاتی ہے۔عبدالمطلب گویا ہوئے اے شاہ! اللہ نے آپ کو نہایت بلند و بالا مقام عطا کیا ہے اور آپ کا نسب سب سے بہتر بنایا ہے۔جس کا اصل مضبوط ہے اور شاخ نہایت بلند۔آپ کی کبھی برائی نہ ہو۔آپ عرب کا افتخار اور بہار ہیں جو ہر طرف خیر لاتی ہے۔آپ عرب کا سر ہیں جو جھکنے سے نا آشنا ہے۔عرب کا ستون ہیں جس پر عرب کا مدار ہے۔آپ وہ پناہ گاہ ہیں جہاں لوگ اطمینان پاتے ہیں۔

آپ کے آباء ہمارے لئے بہترین سلف (گزشتہ لوگ) تھے۔اور آپ ہمارے لئے ان کے بہترین خلف (پچھلے لوگ) ہیں۔وہ خاندان مٹ نہیں سکتا جس کے لئے آپ جیسے خلف (پچھلے لوگ) ہوں اور اس خاندان کا ذکر کبھی پارینہ نہیں ہو سکتا جس کے آپ جیسے سلف ہوں۔

اے شاہ یمن! ہم اہل حرم الٰہی ہیں۔ خدام حرم ہیں۔ ہمیں ایک مسرت یہاں لے آئی ہے۔ کیونکہ آپ نے ہماری ایک مستقل پریشانی ختم کردی ہے (حبشی اقتدار کا خاتمہ کردیا ہے) ہم مبارک بادی دینے والا وفد ہیں۔ کچھ مانگنے والا نہیں۔

سیف نے کہا: اے متکلم! اہل حرم میں سے تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا: میں عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہوں۔ وہ کہنے لگا: ہماری بہن کا بیٹا؟

کہا: ہاں! چنانچہ شاہ نے آپ کو قریب کرلیا اور وفد کی طرف متوجہ ہو کر بولا: بہت خوش آمدید۔ ہم آپ لوگوں کی بہتر سے بہتر میزبانی کریں گے اور اچھا نوازیں گے۔ آپ ہمارے دن رات کے مالک ہیں جب تک آپ ٹھہریں گے عزت وافزائی ہوگی اور واپسی پر ہماری نیک تمنائیں آپ لوگوں کے ساتھ ہوں گی۔ اب آپ لوگ دارالضیافت (سرکاری گیسٹ ہاؤس) میں تشریف لے چلیں۔ ساتھ ہی اس نے مہمانوں کے لئے ضروری امر کردیا۔

یہ لوگ وہاں ایک مہینہ ٹھہرے۔ شاہ نے انہیں اپنے پاس بلایا نہ واپس جانے کی اجازت دی۔ ایک مہینہ بعد اسے مہمانوں کا فکر لاحق ہوا تو اس نے انہیں بلایا اور عبدالمطلب کو اپنے قریب کرلیا اور خوش آمدید کہا۔ پھر وہ گویا ہوا: اے عبدالمطلب! میں تمہیں ایک راز منتقل کرنے لگا ہوں کوئی اور ہوتا تو اسے یہ نہ بتلاتا مگر میں نے تمہیں اس کا امین پایا ہے تو یہ راز تمہارے پاس محفوظ رہنا چاہئے۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ ظاہر کردے۔ کیونکہ وہ اپنے امر پر غالب ہے۔ میں نے خفیہ کتاب اور مخزون علم میں پڑھا ہے جو صرف ہمارے خاندان کے لئے ہے کوئی اور اسے نہیں پا سکتا کہ ایک عظیم بھلائی ظاہر ہونے والی ہے جو بعض لوگوں کے لئے بڑا خطرہ بھی ہوگی۔ اس میں حیات انسانی کے لئے شرافت وفضیلت کا خزانہ ہوگا۔ تمہارے وفد کے لئے عموماً اور تمہارے لئے خصوصاً۔ عبدالمطلب کہنے لگے: آپ جیسا بادشاہ ہمیشہ صاحب مسرت وخیر رہے۔ وہ بھلائی کیا ہے۔ آپ پر ہم جیسے بادیہ نشین گروہ در گروہ قربان ہوں؟

قال اذا ولد بتهامة غلام به علامة بين كتفيه شامة كانت له الامامة ولكم به الزعامة ۔

''شاہ نے کہا: جب مکہ میں وہ بچہ پیدا ہوگا جس کے دونوں کندھوں کے درمیان علامت (مہر نبوت) ہوگی۔ اس کے لئے امامت ہوگی اور اس کی برکت سے تمہاری کرامت تا قیامت ہوگی۔''

عبدالمطلب کہنے لگے: آپ برائی سے دور رہیں میں سمجھ رہا ہوں کہ ہمارا وفد نہایت خوش بخت ہے اور ہم ہر وہ کچھ لے کر لوٹیں گے جو ایک کامیاب وفد کا حصہ ہوتا ہے۔ اگر جلالت سلطان مانع نہ ہو تو میں اس کی کچھ وضاحت چاہوں گا تاکہ میری مسرت میں مزید اضافہ ہو۔ شاہ نے کہا: وہ بچہ پیدا ہونے والا ہے یا ہو چکا ہے۔ ''اسمه محمد صلى الله عليه وسلم'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام ہے۔ ''محمد صلى الله عليه وسلم بين كتفيه شامة اس کے کندھوں کے درمیان ایک علامت ہے اس کے والدین فوت ہو جائیں گے۔ دادا اور چچا اس کی پرورش کریں گے۔ ہم نے یہ پیش گوئی بار ہا پڑھی ہے۔

''اللہ اسے روز روشن کی طرح ظاہر کرے گا اور ہمیں اس کا خادم و ناصر کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اپنے اولیاء کو معزز اور دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔ دشمن اپنی عزت کھو بیٹھیں گے اور ان کی عالی نسب عورتیں مباح کر لی جائیں گی۔ رحمٰن کی عبادت ہوگی، شیطان ذلیل ہوگا۔ آگ بجھ جائے گی، بت ٹوٹ جائیں گے۔ اس کا فیصلہ تقدیر الٰہی اور اس کا حکم سراپا عدل ہوگا۔ نیکی کا حکم دے گا اور اسے خود کرے گا، برائی سے روکے گا اور اس سے خود باز رہے گا۔

عبدالمطلب کہنے لگے: اے شاہ یمن! آپ کے پڑوسی معزز ہیں۔ آپ کی ہر کوشش کامیاب اور شان بلند رہے۔ عمر لمبی ہو اور ملک ہمیشہ قائم رہے۔ کیا بادشاہ مزید وضاحت کر سکتا ہے؟ سیف نے کہا: غلاف والے کعبہ کی قسم! جس کی شہرت دور دور تک

ہے۔اے عبدالمطلب !اس بچے کے دادا تو تم ہو۔اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔عبدالمطلب یہ سن کر سجدے میں گر گئے۔شاہ نے کہا: سر اٹھائیں تمہارا سینہ ٹھنڈا ہے کیا میری ذکر کردہ علامات تم میں موجود ہیں۔

عبدالمطلب کہنے لگے: ہاں اے بادشاہ! میرا ایک بیٹا تھا جس کے ساتھ مجھے بے حد پیار تھا۔ میں نے اسے اپنی قوم کی ایک عالی نسب عورت آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ رضی اللہ عنہا سے بیاہ دیا۔اس سے لڑکا پیدا ہوا میں نے اس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔اس کے ماں باپ مر گئے۔ میں نے اور اس کے چچا نے اس کی پرورش کی۔اس کے کندھوں کے درمیان ایک نشانی ہے اور وہ آپ کی ذکر کردہ جملہ علامات کا حامل ہے۔

سیف نے کہا: اپنے بیٹے کی حفاظت کرو اسے یہودیوں سے بچاؤ۔اگرچہ اللہ تعالیٰ یہود کو اس تک پہنچنے نہیں دے گا۔میرا یہ راز اپنے ساتھی وفد سمیت کسی پر ظاہر نہ کرنا ممکن ہے ان کے دلوں میں حسد در آئے کہ ریاست تمہیں حاصل ہونے والی ہے۔پھر یہ لوگ اس کے لئے مصائب کھڑے کریں گے۔اس کے خلاف سازش کریں گے۔اگر موت مجھے ہلاک کرنے والی نہ ہوتی تو میں اپنے پیادے اور سوار لے کر چلتا اور یثرب کو پایہ تخت بنا لیتا۔کیونکہ میں نے اس بولتی کتاب میں پڑھا ہے کہ اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار بھی یثرب میں ہوگا اور مزار بھی یثرب میں۔اگر میرا مقصد یہ نہ ہوتا کہ اسے آفات زمانہ سے محفوظ رکھا جائے تو میں عرب کے چپے چپے پر اس کا چرچا کر دیتا اور نوعمری میں ہی اس کا ذکر بلند ہو جاتا۔مگر میں یہ کام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

بعد ازاں شاہ یمن نے ہر فرد کو سو اونٹ، دس غلام، دس لونڈیاں، دس رطل چاندی، پانچ رطل سونا اور عنبر سے بھرا ہوا ایک ایک برتن دیا۔جبکہ عبدالمطلب کے لئے اس سے دس گنا زیادہ ہدیہ جاری کیا اور وہ چلتے ہوئے عبدالمطلب سے کہنے لگا: یہ سال ختم ہونے پر مجھے اس بچہ کی خبر لا کر دینا۔مگر سال ختم ہونے سے قبل ہی سیف داعی اجل کو لبیک کہہ

گیا۔ عبدالمطلب اپنی قوم قریش سے کہا کرتے تھے: اے قریش! تم میں سے کوئی شخص مجھ پر اس لئے رشک نہ کرے کہ شاہ یمن نے مجھے بہت نوازا تھا۔ یہ مال تو ختم ہونے والی چیز ہے بلکہ مجھے اس شرافت کی مبارک باد دو جو ہمیشہ باقی رہے گی اور جب پوچھا جاتا کہ وہ شرافت کیا ہے تو آپ جواب دیتے کہ وہ ضرور ظاہر ہو کر رہے گی خواہ اسے کچھ وقت لگے۔

(35) آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب کا عجیب و غریب خواب

ابو جہم، ابو طالب سے اور وہ عبد المطلب سے روایت کرتے ہیں کہتے ہیں: میں حرم کعبہ میں محو خواب تھا میں نے ایک دہشت ناک خواب دیکھی اور نہایت خوف میں مبتلا ہو گیا۔ میں قریش کی ایک کاہنہ عورت کے پاس گیا۔ میں نے کمبل اوڑھ رکھا تھا اور میری زلفیں کندھوں میں لٹک رہی تھیں (پراگندہ حال تھیں) کاہنہ نے میرے چہرے سے افسردگی محسوس کر لی میں ان دنوں اپنی قوم کا سردار تھا۔ کہنے لگی: ہمارے سردار کا کیا حال ہے اور چہرے کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے۔ کوئی حادثہ تو نہیں ہو گیا؟ میں نے کہا: ہاں!

ان دنوں لوگوں کی عادت یہ ہوتی تھی کہ ہر آنے والا شخص سوال کرنے سے قبل اس کاہنہ کا دایاں ہاتھ چومتا اور پھر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اپنا مدعا بیان کرتا۔ مگر میں نے اپنے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسا نہیں کیا اور سیدھا بیٹھ گیا۔ میں نے کہا: آج رات میں نے حرم کعبہ میں سوتے ہوئے خواب دیکھا ہے کہ زمین سے ایک درخت نمودار ہوا جس کا سر آسمان تک جا پہنچا اور ٹہنیاں مشرق و مغرب تک پھیل گئیں۔ وہ درخت سورج سے ستر گنا زیادہ روشن و منور تھا۔ پھر کیا دیکھتا ہوں کہ سب عرب و عجم اسے سجدہ کر رہے ہیں اور اس کا نور مسلسل بڑھتا جا رہا ہے۔ میں نے دیکھا قریش کے کچھ لوگ اس کی ٹہنیوں سے لٹک گئے اور قریش ہی کے کچھ لوگ اس درخت کو کاٹنے کے لئے لپکے۔ لیکن جب قریب ہوئے تو ایک نہایت حسین نوجوان نے جس سے بڑھ کر میں نے

خوبصورت اور بہتر خوشبو والا کوئی نوجوان نہیں دیکھا، انہیں مار بھگایا۔ ان کی پسلیاں توڑ دیں اور آنکھیں باہر نکال دیں۔ میں نے بھی ہاتھ بڑھایا کہ اس کی کسی ٹہنی کو تھام لوں مگر اس نوجوان نے مجھے روک دیا۔ میں نے کہا: کس کا نصیب ہے؟ کہنے لگا: انہی کا نصیب ہے جو اس سے لٹک گئے ہیں اور تم سے سبقت لے جا چکے ہیں۔ میں گھبرا کر خواب سے بیدار ہو گیا۔ عبدالمطلب کہتے ہیں: یہ سنتے ہی کاہنہ کا چہرہ زرد پڑھنے لگا اور وہ یوں گویا ہوئی:

لئن صدقت ليخرجن من صلبك رجل يملك المشرق والمغرب ويدين له الناس ۔

''اگر تمہاری خواب سچی ہے تو تمہاری پشت سے وہ شخص پیدا ہوگا جس کی حکومت مشرق ومغرب تک ہوگی اور لوگ اس کے دین پر چلیں گے۔''

عبدالمطلب نے یہ سن کر ابو طالب کے متعلق کہا: شائد وہ یہ ہو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو ابو طالب کہا کرتے تھے: قسم بخدا! وہ درخت ابو القاسم الامین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شکل میں نمودار ہوا ہے۔ اس پر انہیں کہا جاتا کہ پھر تم ایمان کیوں نہیں لے آتے؟ تو وہ کہتے: قریش مجھے گالیاں دیں گے اور شرم دلائیں گے۔

(36) زید بن عمرو بن نفیل کی زندگی انتظار رسول ﷺ میں گزر گئی

عامر بن ربیعہ عدوی سے روایت ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل سے میری مکہ سے باہر ملاقات ہوئی۔ وہ غار حرا میں نماز پڑھنے جا رہے تھے۔ اس وقت ان کی اپنی قوم سے مخالفت کھل کر سامنے آ گئی تھی۔ کیونکہ وہ ان کے بتوں اور بت پرستی سے سخت بیزار تھے۔ زید بن عمر کہنے لگے: اے عامر! مجھے اپنی قوم سے سخت مخالفت ہے میں ابراہیم خلیل اللہ اور ان کے بیٹے اسماعیل علیہما السلام کے دین پر کاربند ہوں انہی کی طرح اس قبلہ کو رخ کر کے نماز پڑھتا ہوں۔

فانا انتظر نبیا من ولد اسماعیل من بنی عبدالمطلب اسمه احمد

''میں اس نبی کا منتظر ہوں جو اولاد اسماعیل علیہ السلام میں بنی عبدالمطلب سے ظاہر ہوگا اور نام نامی اسم سامی ''احمد صلی اللہ علیہ وسلم'' ہوگا۔''

اے عامر! میں ان کا زمانہ نہ پاسکوں گا مگر میں ان پر ایمان لاتا ہوں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کی نبوت پر گواہی دیتا ہوں اگر تم سے زندگی وفا کرے اور تم اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھو تو انہیں میرا اسلام عرض کر دینا۔

اے عامر! میں تجھے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بتلا دیتا ہوں تا کہ تم پر بات مخفی نہ رہے۔ میں نے کہا: فرمائیے! تو وہ کہنے لگے: یہ زیادہ پست قامت ہوں گے نہ

زیادہ دراز قد۔ بال زیادہ گھنے ہوں گے نہ زیادہ کم، ان کی آنکھوں میں ہمیشہ سرخی رہا کرے گی، دونوں کندھوں کے مابین مہر نبوت ہوگی۔ نام احمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا، اسی شہر مکہ میں ان کی ولادت اور بعثت ہوگی پھر ان کی قوم انہیں یہاں سے نکال دے گی کیونکہ وہ ان کے دین کو نہ مانیں گی۔ یوں وہ یثرب کو ہجرت کر جائیں گے وہاں ان کا دین خوب پھیلے گا۔ اے عامر! ان سے دھوکہ مت کرنا کیونکہ میں دین ابراہیمی کی تلاش میں ہر ملک میں گیا ہوں اور جس بھی یہودی، عیسائی سے سوال کیا اس نے مجھے یہی جواب دیا کہ یہی دین تمہارے بعد آنے والا ہے اور اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وہی صفات سب نے بیان کیں جو میں نے تمہیں بتلائی ہیں اور سب کا یہی کہنا تھا کہ اس کے علاوہ کوئی نبی باقی نہیں رہ گیا۔

عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس دن سے میرے دل میں اسلام کی عظمت بیٹھ گئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا۔ میں اس وقت اپنی قوم میں ذمہ دار شخص سمجھا جاتا تھا۔ ہماری قوم تعداد میں قریش سے کہیں کم تھیں اس لئے میں کھل کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل نہ ہوسکا۔ البتہ دل میں اسلام لے آیا۔ بعد ازاں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زید بن عمرو بن نفیل کا پیغام پہنچایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا: میں نے اسے جنت میں دیکھا ہے کہ دامن گھسیٹتے (خراماں خراماں) چل رہا ہے۔

(37) شاہ روم اور ذکر نبی معصوم ﷺ

محمد بن اسحاق نے بعض اہل علم سے روایت کی کہ جب حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لے کر ہرقل شاہ روم کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا: خدا تمہارا بھلا کرے۔ بخدا! میں جانتا ہوں کہ تمہارے صاحب نبی و مرسل ہیں یہی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کا ہمیں انتظار تھا۔ ہماری کتابوں میں انہیں کا تذکرہ ہے۔ مگر اہل روم سے میری جان خطرے میں ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں ان کی اطاعت کرتا۔

تم صنغاطر پادری کے پاس جا کر اپنی بات کہو بخدا! وہ روم میں مجھ سے زیادہ معظم ہے اور لوگوں کے ہاں اس کی بات مجھ سے زیادہ معتبر ہے میں دیکھتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور اسے ہرقل کی طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آوردہ پیغام بتلایا۔ صنغاطر کہنے لگا: قسم بخدا! یہی تو وہ نبی مرسل ہیں ہمیں ان کی صفات معلوم ہیں۔ ہماری کتب میں ان کا نام لکھا ہے یہ کہہ کر اس نے اپنے سیاہ کپڑے اتار کر سفید کپڑے (بطور کفن) پہنے اور اپنا موٹا عصا پکڑے کنیسہ میں اہل روم کے پاس گیا اور کہا: اے گروہ روم! ہماری طرف حضرت احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خط آیا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دی گئی ہے تو میں کہتا ہوں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ یہ سنتے ہی سب عیسائی پادری اس پادری پر یک لخت پل پڑے اور اس قدر مارا کہ قتل کر دیا۔ حضرت دحیہ رضی اللہ عنہ واپس ہرقل کے پاس آئے اور اسے سارا ماجرا سنایا۔ کہنے لگا: میں نے پہلے کہا تھا کہ ہمیں اپنی جانوں کا خطرہ ہے۔ صنغاطر کا مقام مرتبہ اور اس کے فیصلے کا اعتبار مجھ سے زیادہ تھا۔

(38) فاروقی لشکر سے وصی عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا عجیب واقعہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فاتح ایران حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پیغام بھجوایا کہ نضلہ بن معاویہ انصاری رضی اللہ عنہ کو کچھ فوج دے کر عراقی شہر حلوان کی فتح کے لئے روانہ کیا جائے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً نضلہ رضی اللہ عنہ کو چار سو گھڑ سوار دے کر بھیج دیا۔ یہ لوگ حلوان پہنچے اور اس کے آس پاس کے علاقہ پر حملہ کر کے اسے فتح کر لیا۔ ظہر کے وقت انہوں نے مال غنیمت اور گرفتار افراد کو ایک پہاڑ کے دامن میں رکھا اور کھڑے ہو کر اذان کہنا شروع کر دی۔

جب اللہ اکبر کہا تو ایک آواز آئی پہاڑ میں سے کوئی جواب دے رہا تھا: اے نضلہ رضی اللہ عنہ! تم نے اللہ تعالیٰ کی خوب بڑائی ظاہر کی۔

جب نضلہ رضی اللہ عنہ نے

اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہ و رسولہ

کہا تو جواب آیا: تمام ساکنان ارض و سما یہی گواہی دیتے ہیں جب انہوں نے **اشھد ان محمد رسول اللہ** کہا: تو جواب میں یہ آواز آئی: یہ نبی مبعوث ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔

جب **حی علی الصلوٰۃ** کہا تو جواب دینے والا کہہ رہا تھا: نماز کی طرف آنے والے اور اسے ہمیشہ قائم رکھنے والے کے لئے مبارکباد ہے۔ جب **حی علی الفلاح**

کہا تو جواب دینے والے نے یہ جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر سر تسلیم خم کرنے والا کامیاب ہو گیا۔

اسی میں آپ کی امت کی بقا ہے۔ جب اذان سے فارغ ہوا تو ہم سب لوگ کھڑے ہو گئے اور آواز دی: تم کون ہو اللہ تم پر رحمت کرے۔ کہنے لگے: ہم اللہ، اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا لشکر ہیں۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک بوڑھا آدمی نمودار ہوا اس نے صوف کے دو کپڑے پہن رکھے تھے۔ چکی کے دہانے جیسا اس کا سر تھا۔ ہم نے کہا: تم کون ہو؟ اللہ تم پر رحم کرے۔ کہنے لگا: میں زریب بن برثملا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وصی (ان کے پیغام کا حامل) ہوں انہوں نے ہی مجھے اس پہاڑ میں بٹھا کر میرے لئے طویل عمر کی دعا کی تھی تا آنکہ آپ آسمان سے اتریں گے آخر زمانہ میں آسمان سے اتر کر صلیب توڑ دیں گے۔ خنزیر قتل کریں گے اور نصاریٰ کے خود ساختہ دین سے اظہار بیزاری کریں گے۔ میں اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات نہیں کر سکا تاہم تم لوگ میری طرف سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سلام پہنچانا اور میرا پیغام دینا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ! لوگوں کو راہ حق پر گامزن اور حق سے قریب تر رکھو کہ قیامت قریب ہے اور جب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ امور ظاہر ہو جائیں تو بھاگ جانا بہتر ہو گا۔

وہ امور یہ ہیں: جب مرد، مردوں سے اور عورتیں، عورتوں سے خواہش پوری کریں گی۔ لوگ اپنا نسب بدل لیں گے۔ بڑے چھوٹوں پر رحم اور چھوٹے بڑوں کا ادب نہیں کریں گے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام ختم ہو جائے گا۔ علماء محض درہم و دینار جمع کرنے کے لئے علم پڑھائیں گے۔ بارش ہو گی کچھ فائدہ نہ ہو گا اولاد غالب آ جائے گی۔ مسجدوں کے مینار بہت بلند کئے جائیں گے۔ مساجد خوبصورت ہوں گی (مگر دل یاد الٰہی سے خالی ہوں گے) مضبوط عمارتیں بنا کریں گی۔ لوگ دنیا کے بدلے دین بیچ دیں گے۔ رشتے کٹ جائیں گے، شریعت بک جائے گی۔ آدمی اپنے گھر سے نکلے گا تو

اس سے بہتر لوگ کھڑے ہو کر اسے سلام کہیں گے (دولت کو سلام ہوگا) شرمگاہیں کجاووں پر سوار ہوں گی (زنا عام ہوگا) یہ وقت قرب قیامت کا ہوگا۔ یہ کہہ کر وہ بوڑھا غائب ہوگیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فتح حلوان، وہاں کے مال غنیمت اور نضلہ کی وصی عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی تفصیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھ بھیجی۔ آپ نے سعد رضی اللہ عنہ کو جواب میں لکھا کہ تم مہاجرین وانصار صحابہ کو ساتھ لے کر فوراً اس پہاڑ پر پہنچو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتلایا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ میں سے ایک شخص اس پہاڑ پر رہتا ہے۔ حضرت سعد چار ہزار مہاجرین وانصار کو لے کر وہاں پہنچے اور چالیس دن تک اذانیں دیتے رہے مگر کوئی جواب نہ آیا۔

(39) عرب کا ایک درویش خدامست ظہور اسلام کی بشارت دیتا رہا

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب وفد ایاد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ نے ان سے پوچھا: تم میں سے کوئی شخص قس بن ساعدہ ایادی کو جانتا ہے؟ کہنے لگے: یارسول اللہ! ہم سب اسے جانتے ہیں۔ فرمایا: اس کا کیا حال ہے؟ وفد نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ فوت ہو گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمانے لگے: اللہ قس بن ساعدہ پر رحمتیں نازل کرے میں اسے بھلا نہ سکوں گا یوں لگتا ہے کہ میں آج بھی اسے بازار عکاظ میں دیکھ رہا ہوں۔ جب وہ ذی القعدہ میں اپنے بادامی رنگ والے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور لوگوں سے نہایت میٹھی کلام کے ساتھ مخاطب ہوا۔

اے لوگو! آؤ سنو اور یاد رکھو ہر زندہ مر کر رہا ہے ہر مرنے والا فنا ہو گیا۔ جو فیصلہ ہو چکا وہ پورا ہو کر رہے گا۔ رات سیاہ ہے، آسمان برج دار ہے، سمندر طغیانی میں آتے رہیں گے، ستارے جھلملاتے رہیں گے، بارش ہوتی رہے گی، زمین سبزہ اگلتی رہے گی، مرد و عورت باپ ماں کا روپ دھارتے رہیں گے، موت و حیات کا سلسلہ جاری رہے گا، روشنی اور سایہ کا ساتھ قائم رہے گا، نیکی اور بدی کی جنگ جاری رہے گی، لباس، سواری اور کھانے پینے کی نعمتیں بٹتی رہیں گی، آسمان اپنی بلندی میں کسی کارساز کی خبر دے رہا ہے، زمین اپنی بناوٹ میں کسی مدبر کا پتہ دے رہی ہے، فرش بچھا ہے، چھت قائم ہے،

ستارے متحرک ہیں، سمندر موجوں پر ہیں، قس سچی قسم اٹھاتا ہے اللہ کا دین ایک دین ہے جو اسے تمہارے دین سمیت ہر دین سے محبوب تر ہے۔ کیا وجہ ہے میں دیکھتا ہوں کہ جو لوگ چلے جاتے ہیں واپس نہیں آتے۔ جہاں گئے تھے وہیں ان کا دل لگ گیا ہے یا یونہی سوئے پڑے ہیں کہ کچھ خبر ہی نہیں۔

پھر وہ کہنے لگا: قس سچی قسم اٹھاتا ہے جس میں جھوٹ نہیں اللہ کا دین زمین پر قائم باقی ہے تمام ادیان سے پیارا ہے۔ اس کا وقت آ گیا ہے خوش قسمت ہے جو اس کی پیروی کرے گا اور بد بخت ہے جو اس کی مخالفت کرے گا۔ پھر اس نے یہ شعر کہے:

فی الذاھبین لاولین من القرون لنا بصائر ۔

گزشتہ زمانوں میں فنا ہو جانے والے پہلے لوگوں میں ہمارے لئے عبرت کا ساماں ہے۔

لما رایت موارد اللموت لیس لھا مصادر ۔

جب میں دیکھتا ہوں کہ موت وہاں آ دھمکی جہاں اس کے آنے کا تصور بھی نہیں تھا۔

و اذ رایت قومی نحوھا تمضی الاصاغر والاکابر ۔

اور میں دیکھتا ہوں کہ میری قوم کے سب چھوٹے بڑے راہ مرگ پر گامزن ہیں۔

لا یرجع الماضی الی ولا من الباقین غابر ۔

کوئی جانے والا میری طرف لوٹ کر نہیں آتا اور نہ ہی زندہ رہ جانے والوں میں سے کوئی موت سے آزاد رہ سکے گا۔

ایقنت انی لا محالة حیث صار القوم صائر ۔

تو مجھے یقین ہو گیا کہ یقیناً میرا بھی وہی حشر ہونے والا ہے جو دوسروں کا ہو چکا ہے۔

اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ قس بن ساعدہ پر رحمت فرمائے۔

مجھے امید ہے کہ روز قیامت ہمارا اور اس کا دین ایک ہوگا۔

محمد بن احمد بن حسن کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر ایک شخص جلدی میں اٹھا اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک دن ہم کھیل کود میں شامل تھے کہ اتنے میں قس بن ساعدہ پہاڑ سے اتر کر ہمارے پاس وادی میں آ گیا اس نے کپڑے کا ایک پلہ بطور تہبند باندھ رکھا تھا اور دوسرا بطور چادر کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا پکڑے ایک چشمہ پر آ کر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا: رب سماوات کی قسم! جس نے آپ کو سچا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بنایا۔ میں نے خود دیکھا کہ طاقتور پرندے اور جانور پیچھے ہٹ گئے اور کمزور جانوروں نے بڑھ کر پانی پینا شروع کیا۔ جب وہ پی چکے تو میں پہاڑ کے ایک دہانے سے اتر کر اس کے پاس آ گیا کیا دیکھتا ہوں وہ قبروں کے درمیان نماز پڑھ رہا ہے میں نے کہا: تمہاری صبح اچھی ہو یہ کونسی نماز ہے جس سے اہل عرب نا آشنا ہیں؟ کہنے لگا: میں نے اسے آسمان کے رب کے لئے پڑھا ہے میں نے کہا: لات و عزیٰ کے سوا بھی کوئی آسمان کا رب ہے؟ اس نے کچھ جنبش کی پھر کہا: اے ایادی بھائی میری بات یاد رکھو آسمان کا رب بڑی عظمت والا ہے جس نے اسے ٹھیک طور پر پیدا کیا اسے ستاروں کی زینت بخشی، چمکتے چاند اور سورج سے منور کیا۔ رات کو تاریک اور دن کو روشن بنایا۔ (الحدیث)

(40) گوشت کے ایک لوتھڑے جیسا ''انسان'' آمد رسول ﷺ کی بشارت دیتا ہے

عبداللہ بن ذہیلی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا کہنے لگا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم علیہ السلام میں سطیح جیسا کوئی انسان نہیں بنایا۔ آپ نے فرمایا: ہاں! اللہ نے سطیح غسانی کو گوشت کا ایک لوتھڑا بنایا تھا اسے کھجوروں کی ٹہنیوں سے بنی ہوئی ایک چٹائی پر ڈال کر جہاں وہ چاہتا لے جاتا تھا۔ اس کے وجود میں ہڈی تھی نہ پٹھا، کھوپڑی تھی نہ ہاتھ اسے سر سے پاؤں تک ایک کپڑے میں لپیٹ دیا جاتا۔ زبان کے علاوہ اس کے وجود کا کوئی حصہ حرکت نہ کرتا تھا جب اس نے مکہ آنے کا ارادہ کیا تو اسے چٹائی پر ڈال کر لایا گیا۔ چنانچہ چار قریشی مرد عبد شمس اور ہاشم (عبد مناف کے بیٹے) حوص بن مہر اور عقیل ابی وقاص اسے آزمانے کے لئے اپنا نسب بدل کر اس کے پاس آئے۔ کہنے لگے: ہم بنو جمع سے تعلق رکھتے ہیں ہمیں تمہارے آنے کی اطلاع ملی تو ہم تمہاری ملاقات کو چلے آئے۔ یہ ہمارا اخلاقی فرض تھا۔ پھر عقیل نے ہندی تلوار اور دینی برچھا بطور ہدیہ پیش کیا جسے بیت الحرام کے دروازے پر رکھ دیا گیا تا کہ معلوم کریں کہ سطیح کو ان کی خبر ہوتی ہے یا نہیں۔ سطیح کہنے لگا: عقیل! مجھے اپنا ہاتھ دکھاؤ۔ اس نے ہاتھ آگے کیا تو وہ کہنے لگا: اے عقیل! قسم ہے راز جاننے والے اور گناہ معاف کرنے والے کی اور قسم ہے پورا ہونے والے وعدے اور حضرت ابراہیم کے تعمیر کردہ کعبہ کی۔ تم میرے پاس ہندی تلوار اور دینی برچھے

کا تحفہ لائے ہو۔ کہنے لگے: سطیح! تم نے سچ کہا۔
سطیح نے کہا: قسم ہے اس کی جو خوشی لاتا قوس قزح بناتا، سبک خرام وروشن گھوڑے پیدا کرتا اور خشک وتر خرما ونخل اگاتا ہے۔ کوا جدھر اڑا برکت لایا اور یہ خبر لایا کہ آنے والے لوگ بنو جمع سے نہیں پتھریلی زمین مکہ میں آباد قریش سے ہیں۔ انہوں نے کہا: سطیح! تم نے سچ کہا ہم بیت الحرام کے رہنے والے ہیں۔ تمہارے علم کا شہرہ سن کر تمہاری ملاقات کو بے تاب ہو گئے۔ ہمیں بتلاؤ کہ ہمارے دور میں اور اس کے بعد کیا ہونے والا ہے۔ شائد تمہیں اس کی خبر ہو۔ کہنے لگا: اب تم نے سچ کہا تو اللہ نے جو مجھ پر الہام کیا ہے مجھ سے لے لو۔ اے اہل عرب! تم بڑھاپے کے دور میں ہو۔ تمہاری اور عجم کی ایک جیسی بصیرت ہے۔ تمہارے پاس علم ہے نہ فہم۔ تمہارے بعد اہل فہم لوگ آرہے ہیں جو کئی علوم کے حامل ہوں گے وہ بتوں کو توڑتے اور عجم کو قتل کرتے ہوئے روم تک جا پہنچیں گے۔ قریشی لوگوں نے کہا: سطیح! یہ لوگ کون ہوں گے؟ کہا: قسم ہے رکنوں والے گھر اور امن و سکون کی! تمہارے بعد ایسے بچے پیدا ہوں گے جو بڑے ہو کر بت شکن بنیں گے۔ شیطان کی عبادت کے منکر اور توحید الٰہی کے علم بردار ہوں گے۔ مالک یوم النشور کا دین پھیلائیں گے، بلند عمارتیں قائم کریں گے اور سفر جہاد کی وجہ سے لوہار کی طرح گندم گوں ہو جائیں گے۔ کہنے لگے: سطیح! یہ کس نسل سے آئیں گے۔ کہا: اس خدا کی قسم! جو سب سے برتر کثیر العطا، قوموں کو تباہ کرنے والا اور کمزوروں کو قوت دینے والا ہے وہ بزرگ لوگ ہزاروں کی تعداد میں بنو عبد شمس اور بنو عبد مناف سے پیدا ہوں گے۔ قریشیوں نے کہا: ہائے برائی! یہ خبر تم کیسے دے رہے ہو۔ بتلاؤ وہ کس شہر سے تعلق رکھتے ہوں گے۔ کہنے لگا: خدائے لایزال ولم یزل کی قسم! اسی شہر مکہ سے ایک نوجوان اٹھے گا جو ہدایت کی طرف بلائے گا، بت پرستی، حجر پرستی اور جھوٹ سے کنارہ کش اور خدائے وحدہٗ کا پرستار ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے وفات دے گا۔ ایسے میں اسے سراہا جاتا ہو گا وہ زمین سے غائب اور آسمان میں حاضر ہو گا۔ پھر اس کا کام صدیق سنبھالے گا جو صحیح فیصلے کرے گا اور حقدار کو

بلا کم و کاست حق لوٹائے گا پھر اس کا کام ایک عادل و آموز کار سردار ہاتھ میں لے لے گا۔ وہ غلط بات سے بیزار، مہمان نواز اور بڑا حق پسند ہوگا۔ پھر ایسا شخص اس کا جانشین بنے گا جو اپنے کام کا دھنی اور جہاں دیدہ ہوگا مگر کچھ جماعتیں اس کے گرد جمع ہو جائیں گی اور غضب و انتقام کی شدت میں اسے قتل کر دیں گی اور وہ بوڑھا مقصد بر آری کے لئے ذبح کر دیا جائے گا اور پھر اس کی حمایت میں خطیب اٹھ کھڑے ہوں گے پھر اس کا نائب ایسا شخص بنے گا جس کی رائے بری ہوگی اور زمین میں فساد قائم کرے گا پھر اس کا بیٹا جانشین ہوگا باپ کے جمع کردہ مال پر قابض ہو جائے گا۔ لوگ بہت کم اس کی تعریف کریں گے وہ سارا مال خود ہڑپ کر لے گا اور اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جائے گا۔ پھر کئی بادشاہ آئیں گے اور یقیناً خون بہتا رہے گا۔ (القصہ)

(41) دنیائے نجم شناشی کے تاجور آمد رسول ﷺ کی بشارت دیتے ہیں

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ مجھے ایک قابل وثوق عالم نے ایک یمنی سے سنا ہوا قصہ سنایا کہ حسان ذی نواس سے قبل شاہ اول کے خاندان کا ایک شخص ربیعہ بن نصر سریر آرائے سلطنت یمن ہوا اس نے ایک پریشان کن خواب دیکھا اور اپنی حکومت میں بسنے والے تمام کاہنوں اور نجومیوں کو بلا لیا۔ کہنے لگا: میں نے ایک خوفناک خواب دیکھا ہے جس نے مجھے دہشت زدہ کر دیا ہے مجھے اس کی تعبیر بتلاؤ۔ کاہنوں نے کہا: اے سلطان وہ خواب بتلایئے تاکہ ہم اس کی تعبیر بیان کر سکیں۔ شاہ نے کہا: اگر خواب میں بتلاؤں تو پھر مجھے تمہاری تعبیر پر بھی اعتبار نہ ہوگا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا: اگر سلطان یوں چاہتا ہے تو پھر سطیح اور شق کو بلائے وہ خواب بھی بتلا سکتے ہیں۔ وہ دونوں سب کاہنوں سے زیادہ عالم ہیں۔ سطیح قبیلہ غسان سے اور شق بجیلہ سے تعلق رکھتا تھا۔

شاہ نے یہ سن کر دونوں کو بلا لیا۔ سطیح شق سے پہلے آ گیا۔ شاہ یمن نے اسے کہا: مجھے ایک خوفناک خواب آیا ہے جسے دیکھ کر میں سخت پریشان ہوا ہوں اگر تم میرے بتلائے بغیر خواب بیان کر سکتے ہو تو یقیناً اس کی تعبیر بھی صحیح بتلاؤ گے۔ کہنے لگا: میں یہ کر سکتا ہوں آپ نے خواب میں ایک شعلہ دیکھا جو تاریکی میں نمودار ہوا اور ارض مکہ میں جا کر گرا اور تمام انسانوں کو کھا گیا۔ شاہ نے کہا: بخدا! تم نے میرے خواب کے بیان میں ذرہ برابر بھی خطا نہیں کی اب اس کی تعبیر تمہارے پاس کیا ہے۔ سطیح نے کہا: یمن اور مکہ

کے درمیان بسنے والے تمام سانپوں کی قسم! تمہارے علاقہ یمن پر حبشی اقتدار قائم ہوگا اور ابین سے جرش تک سارا یمن حبشیوں کی زیر تسلط ہوگا۔

بادشاہ نے کہا: تمہارے باپ کی قسم اے سطیح! یہ خبر تو بڑی لرزہ خیز ہے یہ کب ایسا ہوگا؟ ہمارے دور میں یا اس کے بعد۔ کہا: کچھ وقت بعد ساٹھ سے ستر سال تک۔ شاہ نے کہا: اس کا اقتدار ہمیشہ رہے گا یا ختم ہو جائے گا؟ کہا: ساٹھ اور کچھ سال تک رہ کر ختم ہو جائے گا پھر وہ سب قتل کیے جائیں گے اور باقی بھاگ جائیں گے۔ شاہ نے کہا: انہیں قتل وفرار سے کون دوچار کرے گا؟ کہا: ابن ذی الیزن جو عدن سے آئے گا اور ایک حبشی بھی یمن میں نہ چھوڑے گا۔ شاہ نے پھر پوچھا: کیا اس کی حکومت مستقل رہے گی یا ختم ہو جائے گی؟ کہا: ختم ہو جائے گی۔ پوچھا: کون ختم کرے گا؟ کہا: وہ ایک نبی ہوگا پاک نسب، پسندیدہ شخصیت اور وفادار انسان اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئے گی۔ شاہ نے پوچھا: یہ نبی کس خاندان سے ہوگا اے سطیح! کہا: لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد سے۔ اس کی حکومت آخر زمانہ تک ہوگی۔ شاہ نے پوچھا: کیا زمانہ کی کوئی انتہا بھی ہے؟ کہا: ہاں وہ دن ہے جب اللہ تمام پہلے پچھلے انسانوں کو اکٹھا کرے گا۔ گناہ گار بدبخت ٹھہریں گے اور نیک عمل کرنے والے سعادت مند۔ شاہ کہنے لگا: کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟ سطیح نے کہا: ہاں مجھے آسمان کی سرخی اور صبح کے اندھیرے اور اجالے کی قسم! میں نے جو کچھ بتلایا ہے سچ ہے۔

جب سطیح اپنی بات ختم کر چکا تو شق آ گیا۔ بادشاہ نے اس سے بھی سطیح والا سوال کیا تاکہ دیکھا جائے کہ یہ دونوں ایک بات کرتے ہیں یا الگ الگ۔ شق نے کہا: ہاں اے بادشاہ! آپ نے اندھیرے میں ایک شعلہ ابھرتے دیکھا جو ایک باغ اور پہاڑ کے درمیان جا گرا اور تمام انسانوں کو کھا گیا۔ پھر وہ کہنے لگا: میں دو میدانوں کے مابین بسنے والے تمام انسانوں کی قسم اٹھاتا ہوں تمہارے ملک پر حبشی قابض ہوں گے اور ہر نرم انگلیوں والے بچہ پر بھی ان کا اقتدار مسلط ہو جائے گا۔ ابین سے نجران تک ان کا قبضہ ہو

گا۔ بادشاہ نے کہا: اے شق! یہ تو بڑی پریشان کن خبر ہے یہ کب ہوگا۔ ہمارے زمانہ میں یا اس کے بعد؟ کہا: کچھ وقت بعد۔ پھر ایک عظیم الشان سلطان تمہیں ان کے پنجہ استبداد سے آزاد کروائے گا اور انہیں ذلت و رسوائی سے دوچار کرے گا۔

بادشاہ نے پوچھا: وہ عظیم الشان سلطان کون ہوگا؟ کہا: ایک نوجوان ہوگا بہت کم ذات ہوگا نہ بڑا عالی نسب ذی یزن کے گھر سے نکلے گا۔ شاہ نے کہا: اس کی حکومت قائم رہے گی یا مٹ جائے گی؟ کہا: اس کی حکومت کو ایک رسول آ کر مٹائے گا وہ حق و عدل لے کر آئے گا۔ صاحب دیانت و فضیلت ہوگا، تا قیامت اس کی حکومت جاری رہے گی۔ شاہ نے کہا: روز قیامت کیا ہے؟ کہا: جس دن والیان حکومت کا حساب ہوگا۔ آسمان سے صدائیں آئیں گی جسے زندہ اور مردہ سب سنیں گے۔ لوگ اپنے وقت مقررہ پر جمع ہو جائیں گے اور پرہیزگاروں کے لئے کامیابی اور بھلائی ہوگی۔ بادشاہ نے کہا: اے شق! تم کیا کہہ رہے ہو؟ شق نے کہا: ارض و سما اور ان کے درمیان والی ہر بلندی اور پستی کے خالق کی قسم! جو کچھ میں نے بتلایا سچ ہے اس میں کوئی شک نہیں۔

شاہ یمن ربیعہ بن نصر نے سطیح اور شق کی باتیں سن کر اپنے اہل و عیال کو عراق بھیج دیا اور شاہ فارس شابور (بن ضرزاذ) کو لکھا کہ ان کی حفاظت کی جائے۔ چنانچہ شاہ فارس نے انہیں ارض حیرہ میں ٹھہرایا۔

(42) آپکی والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کا نکاح

ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبدالمطلب نے بتلایا: میں سردیوں کی سیر پر یمن گیا۔ میں ایک یہودی حبر (عالم) کے پاس اترا۔ وہاں ایک اہل زبور نے مجھ سے پوچھا: تم کس خاندان سے تعلق رکھتے ہو؟ میں نے کہا: قریش سے۔ اس نے کہا: قریش کے کس قبیلہ سے؟ میں نے کہا: بنوہاشم سے۔ کہنے لگا: اے عبدالمطلب! اگر تم اجازت دو تو میں تمہارا جسم دیکھ سکتا ہوں۔ میں نے کہا: ہاں لیکن قابل ستر حصہ نہ ہو۔

عبدالمطلب کہتے ہیں: اس نے میرا ایک نتھنا دیکھا پھر دوسرا کھول کر دیکھا اور کہنے لگا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تمہارے ایک ہاتھ میں حکومت اور دوسرے میں نبوت ہے۔ مگر یہ خصوصیت ہم نے بنوزہرہ کے لئے پڑھی ہے یہ تمہارے اندر کیسے آگئی؟ میں نے کہا: مجھے معلوم نہیں۔ کہنے لگا: تمہاری شاعہ ہے؟ میں نے پوچھا: شاعہ کیا ہوتی ہے؟ کہنے لگا: بیوی! میں نے کہا: ابھی تک تو نہیں، کہنے لگا: اب تم واپس جاتے ہی بنوزہرہ میں شادی کر لینا۔

عبدالمطلب واپس مکہ مکرمہ آئے اور ہالہ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ سے نکاح کیا جس سے حمزہ رضی اللہ عنہ اور صفیہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ پھر ان کے بیٹے عبداللہ بن عبدالمطلب نے (بھی بنوزہرہ میں) آمنہ بنت وہیب سے نکاح کیا جس سے سید الانبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ وہب اور وہیب دونوں بھائی تھے (یعنی عبدالمطلب کی بیوی اور عبداللہ کی بیوی باہم چچازاد بہنیں تھیں) حضرت عبداللہ کے نکاح پر قریش کہنے لگے: عبداللہ اپنے باپ پر غالب رہا۔

(43) جبین حضرت عبداللہ میں نور نبوت کی ضیاپاشیاں

ام سلمہ اور عامر بن سعد اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ اپنا مکان تعمیر کر رہے تھے آپ ادھر سے واپس آئے چہرے پر گرد و غبار تھا (یمنی قبیلہ) بنو ہاشم کی ایک عورت کے پاس سے گزرے اور روایت عامر بن سعد میں ہے کہ لیلیٰ عدویہ پر آپ کا گزر ہوا۔ اس نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور دیکھا تو جنسی خواہش کی تکمیل کی دعوت دی اور کہا: اگر آپ میری خواہش پوری کر دیں تو آپ کو سو اونٹ دوں گی۔ آپ نے کہا: میں نے ابھی غسل کرنا ہے پھر تیری بات سنوں گا۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ اپنی زوجہ آمنہ بنت وہب کے پاس گئے اور ان سے مباشرت فرمائی اور یوں حضرت آمنہ کے دامان امانت میں سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا پاکیزہ و مبارک جوہر ولادت جلوہ گر ہو گیا۔ بعد ازاں حضرت عبداللہ کا اس خثعمی عورت پر اور بقول عامر بن سعد لیلیٰ عدویہ پر گزر ہوا۔ آپ فرمانے لگے: ابھی تیری خواہش باقی ہے؟ کہنے لگی: اے عبداللہ! نہیں۔ فرمایا: کیوں؟ کہنے لگی: اس لئے کہ جب آپ پہلی مرتبہ میرے پاس سے گزرے تھے اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور نبوت چمک رہا تھا اب جو آپ واپس آئے ہیں تو وہ نور آمنہ بنت وہب نے آپ سے لے لیا ہے۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم سب خلق خدا سے زیادہ صاحب برکت اور کثیر الاولاد ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب ایک دن پیادہ نکلے اور وادی بطحا میں جا بیٹھے۔ وہاں لیلیٰ عدویہ نے انہیں دیکھا تو اپنی طرف دعوت دی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: میں پھر کبھی آؤں گا آپ سیدھے اپنی زوجہ آمنہ بنت وہب کے پاس تشریف لے گئے ان سے مباشرت فرمائی۔ پھر آپ کا لیلیٰ پر گزر ہوا تو وہ کہنے لگی: تم نے کیا کیا؟ فرمایا: میں تو ادھر تمہاری طرف آ نکلا اور تم یہ عجیب سوال کر رہی ہو؟

لقد دخلت بنور ما خرجت به ولئن كنت الممت بآمنة بنت وهب لتلدن ملكا۔

لیلیٰ کہنے لگی: تم جو نور لے کر گئے تھے وہ واپس لے کر نہیں آئے اگر تم نے آمنہ بنت وہب سے مباشرت کی ہے تو وہ یقیناً کسی سلطان عالم کو تولید کرے گی۔

(44) حضرت عبداللہ کا تقویٰ اور کمال عصمت وطہارت

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عبدالمطلب اپنے بیٹے عبداللہ کو لے کر نکلے تاکہ اس کا کہیں نکاح کر دیا جائے۔ آپ کا تبالہ (ایک یمنی شہر) کی ایک یہودی کاہنہ عورت پر گزر ہوا جسے فاطمہ بنت مر خشعمیہ کہتے تھے۔ اس نے رخ عبداللہ میں نور نبوت چمکتا دیکھا تو کہنے لگی: اے نوجوان! اگر تم ابھی مجھ سے مباشرت کرو گے تو میں تمہیں سو اونٹ دوں گی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا:

اما الحرام فالممات دونه والحل الا فاستبينه ۔

جو حرام کام ہو اس سے دور رہنے کے لئے موت بھی قبول کی جا سکتی ہے۔ رہا حلال کام تو وہ یہاں تمہارے پاس نہیں ہے کہ میں اس کی تم سے جستجو کروں۔

فكيف لى الامر الذى تبغينه ۔

''تو پھر میں تمہاری خواہش کیسے پوری کر سکتا ہوں۔''

پھر آپ کے والد آپ کے ساتھ آگے چلے۔ انہوں نے آپ کا نکاح آمنہ بنت وہب سے کر دیا۔ آپ اپنی زوجہ کے پاس تین دن رہے۔ پھر اسی فاطمہ خشعمیہ کے پاس سے گزرے تو وہ کہنے لگی: اے نوجوان! تم نے میرے بعد کیا کیا؟ فرمایا: میرے والد نے آمنہ بنت وہب سے میرا نکاح کر دیا اور میں وہاں تین دن رہا۔ کہنے لگی: خدا کی قسم! میں

بدکار عورت نہیں لیکن میں نے تمہارے چہرے پر نور دیکھا تھا میں نے چاہا کہ وہ نور مجھے مل جائے مگر اللہ تعالیٰ نے جہاں چاہا اسے رکھ دیا پھر وہ کہنے لگی:

اِنّی رأیت حخیلة لمعت فتلا لات بحناتم القطر

فلمآئها نور یضیی به ما حوله کاضآئة البدر

ورجوته فخراً ابوء به ما کل قادح ذنده یؤدی

للہ ما ذهربة سلبت ثوبیك ماستلبت وما تدری

ترجمہ: میں نے ایک بجلی (نور و روشنی) چمکتی دیکھی جس نے سیاہ بادلوں کو بھی جگمگا دیا تھا۔ اس بجلی میں وہ نور تھا جو اپنے ماحول کو ماہ کامل کی طرح روشن کر رہا تھا۔ میں نے اسے حاصل کرنا چاہا تا کہ اس پر فخر کرتی رہوں۔ مگر ہر پتھر رگڑنے والا آگ پیدا نہیں کر لیتا۔ مگر اس زہری عورت (حضرت آمنہ) کی عظمت اللہ ہی کی عطا ہے جس نے (اے عبداللہ) تمہارے دونوں کپڑے (نبوت اور حکومت) لے لئے اس نے کیا لے لیا وہ کیا جانے؟

(45) ستارے جھک رہے تھے

عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: مجھے میری والدہ نے بتلایا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ کے پاس موجود تھیں جب ان پر ولادت کا وقت شروع ہوا۔

قالت فجعلت انظر الیٰ النجوم تدلی حتی قلت لتقعن علی فلما وضعت خرج منها نور اضاء له البیت والدار حتی جعلت لا اری الا نورًا ۔

کہتی ہیں میں دیکھ رہی تھی کہ ستارے جھکنے لگے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ یہ مجھ پر آگریں گے جب ولادت ہوئی تو حضرت آمنہ سے وہ نور نکلا جس نے درو دیوار کو جگمگا دیا اور مجھے ہر طرف نور ہی نور نظر آنے لگا۔

(46) سارا جہاں بقعہ نور بن گیا

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچپن میں اکٹھے کھیلا کرتے تھے۔ میری والدہ شفا بنت عمرو بن عوف ہمیں بتلاتی تھیں کہ جب حضرت آمنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تولید کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھوں پر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دیر گریہ کیا تو میں نے سنا کوئی کہہ رہا تھا: اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمتوں کی برسات کرے۔ شفا کہتی ہیں:

فاضآء لی مابین المشرق والمغرب حتی نظرت الی بعض قصور الشام .

اس وقت مجھ پر مشرق سے مغرب تک سارا جہان روشن ہو گیا اور میں نے شام کے بعض محلات دیکھ لئے۔

پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لباس پہنایا اور بستر پر لٹا دیا کچھ ہی لمحوں کے بعد مجھ پر تاریکی اور رعب وخوف طاری ہوا پھر میری دائیں طرف روشنی ہوئی میں نے سنا کوئی پوچھ رہا تھا: تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ جواب دینے والے نے کہا: مغرب میں لے گیا تھا۔ فرماتی ہیں: پھر مجھ پر بائیں طرف سے تاریکی اور رعب طاری ہوا پھر روشنی ہوئی اور میں نے کسی کی آواز سنی: تم انہیں کہاں لے گئے تھے؟ کہا: مشرق میں لے گیا تھا اب ان کا ذکر وہاں سے کبھی نہیں ختم ہوگا۔

فرماتی ہیں: یہ واقعہ میرے دل میں ہمیشہ تازہ رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر مبعوث فرمایا تو میں سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے

تھی۔

جناب آمنہ کے سرہانے نبی علیہ السلام کے لئے قدرت کا تعویذ موجود تھا

ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ بنت وہب نے خواب میں دیکھا کہ کوئی انہیں کہہ رہا ہے کہ تم سب مخلوق خدا سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار کی ماں بننے والی ہو۔

فاذا ولدته فسميه محمدًا و احمد ۔

جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھنا اور ان کے گلے میں یہ تعویذ ڈال دینا۔

جب آپ خواب سے بیدار ہوئیں تو اپنے سر کے قریب سنہری حروف سے لکھی ہوئی یہ تحریر موجود پائی:

اعيذ بالواحد من شر كل حاسد

و كل خلق رائد من قائم و قاعد

عن السبيل عائد على الفساد جاهد

من نافث او عاقد و كل خلق مارد

يا خذ بالمراصد فى طرق الموارد

ترجمہ: ''میں پناہ مانگتا ہوں وحدہ لاشریک کے ہر حاسد کے شر سے، ہر بھٹکی ہوئی مخلوق سے، کھڑی ہو یا بیٹھی ہوئی، جو سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی ہے اور فساد کے لئے کوشاں ہے اور پناہ مانگتا ہوں ہر پھونکنے اور گرہ لگانے والے سے اور مردود مخلوق سے جو لوگوں کی گزرگاہوں پر گھات لگائے بیٹھتی ہے۔''

آگے یہ لکھا تھا کہ میں بچے کو خدائے برتر کی پناہ میں دیتا ہوں اور اسی کے دست زبردست ونہاں کے حوالے کرتا ہوں۔ دست خدا ان پر غالب ہے اور پردۂ الٰہی ان کے آگے ہے تو تا ابد کسی حال میں انہیں نقصان نہ پہنچے گا۔

ابن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنوسعد بن بکر میں دودھ پی رہے تھے (حلیمہ سعدیہ کے ہاں زیر پرورش تھے) آپ کی والدہ نے آپ کو دودھ پلانے والی عورت سے کہا: اس بچے کا خیال رکھنا اوراس کے بارہ میں کسی کاہن وغیرہ سے سوال کرنا کیونکہ جب یہ تولد ہوا تو میں نے دیکھا کہ

کانه خرج منی شهاب اضآء ت له الارض کلها .

گویا مجھ سے نور نکلا جس سے ساری زمین روشن ہوگئی اور میں نے شام کے محلات دیکھ لئے تو ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حلیمہ سعدیہ آپ کو لے کر کہیں جا رہی تھیں۔عرب کی ایک منڈی ذی المجاز میں پہنچیں تو وہاں ایک کاہن دیکھا جس سے لوگ سوالات کررہے تھے۔انہوں نے خیال کیا کہ حضرت آمنہ کے حسب حکم اس سے سوال کرنا چاہئے آپ اس کے پاس آئیں۔ جب کاہن نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں بازو پکڑ لئے اور بولا: اے قوم! اس بچے کو قتل کردو! قتل کردو! اے قوم! اسے مارو! اسے مارو! حلیمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں اس کاہن پر جھپٹ پڑی اور بچے کے بازو پکڑ لئے اور مدد کے لئے پکارا۔اتنے میں کچھ لوگ آ گئے جو ہمارے ساتھ آئے تھے اور ہم نے کوشش کر کے اس سے بچہ چھڑوالیا اور لے کر وہاں سے چل دیئے۔

(47) اور ہنڈیا ٹوٹ گئی

داؤد بن ابی ہند سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی رحم مادر میں تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تولد ہوا تو ایک زبردست نور چمکا پیدا ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھوں سے زمین کو تھام کر بیٹھ گئے اور آنکھیں آسمان کی طرف گاڑ دیں۔ پھر گھر والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بڑی ہنڈیا رکھ دی مگر کچھ ہی دیر بعد وہ دو ٹکڑے ہو گئی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد ابو طالب سے سنا وہ بتاتے تھے کہ جب حضرت آمنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضع فرمایا تو عبد المطلب آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھایا ماتھے پر بوسہ دیا اور ابو طالب کے حوالے کرتے ہوئے کہا: یہ تمہارے پاس میری امانت ہے میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہو گی۔ پھر حضرت عبد المطلب نے اونٹ اور بکریاں ذبح کروائیں تمام اہل خانہ کی تین دن دعوت کی پھر مکہ مکرمہ کی طرف آنے والے ہر راستہ پر اونٹ ذبح کروا کے رکھ دیئے جن سے تمام انسانوں، جانوروں اور پرندوں کو گوشت لینے کی اجازت تھی۔

کسریٰ کے محل کے مینارے گر گئے اور آتش کدہ ایران سرد ہو گیا

ہانی مخزومی جس کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی ان کے بیٹے مخزوم بن ہانی نے روایت کیا ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

ارتجس ایوان کسریٰ وسقطت منه اربعة عشر شرافه۔

کسریٰ کا محل دہل اٹھا اور اس کے چودہ برج (مینارے) گر گئے۔

وخمدت نار فارس ولم تخمد قبل ذالك بالف عام ۔

آتش کدہ ایران سرد ہو گیا جو ایک ہزار سال سے مسلسل دہک رہا تھا۔

دریائے ساوہ خشک ہو گیا اور مجوسی عالم موبذان نے خواب میں دیکھا کہ طاقتور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دریائے دجلہ عبور کرتے ہوئے انہیں علاقہ فارس (ایران) میں پھیلا دیا۔

صبح ہونے پر کسریٰ شاہ ایران بڑا پریشان تھا مگر اس نے صبر کیا اور خیال کیا کہ اس بارہ میں اپنے وزراء و مشیرین سے مشورہ کرنا چاہئے۔ اس نے تاج پہنا اور اپنے تخت پر بیٹھتے ہی موبذان کو بلا لیا اور کہا: موبذان! آج رات میرے محل کے چودہ برج گر گئے ہیں اور ہزار سال سے مسلسل دہکنے والا آتش کدہ فارس بجھ گیا ہے۔

موبذان کہنے لگا: اے بادشاہ! میں نے آج خواب دیکھا ہے کہ کچھ طاقتور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دجلہ عبور کروا کر انہیں ہمارے فارس میں پھیلا دیا۔ شاہ نے کہا: اب بتلاؤ موبذان کیا کیا جائے وہ علم میں ان سب کا امام تھا کہنے لگا: عرب میں کوئی حادثہ ہو گیا ہے۔ کسریٰ نے اسی وقت یہ نامہ لکھوایا:

''شاہ شاہان کسریٰ کی طرف سے نعمان منذر کی طرف حکم یہ ہے کہ میری طرف ایک عربی شخص بھیجا جائے جو میرے سوالات کا جواب دے سکے۔''

نعمان نے فوراً عبدالمسیح بن حبان بن نفیلہ کو بھیج دیا۔ شاہ ایران نے پوچھا: اے عبدالمسیح! کیا تمہارے پاس میرے سوالات کا جواب ہے اس نے کہا: اگر مجھے علم ہوا تو فوراً جواب دوں گا ورنہ کسی علم والے کا راستہ بتلاؤں گا جو جواب دے سکے۔ بادشاہ نے اسے سارا ماجرا سنایا۔ اس نے کہا: اس کا علم تو میرے ماموں کے پاس ہے جو شام کے کسی پہاڑ میں رہتا ہے جسے ''سطیح'' کہتے ہیں۔

بادشاہ نے کہا: اچھا اس کے پاس جاؤ اور جو کچھ وہ بتلائے فوراً واپس آ کر مجھے اس سے آگاہ کرو۔ عبدالمسیح روانہ ہو کر سطیح کے پاس پہنچا جبکہ وہ موت کے سانس لے رہا تھا۔

اس نے سلام کیا اور بادشاہ کی طرف سے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ سطیح نے کوئی جواب نہ دیا۔ عبدالمسیح کہنے لگا:

اصم ام یسمع غلریف الیمن ۔ ام فاز فاز ام به ساف العنن یا فصل الخطة اعیت من فتن ۔ وامه من آل ذئب بن حجن تحمله وجناء تهوی من وجن ۔ حتی اتی عاری الجآجی والقطن اصك مهم الناب صراد الاذن ۔

''یمن کا سردار بہرہ ہے یا سن رہا ہے یا اس پر موت کا فرشتہ غالب آ گیا ہے۔ اے مشکل حل کرنے والے وہ مشکل جس نے ایک فتنہ زدہ انسان کو تھکا دیا (مراد خود متکلم ہے) جس کی ماں آل ذئب بن جحن سے ہے اور اسے ایک طاقتور اونٹنی اٹھا لائی ہے اور وہ ایسے شخص (سطیح) کے پاس آیا ہے جو کھوپڑی اور نچلے دھڑ سے عاری ہے۔ اب تو مضبوط دانت کانوں کی بلند جگہ پر مار دے (یعنی میری بات کا جواب دے دے)''

سطیح نے یہ سن کر سر اٹھایا اور کہنے لگا: سطیح کے پاس عبدالمسیح آیا ہے جبکہ وہ مرنے والا ہے۔ تجھے شاہ ایران نے اس لئے بھیجا ہے کہ اس کا ایوان لرز اٹھا۔ آتش کدہ سرد ہو گیا اور موبذان نے خواب میں دیکھا کہ کچھ طاقتور اونٹ عربی گھوڑوں کو ہانکتے ہوئے لائے اور دجلہ عبور کروا کر بلاد فارس میں انہیں پھیلا دیا۔

اے عبدالمسیح! جب تک تلاوت قرآن ہونے لگے، دریائے ساوہ خشک ہو جائے (صاحب عصاء) (صاحب شریعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم) ظاہر ہو جائیں اور وادی سماوۃ بہہ پڑے تو پھر سطیح کے لئے شام جائے قرار نہ رہے گا۔ ان ساسانیوں (شاہان فارس) سے اتنے ہی مرد اور عورتیں تخت حکومت سنبھالیں گی جتنے ساسانی بادشاہ کے برج گرے ہیں اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

یہ کہہ کر سطیح مر گیا اور عبدالمسیح نے اس کے پاس کھڑے ہو کر چند اشعار کہے اور

واپس آ کر کسریٰ کو سارا ماجرا سنایا۔ کسریٰ نے کہا: ہم میں سے چودہ بادشاہوں کے گزرنے تک کچھ کا کچھ ہو چکا ہو گا (اس لئے فکر والی کوئی بات نہیں) کہتے ہیں: پھر صرف چار برس میں اس کے دس بادشاہ گزر گئے اور باقی بھی یوں ہی جلد ختم ہو گئے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کسریٰ پر آپ کے متعلق اللہ نے کون سی دلیل ظاہر فرمائی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جس نے اس کے گھر کی دیوار میں ایک سوراخ سے اندر ہاتھ ڈالا جس سے سارا گھر نور سے بھر گیا۔ کسریٰ یہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا۔ فرشتے نے کہا: خوف نہ کرو کسریٰ! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر کتاب اتاری ہے تم اس کی پیروی کرو دنیا و آخرت مین سلامتی پاؤ گے۔ کہنے لگا: دیکھوں گا۔

(48) ولادتِ مصطفیٰ ﷺ

ابن شہاب (زہری) کہتے ہیں کہ حضرت عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کو مدینہ طیبہ میں کھجوریں لانے کے لئے بھیجا تو وہیں مدینہ طیبہ میں (کسی مرض کے ساتھ) حضرت عبداللہ کی وفات ہوگئی اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت عبدالمطلب کی جھولی میں پرورش پانے لگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر وار اور ربیع الاول کا تعلق

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں پیدا ہوئے۔ آپ پر نبوت کا نزول ہوا تو پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں اور آپ کا وصال ہوا تو پیر کے دن ربیع الاول کے پہلے حصہ میں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے

عن انس ابن مالك عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من کرامتی علیٰ ربی انی ولدت مختوناً ولم یراحد سوء تی۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہاں میری تعظیم وتکریم میں سے یہ بات بھی ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا اور کسی شخص نے میری جائے ستر نہ دیکھی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا بڑے حیران ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہیں خاص تعلق خاطر ہو گیا اور وہ کہنے لگے: میرے اس بیٹے کی بڑی شان ہو گی۔ تو واقعی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی شان ہے۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل امین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس وقت ختنہ کیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر کر کے دل مبارک کی تطہیر کی تھی۔

(49) سرورِ دو عالم ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی گود میں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: ہم پر بڑی قحط سالی کا دور آ گیا۔ کوئی چیز باقی نہ رہ گئی۔ میں اپنے قبیلہ بنو سعد کی چند عورتوں کے ساتھ دودھ پینے والے بچے کے لئے اپنی سفید و سبز رنگ والی گدھی پر مکہ مکرمہ کی طرف آئی۔

ہم میں سے ہر عورت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا گیا مگر انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لینے سے انکار کر دیا کیونکہ انہیں بچے کے باپ سے کچھ مال مل جانے کی توقع ہوتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد فوت ہو چکے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس اتنی رقم نہ تھی۔

چنانچہ میرے سوا ہر عورت کو کوئی نہ کوئی بچہ مل گیا۔ ادھر ہمارے واپس چلنے کا دن آ گیا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ خالی ہاتھ واپس جانے سے بہتر کہ اسی یتیم بچے کو لے لیا جائے۔ میں آپ کی والدہ کے پاس آئی اور آپ کو لے کر وہاں پہنچی جہاں ہم ٹھہرے تھے۔

میرا ایک اپنا شیر خوار بیٹا بھی تھا جو میری چھاتی خشک ہونے کے سبب بھوک کی شدت سے سوتا نہ تھا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا پھر اپنے بیٹے کو پلایا اور دونوں سیراب ہو کر سو گئے۔

ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی جو بھوک کی وجہ سے ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی۔ اب جو میرے شوہر نے اس کے دودھ پر ہاتھ لگایا تو وہ دودھ سے بھری پڑی تھی۔

میرے شوہر نے اس کا دودھ دوہا اور میرے پاس آ کر کہنے لگا: اے بنت ذویب! میں سمجھتا ہوں ہمیں یہ بڑی برکت والی جان ملی ہے۔ ساتھ ہی اس نے مجھے اونٹنی کی حالت سے آگاہ کیا تو میں نے اسے اپنے دودھ کے بھر آنے سے مطلع کر دیا۔

صبح ہم نے چلنے کی تیاری کی۔ میں اپنی گدھی پر بیٹھ گئی، بخدا وہ ہمیشہ قافلے سے پیچھے ہی رہتی تھی مگر جب میں نے اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سوار کیا تو وہ سب سواریوں سے آگے چلنے لگی۔ میرے ہمسفر کہتے تھے: اے حلیمہ! آج تیری گدھی کی عجب شان ہے۔

فرماتی ہیں: پھر ہم اپنے علاقہ دیار بنی سعد میں پہنچے تو بخدا ہمارے لئے ہر طرف برکت ہوگئی۔ ہمارے چرواہے دن بھر ہماری بکریاں چرواکر واپس لاتے تو وہ دودھ سے بھری ہوتیں۔ جبکہ ہماری باقی قوم کی بکریاں (خشک سالی کی وجہ سے) ایک قطرہ دودھ نہ دیتیں۔ تو قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے: تمہارا بھلا ہو! جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں تم بھی وہیں اپنی بکریاں چرایا کرو۔ یونہی دن گزرتے رہے۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی (میرا بیٹا) دوڑتا ہوا آیا اور کہنے لگا: میرا قریشی بھائی قتل ہو گیا ہے میں اور اس کا باپ دوڑتے ہوئے گئے۔ دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ ہم دونوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے چمٹانے لگے اور پوچھنے لگے: تمہارا کیا حال ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے کچھ پتہ نہیں۔ البتہ ابھی دو مرد آئے تھے انہوں نے میرا پیٹ پھاڑا اور پھر ملا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا باپ میرا شوہر کہنے لگا: میرا تو خیال ہے کہ اس بچے کو جنت کا اثر ہو گیا ہے اسے فوراً اپنے گھر مکہ مکرمہ واپس دے آؤ قبل اس سے کہ ہمارے پاس اسے کوئی بڑا حادثہ پیش آجائے۔ اب اس کا ہر وقت یہی

تکرار تھا کہ میں اسے مکہ مکرمہ لے جاؤں۔

چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس لے آئی اور کہا کہ میں اس کی دایہ ہوں میں نے اس کا دودھ چھڑوا دیا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہاں اسے کوئی حادثہ لاحق نہ ہو جائے تم اسے واپس لے لو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ نے کہا: کیا بات ہے تم اس سے بے رغبت ہو گئیں۔ اس سے قبل تو تمہارا تقاضا ہی تھا کہ تم اسے اپنے پاس زیادہ سے زیادہ رکھنا چاہتی ہو۔ شاید تمہیں میرے بیٹے پر شیطان کی کسی حرکت کا ڈر ہے؟ نہ ڈرو۔

فان ابنی هٰذا معصوم من الشیطان خرج منی نور اضآء ت لی به قصور بصریٰ من ارض الشام .

''میرا بیٹا شیطان سے معصوم ہے۔ جب میں نے اسے تولد کیا تو دیکھا کہ مجھ سے وہ نور نکلا جس سے ارض شام میں بصریٰ کے محل مجھ پر روشن ہو گئے۔''

برہ بنت ابی تجراۃ کہتی ہیں: سب سے پہلے ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا کیونکہ اپنے بیٹے مسروح کے پیدا ہونے کی وجہ سے وہ اپنی چھاتی میں دودھ رکھتی تھیں۔ یہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے آنے سے چند دن قبل کی بات ہے۔ ثویبہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی دودھ پلایا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو دودھ پلایا (گویا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ رضاعی طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں)

(50) حضرت حلیمہ کا گھر برکتوں کا گہوارہ بن گیا

واقدی کہتے ہیں: بنی سعد کی دس عورتیں دودھ پینے والے بچے لینے کے لئے مکہ مکرمہ کی طرف آئیں۔ ان کے ساتھ حلیمہ بھی تھیں جن کا نسب یہ ہے: حلیمہ بنت عبداللہ بن حارث بن شجنہ بن رزام بن ناصرہ بن فصیہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصہ بن قیس بن مضر۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی والد (حضرت حلیمہ کے شوہر) کا نسب یہ ہے: حارث بن عبد بن رفاعہ بن ہوازن بن ناصرہ بن فصیہ بن نصر بن سعد بن بکر بن ہوازن۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث ہے اور رضاعی بہنیں انیسہ بنت حارث اور حذافہ بنت حارث ہیں۔ حذافہ کو شیما بھی کہتے ہیں۔ یہی شیما اپنی والدہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت کیا کرتی تھیں۔

بنو سعد کا قافلہ شدید قحط سالی میں مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضرت حلیمہ اپنے بیٹے عبداللہ کو ساتھ لئے اپنی گدھی جسے سدرہ کہتے تھے اور اونٹنی جس کے نیچے دودھ نہ تھا اور اسے سمراء کہتے تھے کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ ایک دن پہلے اس اونٹنی جیسی عمر کا اونٹ مر گیا تھا (گویا وہ بھی موت کی عمر کو پہنچ چکی تھی) اور اس کے تھنوں میں دودھ کا ایک قطرہ بھی نہ تھا (بوڑھی اور قحط زدہ بھی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آمنہ نے حلیمہ سے کہا: بخدا! مجھے امید ہے کہ یہ بچہ تمہارے لئے باعث برکت ہوگا۔ حلیمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنی منزل پر گئیں

(جہاں انہوں نے مکہ مکرمہ میں پڑاؤ کیا ہوا تھا) کیا دیکھتی ہیں کہ گدھی اپنی رسی تڑوا کر گھر میں گھوم رہی ہے اور اونٹنی کھڑی ہو کر جگالی کر رہی ہے۔ حلیمہ شوہر سے کہنے لگیں: یہ بچہ بابرکت معلوم ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا: اس کی کچھ برکت تو ابھی نظر آنے لگی ہے۔

حلیمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر نے اونٹنی کو دوہا تو دودھ سے ایک بڑا برتن بھر گیا جو انہوں نے حلیمہ رضی اللہ عنہا کو پلا دیا۔ پھر دوہا تو دوسرا برتن بھر گیا وہ انہوں نے خود سیر ہو کر پیا۔ اب جو دیکھا تو ابھی اونٹنی میں دودھ تھا چنانچہ تیسری بار دوہا تو ایک اور برتن چھلک پڑا جسے انہوں نے مشکیزہ وغیرہ میں محفوظ کرلیا۔

اب یہ لوگ روانہ ہونے لگے حارث اونٹنی پر سوار ہو گیا اور حلیمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھولی میں لے کر گدھی پر سوار ہو گئیں۔ وادی سرر میں حلیمہ کی ساتھی عورتیں پڑاؤ کئے ہوئے تھیں وہ انہیں دیکھ کر کہنے لگیں: یہ حلیمہ اور اس کا شوہر آرہے ہیں مگر یہ گدھی اور اونٹنی تو ان کی اپنی گدھی اور اونٹنی سے زیادہ صحت مند ہیں۔ ان کے جانوروں کا تو سر تھمنے میں نہ آتا تھا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ان عورتوں کے پاس آکر اتریں تو وہ کہنے لگیں: حلیمہ رضی اللہ عنہا! تو نے جانوروں کے ساتھ کیا کیا ہے؟ آپ نے کہا: بخدا! میں نے اتنا بہترین اور عظیم البرکت بچہ کبھی نہیں حاصل کیا۔ عورتیں پوچھنے لگیں: یہ عبدالمطلب کا بیٹا ہے؟ کہا: ہاں! ساتھ ہی آپ نے اونٹنی اور اس کے دودھ بھر آنے اور جانوروں کے صحت مند ہو جانے کی تفصیل بتلائی۔ چنانچہ ان عورتوں کو وہیں اسی منزل میں ہم سے حسد ہونے لگا۔

کہتی ہیں: پھر ہم گھر پہنچے۔ ہمارے گھر میں دس بکریاں تھیں جو لاغری کے باعث باہر نہیں نکلا کرتی تھیں۔ مگر اب ہم اپنے اونٹ چرنے کے لئے بھیجنے لگے تو وہ دودھ سے بھر کر لوٹتے ہم صبح وشام دودھ دوہتے۔ میں نے محسوس کیا کہ ہماری اونٹنی کی کوہان اونچی ہو گئی ہے اور گدھی کے ران گوشت سے بھرتے جا رہے ہیں جو کبھی بھوک کے مارے

ایسے ہوتے تھے گویا ان میں کیڑا پڑا ہوا ہے۔
ہماری بستی والے اپنے چرواہوں سے کہا کرتے: جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں تم بھی اپنی بکریاں وہیں چرایا کرو۔ وہ ایسا ہی کرتے مگر ان کی بکریاں پہلے جیسی ہی رہتیں۔
حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں:

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمس ضرع شاۃ لھم یقال لھا اضلال فما یطلب منھا ساعۃ من الساعات الا حلبت غبوقاً وصبوحاً وما علی الارض شیء تاکلہ دآبۃ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بستی والوں کی بکریوں (جنہیں اضلال کہا جاتا تھا) کے دودھ پر ہاتھ لگایا کرتے تو دن رات میں کسی بھی وقت جب آپ چاہتے وہ دودھ دینے لگتیں حالانکہ وہ زمین سے کچھ کھاتی بھی نہ تھیں۔

حلیمہ کی بکریوں کے لئے غیب سے سبزہ

عبدالصمد بن محمد سعدی روایت کرتے ہیں کہ مجھے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے چرواہوں میں سے کسی نے بتلایا کہ آپ کی بکریاں لے جاتے تو زمین سے سر نہ اٹھاتیں (کچھ کھاتی ہی رہتیں) ان کے منہ میں اور ان کے گوبر میں سبزہ ہوتا تھا۔ جبکہ ہم اپنی قوم کی دوسری بکریاں لے کر جاتے تو (انہیں کھانے کو سبزہ نہیں ملتا تھا) وہ زیادہ سے زیادہ یہ کرتیں کہ اگلے پاؤں اٹھا کر کسی جھاڑی سے کوئی لکڑی وغیرہ منہ میں ڈال لیتیں۔

فتروح الغنم اغرمت منھا حین غدت وتروح غنم حلیمۃ یخاف علیھا الحبط۔

قوم کی بکریاں واپس آتے ہوئے زیادہ بھوک زدہ ہوتیں اور حلیمہ رضی اللہ عنہا کی بکریوں کے پیٹ زیادہ کھانے کے سبب پھٹنے والے ہوتے۔

(51) آپ ﷺ کو بچپن میں قتل کرنے کے لئے کاہنوں کی کوشش

کہتے ہیں: دو سال بعد حلیمہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ چھڑوا دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم چار سال کے ہوئے تو حلیمہ اور ان کا شوہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آمنہ کے پاس لائے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان برکات دیکھ کر ڈرنے لگے تھے اور چاہتے تھے کہ آپ کو فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر واپس کر دیا جائے۔

جب یہ وادی سرر میں پہنچے تو کچھ حبشی بھی وہاں سے ساتھ ہو لئے۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بنظر غائر دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی سرخی ملاحظہ کی تو کہنے لگے: کیا اس بچے کی آنکھیں خراب ہیں؟ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں: نہیں یہ سرخی ان کی آنکھوں میں ہمیشہ رہتی ہے۔ کہنے لگے: بخدا! یہ نبی ہے اور ساتھ ہی انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حلیمہ رضی اللہ عنہا سے چھیننے کے لئے حملہ کر دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسا کرنے سے باز کر دیا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس پہنچیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم قدم سے وابستہ برکتوں کا حال سنایا اور حبشیوں کے حملے کا تذکرہ کیا۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: میرے بیٹے کو واپس لے جاؤ مجھے ڈر ہے

کہ اسے مکہ میں پھیلی ہوئی بیماری لگ جائے گی بخدا! اس بچے کی بڑی شان ہوگی۔
چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لے گئیں۔

عرب کی سالانہ منڈی ذوالمجاز قائم ہوئی تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں لے گئیں۔ ان دنوں منڈی میں ایک کاہن آیا کرتا تھا۔ لوگ اس کے پاس اپنے بچے دکھانے کے لئے لاتے تھے (کہ ان کی قسمت کیسی ہے) اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کی سرخی اور مہر نبوت دیکھی تو چیخ پڑا اے اہل عرب! اس بچے کو قتل کر دو۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا فوراً آپ کو لے کر چپکے سے وہاں سے نکل گئیں۔ لوگ پوچھنے لگے کہ کونسا بچہ؟ کاہن کہنے لگا: یہ بچہ! مگر وہاں کوئی بچہ نظر نہ آیا کیونکہ حلیمہ رضی اللہ عنہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جا چکی تھیں۔ لوگوں نے اسے کہا کہ تجھے کیا نظر آیا تھا؟ کہنے لگا: ابھی میں نے ایک بچہ دیکھا ہے اس کے خدا کی قسم! وہ تم پر غالب آئے گا تمہارے بت توڑ ڈالے گا اور تم پر اس کی حکومت قائم ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت تلاش کیا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر گھر آ گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپا کر رکھنے لگیں کسی کو نہ دکھاتیں۔ ان کے علاقے میں ایک کاہن آیا ہوا تھا۔ بستی والے اپنے بچے لے کر اس کے پاس گئے مگر حلیمہ نے انکار کر دیا۔ کچھ دیر بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھونپڑی سے باہر نکل گئے کاہن نے بڑی کوشش کی کہ یہ بچہ مجھے دکھایا جائے مگر حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے نہ دکھلایا وہ کہنے لگا: بخدا! یہ نبی ہے، یہ نبی ہے۔

بچپن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر

چار سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائی اور بہن کے ساتھ بستی سے قریب ہی اپنے جانوروں کے پاس کھیلنے نکل جایا کرتے تھے ایک دن حسب معمول

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہیں جانوروں کے پاس تھے کہ بھائی نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری ہے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب نہ دیتے تھے وہ دوڑتا ہوا والدہ کے پاس گیا اور چیخ کر بولا: میرے قریشی بھائی کی خبر لو! حلیمہ رضی اللہ عنہا اور بچے کا باپ دوڑتے ہوئے آئے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ اڑا ہوا ہے ماں نے اپنے بیٹے سے پوچھا: تم نے کیا دیکھا تھا؟ وہ کہنے لگا: دو سفید پرندے ہمارے اوپر اڑ رہے تھے ان میں سے ایک نے کہا: کیا یہ وہی ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہاں!

دونوں پرندے (فرشتے) اتر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر پشت کے بل لٹا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ چاک کیا، پیٹ میں جو کچھ تھا باہر نکالا پھر ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: برف والا پانی لاؤ وہ پانی لایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ دھویا گیا۔ پھر اس نے کہا: گلاب کا پانی لاؤ وہ لایا تو اس سے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیٹ دھویا گیا اور بعدازاں اسے ملا دیا گیا۔

یہ سن کر حلیمہ نے اپنے شوہر سے کہا: میرا خیال ہے اسے اس کی والدہ کے پاس چھوڑ آئیں کہیں کوئی اس سے بڑا حادثہ نہ ہو جائے مجھے لگتا ہے اس پر جنون کا اثر ہے۔ بچے کے باپ نے کہا: بخدا! اسے کوئی جنون نہیں۔ اس سے بابرکت بچہ تو کبھی دیکھا نہیں گیا البتہ فلاں قبیلے نے حسد سے اس پر کچھ کیا ہوگا کیونکہ اس بچے کی آمد سے ہم پر برکتوں کی بارش ہونے لگی ہے جو انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔

چنانچہ حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے پاس لے آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب ظاہر ہونے والی خیر و برکت کا تذکرہ کیا اور شق صدر والا واقعہ بھی سنایا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ سال کی عمر میں والدہ کے پاس آئے جبکہ دوسرے محققین کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار سال کی عمر میں

والدہ کے پاس لایا گیا۔ تاہم چھ سال کی عمر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے زیر تربیت رہے۔

داؤد بن ابی ہند کہتے ہیں کہ جب حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تولد کیا تو عبدالمطلب کسی دایہ کی تلاش میں نکلے۔ بنوسعد کی ایک عورت حلیمہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عبدالمطلب انہیں لے کر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ کر دیا۔ پھر انہیں الوداع کہنے کے لئے کچھ قدم ساتھ چلے۔ اس وقت عبدالمطلب یہ کہہ رہے تھے:

یا رب هٰذا الراکب المسافر محمد اقلب بخیر طآئر

یہ سوار ہونے والا مسافر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے اسے اڑتی خیر کے ساتھ واپس لا۔

واز جرہ عن طریقة الفواجر واخل عنه کل خلق فاجر

اور اسے برے لوگوں کے راستے سے اور برے لوگوں کو اس سے باز رکھ۔

اخنس لیس قلبه بطاهر وجنة تصید بالهواجر

ایسے برے لوگ جو شیطان صفت ہیں جن کا دل ناپاک ہے اور ایسے جنوں سے بھی اسے محفوظ رکھ جو سخت گرمی کے وقت بھی لوگوں کو گمراہ کرنے نکلتے ہیں۔

انی اراہ مکرمی و ناصری ۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری عزت بڑھائے گا اور میرا مددگار بنے گا۔

(52) نبی صلی اللہ علیہ وسلم والدہ کے ساتھ اپنے ننھیال سے ملنے مدینہ طیبہ جاتے ہیں

واقدی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ کے پاس رہنے لگے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چھ سال کی ہوئی تو والدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ننھیال بنو عدی بن نجار سے ملوانے مدینہ طیبہ لائیں ان کے ساتھ ام ایمن رضی اللہ عنہا (حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ) بھی تھیں۔ والدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مدینہ طیبہ میں دار نابغہ میں اتریں۔ نابغہ بنو عدی بن نجار کا ایک آدمی تھا۔ وہاں ایک مہینہ رہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کے بعد) دار نابغہ کو دیکھ کر کئی باتیں یاد کیا کرتے تھے جو بچپن میں یہاں پیش آئی تھیں (اپنی والدہ کی یاد آتی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو عدی بن نجار کے قلعے دیکھتے تو انہیں پہچان لیا کرتے۔

بچپن کے انہیں واقعات میں سے ایک یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنایا کرتے کہ ایک یہودی مجھے گھور گھور کر دیکھا کرتا تھا ایک دن وہ مجھے علیحدگی میں ملا کہنے لگا: اے بچے! تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا: احمد صلی اللہ علیہ وسلم! اس نے میری پشت دیکھی تو میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا: یہ اس امت کا نبی ہے۔ پھر وہ میرے ننھیال والوں کے پاس گیا اور انہیں اس سے آگاہ کیا۔ انہوں نے میری والدہ کو بتلایا تو وہ میرے متعلق ڈرنے لگیں۔ چنانچہ ہم مدینہ سے واپس آگئے۔

ام ایمن بتلایا کرتیں کہ ان دنوں دو یہودی مدینہ میں میرے پاس آئے کہنے لگے:

ہمیں احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دکھلایئے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکال لائی۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنظر غائر دیکھنے لگے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ اس امت کا نبی ہے اور اس شہر کی طرف ہجرت کرے گا پھر اس شہر میں قتل اور اسیری جیسے عظیم حوادث رونما ہوں گے۔ ایم ایمن کہتی ہیں: میں نے ان دونوں کی باتیں یاد رکھیں۔

والدہ کے ساتھ مکہ کو واپسی

واقدی کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر سوئے مکہ روانہ ہوئیں۔ راستہ میں (مدینہ طیبہ سے تیئس میل دور مقام ابواء پر حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا انہیں وہیں دفن کر دیا گیا) اور ام ایمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر انہیں دو اونٹوں پر مکہ آگئیں جن پر وہ مدینہ گئے تھے اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش و نگہداشت کرنے لگیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو والد کی وراثت سے ام ایمن کو پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں ملیں۔ ام ایمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگہداشت کرتی رہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو انہیں آزاد کر دیا۔

(53) نگاہ عبدالمطلب میں مقام محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

واقدی کہتے ہیں: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد جب ام ایمن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر مکہ مکرمہ آئیں تو یہ حالت دیکھ کر عبدالمطلب کا دل بھر آیا۔ کسی بچے کی حالت پر ان کا دل یوں غم سے کبھی نہ بھرا تھا۔ چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے سے لگالیا پھر ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قریب رکھتے اور آنکھوں سے دور نہ ہونے دیتے تھے۔

جب عبدالمطلب سو جاتے تو ان کی تعظیم کے پیش نظر انہیں کوئی بیدار نہیں کرتا تھا جب وہ تنہائی میں ہوتے تب بھی یہی حالت ہوتی۔ ان کے لئے بیٹھنے کی ایک مخصوص جگہ تھی جہاں اور کوئی نہیں بیٹھتا تھا۔ کعبہ کے زیر سایہ ان کے لئے ایک چٹائی بچھائی جاتی۔ عبدالمطلب کی اولاد آ کر چٹائی کے اردگرد بیٹھ جاتی اور ان سے بات کرتی (کسی کو چٹائی پر چڑھنے کی جرأت نہ ہوتی) مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر چڑھ کر بیٹھ جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کہتے: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے دادا کی مسند سے اتر جاؤ لیکن عبدالمطلب کہتے:

دعوآ ابنی انہ لیؤنس ملکا ویقال انہ قال ان ابنی لیحدث نفسہ بذٰلك۔

”میرے اس بچے کو کچھ نہ کہو یہ مجھے بادشاہ محسوس ہوتا ہے اور یہ خود بھی اپنے متعلق ایسی ہی باتیں بتلاتا ہے۔“

کہتے ہیں: ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے مکہ سے باہر

کھنڈرات تک چلے گئے۔ وہاں بنی مدلج کے کچھ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اپنی طرف بلایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں اور ان کے نشانات کو گہری نظر سے دیکھا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے عبدالمطلب تک چلے آئے۔ عبدالمطلب نے آپ کو اٹھا کر گلے سے لگالیا وہ عبدالمطلب سے کہنے لگے: یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے؟ عبدالمطلب نے کہا: میرا بیٹا! کہنے لگے: اس کی حفاظت رکھا کرو خدا کی قسم! ہم نے اس سے بڑھ کر کسی کا قدم مقام ابراہیم سے ہم شکل نہیں پایا۔ عبدالمطلب نے ابو طالب سے کہا: سنو یہ کیا کہتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنے لگے۔

(54) حضرت عبدالمطلب کو نبی کریم ﷺ کی نبوت کا یقین ہو گیا تھا

کہتے ہیں: ایک دن عبدالمطلب حرم کعبہ میں بیٹھے تھے آپ کے پاس نجران کا ایک پادری بھی بیٹھا تھا جو آپ کا گہرا دوست تھا وہ کہہ رہا تھا:

انا نجد صفة نبی بقی من ولد اسماعیل ھٰذا لبلد مولدہ من صفة کذا و کذا ۔ فاتٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علٰی بقیة ھٰذا الحدیث فنظر الیہ الا سقف والٰی عینیہ والٰی ظھرہ والٰی قدمیہ فقال ھو ھٰذا ۔

''ہم نے اپنی کتابوں میں اس شہر مکہ میں اولاد اسماعیل علیہ السلام میں سے ایک نبی کی ولادت کا ذکر پاتے ہیں جس کی یہ شکل وصورت ہوگی۔ ابھی یہ بات مکمل نہ ہوئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگئے پادری نے آپ کے چہرہ انور، آنکھوں، پشت مبارک اور قدم ہائے مبارک کی طرف دیکھا تو پکار اٹھا وہ نبی تو یہی ہے۔''

یہ تمہارا کیا لگتا ہے؟ آپ نے کہا: میرا بیٹا! پادری نے کہا: ہم تو اس کے باپ کو کتابوں کی روشنی میں اس وقت زندہ نہیں پاتے۔ عبدالمطلب نے کہا: دراصل یہ میرا پوتا ہے۔ اس کا باپ تو اس وقت ہی فوت ہو گیا تھا جب یہ رحم مادر میں تھا۔ پادری نے کہا: تم نے سچ کہا۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے اپنی اولاد سے کہا: اپنے بھتیجے کی حفاظت کیا کرو

سنتے نہیں ہو اس کے بارے میں کیا کچھ کہا جا رہا ہے۔

عبد اللہ بن کعب بن مالک سے روایت ہے کہ مجھے میری قوم کے چند شیوخ نے بتلایا کہ وہ عمرہ کرنے نکلے۔ان دنوں عبد المطلب مکہ میں بقید حیات تھے۔ان کے ساتھ ایک یہودی تیما بھی شریک سفر تھا وہ مکہ یا یمن میں بغرض تجارت جا رہا تھا۔عبد المطلب کو دیکھتے ہی بولا: ہم اپنی کتاب کی روشنی میں کہہ سکتے ہیں جس کا فیصلہ نا قابل تبدیل ہے کہ اس شخصیت کی پشت سے وہ نبی نکلے گا جو ہمیں اور اپنی قوم کو قوم عاد کی طرح تہہ تیغ کر دے گا۔

(55) عبد المطلب کی وفات اور ابو طالب کی کفالت

واقدی کہتے ہیں: عبد المطلب نے ایک سو دس یا آٹھ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے جان، جانِ آفرین کے حوالہ کی۔

نافع ابن جبیر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو عبد المطلب کی وفات یاد ہے؟ فرمایا: ہاں میں اس وقت آٹھ سال کا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں ابو طالب کے گھر میں

واقدی کہتے ہیں: عبد المطلب کی وفات پر ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اس وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی۔

ابو طالب کے پاس مال نہ تھا البتہ وادی عرنہ (علاقہ عرفات) میں ان کے کچھ اونٹ تھے۔ ابو طالب اگر مکہ میں ہوتے تو جا کر وہاں سے دودھ لے آیا کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اکثر ابو طالب کا دل بھر آتا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑا پیار کرتے۔

وکان اذا اکل عیال ابی طالب جمیعاً او فرادیٰ لم یشبعوا واذا اکل معھم رسول اللہ شبعوا۔

ان کے بچے اکٹھے یا علیحدہ علیحدہ کھانا کھاتے مگر سیر نہ ہوتے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ بیٹھ جاتے تو سارے بچے سیر ہو جایا کرتے تھے۔

اس لئے وہ جب بھی اپنے بچوں کو صبح یا شام کا کھانا دینا چاہتے تو کہتے: ٹھہرو میرے بیٹے کو آلینے دو۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آتے اور ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تو اکثر کھانا بچ رہتا۔ اگر ابو طالب نے بچوں کو دودھ پلانا ہوتا تو سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرماتے پھر دوسرے بچے برتن اٹھاتے اور سب کے سب اسی ایک برتن سے ہی سیر ہو جاتے۔ اگر ان میں سے کوئی بچہ پہلے پینا شروع کر دیتا تو اکیلا ہی سارا برتن خالی کر جاتا۔

ابو طالب یہ دیکھ کر کہتے: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہاری برکتوں کا کیا کہنا ہے۔

(56) زلفوں میں قدرتی روغن آنکھوں میں مازاغ کا کاجل

بچے صبح اٹھتے تو ان کے بال پراگندہ ہوتے اور آنکھوں میں گندگی جمع ہوتی مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو بالوں میں تیل لگا ہوتا اور آنکھیں سرمہ کا حسن لئے ہوتیں۔

ابن حنفیہ کہتے ہیں: میں نے عقیل بن ابی طالب سے سنا وہ کہہ رہے تھے جب کسی صبح ہمارے گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا تو ابو طالب کہتے: جاؤ زمزم لے آؤ ہم زمزم پی لیتے ہیں اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے) ہمیں وہی کافی ہو جاتا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھوک یا پیاس کی شکایت کرتے نہ دیکھا۔ اکثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح اٹھ کر زمزم کے چند گھونٹ پی لیتے جب ہم کھانا پیش کرتے تو فرما دیتے: مجھے کھانے کی حاجت نہیں میں سیر ہوں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبدالمطلب کی وفات کے بعد جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کی کفالت میں تھے۔

فیصبح ولد ابو طالب غمصاً ویصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رھیناً دھیناً کحیلاً۔

تو ابو طالب کے دوسرے بچوں کی آنکھیں صبح اٹھتے ہوئے گندگی سے اٹی ہوتیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح اٹھتے تو بالوں میں تیل لگا ہوتا اور چہرہ مبارک دھلا ہوتا۔

(57) بارہ سال کی عمر میں آپ ﷺ کا شام کو پہلا سفر اور بحیرا راہب سے ملاقات

قریش نے شام کی طرف تجارتی قافلہ بھیجنے کا اجتماعی فیصلہ کیا اور بغرض تجارت بہت سامان جمع کیا۔ ابو طالب بھی رخت سفر باندھنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منتظر رہے کہ آیا وہ مجھے بھی ساتھ لے جاتے ہیں یا نہیں۔ ابو طالب محسوس کر گئے اور ان کا دل بھر آیا کہنے لگے: کیا تم بھی جاؤ گے تو چلو تیاری کرو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا اور پھوپھیوں نے کہا: ابو طالب! اس عمر کے بچے کو ساتھ نہیں لے جانا چاہئے۔ آفات سفر اور حوادث زمانہ سے بے خوف نہیں رہنا چاہئے۔

ابو طالب نے خیال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے ابو طالب نے کہا: اے بھتیجے! تم شاید اس لئے روتے ہو کہ میں تمہیں ساتھ نہیں لے جاؤں گا؟ فرمایا: ہاں! ابو طالب نے کہا: میں تمہیں کبھی خود سے جدا نہیں کر سکتا تم میرے ساتھ چلو گے۔

چنانچہ قافلہ روانہ ہوا اور بصریٰ جا پہنچا۔ وہاں اپنے عبادت خانہ میں ایک راہب رہتا تھا جسے بحیرا کہتے تھے۔ عیسائی علماء اس کے معبد میں آکر درس کتاب لیا کرتے تھے۔

(58) شاخ ہائے شجر ساجد تھیں رسول پاک ﷺ کو

اس سے قبل قریشی قافلے متعدد بار بحیرا کے پاس آچکے تھے کیونکہ یہ قافلے اس کے معبد کے پاس اترا کرتے تھے۔ مگر بحیرا نے کبھی ان سے بات نہ کی تھی۔ مگر اس مرتبہ جو قافلہ آیا تو اس نے ان سب کو کھانے پر بلالیا۔ کیونکہ جب یہ لوگ پہنچے تو بحیرا دیکھ رہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بدلی سایہ فگن ہے پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیٹھ گئے تو بدلی درخت پر سایہ ڈالتی رہی۔

فتهصرت اغصان الشجرة على النبى صلى الله عليه وسلم حتى استظل .

اور یہ بھی دیکھا کہ درخت کی ٹہنیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھکی ہوئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کناں ہیں۔

بحیرا یہ منظر دیکھ کر نیچے اترا اور اس نے کھانا تیار کرنے کا حکم دے دیا اور قافلہ والوں کو پیغام بھیج دیا کہ اے گروہ قریش! میں نے تم لوگوں کے لئے کھانا تیار کیا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کوئی چھوٹا بڑا بندہ وآقا رہ نہ جائے سب آئیں میری عزت افزائی اسی میں ہے۔ قوم میں سے ایک نے کہا: اے بحیرا! آج کونسی خصوصیت ہے اس سے قبل تو آپ نے کبھی ایسا نہ کیا تھا۔ کہنے لگا: میں تمہاری تعظیم وتکریم کرنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ سب اہل قافلہ دعوت پر پہنچ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کمسن ہونے کی

وجہ سے پیچھے چھوڑ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیٹھے سامان کی حفاظت کرنے لگے۔ بحیرا نے سب مہمانوں کو گہری نظر سے دیکھا مگر جو صفات اسے مطلوب تھیں کسی میں نہ تھیں۔ کسی پر بدلی سایہ فگن نہ تھی۔ پھر باہر دیکھا تو وہ بدلی ہنوز خدمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں مصروف تھی۔

بحیرا کہنے لگا: اے گروہ قریش! تم میں سے کوئی غیر حاضر نہیں رہنا چاہئے۔ کہنے لگے: ایک بچے کے سوا سب آ گئے ہیں وہ کمسن ہے۔ کہنے لگا: اسے بھی بلاؤ۔ یہ بڑی بری بات ہے کہ سب آ جائیں اور ایک نہ آئے۔ وہ بھی تو تم ہی میں سے ہے۔ کہنے لگے: ہاں! خدا کی قسم وہ نسب میں ہم سب سے افضل ہے اور اس شخص (ابو طالب) کا بھتیجا ہے۔ اتنے میں حارث بن عبدالمطلب اٹھے اور کہنے لگے: عبدالمطلب کا فرزند پیچھے نہیں رہ سکتا۔ یہ کہہ کر وہ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کندھوں پر اٹھائے لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پر بیٹھا دیا۔ بدلی ہنوز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر تھی۔ ادھر وہ درخت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے جانے کے بعد جڑ سے اکھڑ گیا۔

وجعل بحیرا یلحظه لحظاً شدیدًا وینظر الٰی شیء من جسده قد کان یجدها عنده من صفته ۔

''بحیرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑی یکسوئی سے دیکھنے لگا اور اسے اپنی کتاب میں موجود صفات آپ میں نظر آنے لگیں۔''

جب کھانے سے فارغ ہوئے تو بحیرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کھڑا ہو گیا کہنے لگا: اے بیٹا! میں تمہیں لات وعزیٰ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر لات وعزیٰ کا کون سا حق ہے؟ مجھے لات وعزیٰ کا واسطہ دے کر مت خطاب کرو۔ دنیا میں ان سے بڑھ کر مجھے کسی سے نفرت نہیں میں نے تو نفرت و حقارت کی وجہ سے انہیں دیکھا بھی نہیں۔ ہاں مجھے اللہ کی قسم دے کر جو چاہو پوچھو اگر میں جانتا ہوا تو ضرور بتلاؤں گا۔

بحیرا نے کہا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ کے نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں۔ پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے لگا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند کے متعلق پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تنام عيناى ولا يام قلبى۔

''میری آنکھیں سوتی ہیں دل نہیں سوتا۔''

پھر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں بسی سرخی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ کہنے لگا: بتلاؤ یہ سرخی آتی جاتی رہتی ہے یا ہمیشہ رہتی ہے۔ اہل قافلہ کہنے لگے: ہم نے تو یہ کبھی غائب نہیں دیکھی۔

بحیرا نے تقاضا کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جبہ اتاریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتارا جب اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت دیکھی حجلہ عروسی کے مہرے جیسی تھی تو اس کے سر کے بال کھڑے ہو گئے اور بے اختیار مہر نبوت کو چوم لیا۔

قریش کہنے لگے: اس راہب کی نگاہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ ابو طالب نے یہ دیکھا تو اپنے بھتیجے کے متعلق راہب سے ڈرنے لگے۔ پھر راہب نے ابو طالب سے پوچھا کہ یہ بچہ آپ کا کیا لگتا ہے؟ کہا: میرا بیٹا! کہنے لگے: یہ تمہارا بیٹا نہیں اور اس کا باپ زندہ نہیں ہونا چاہئے۔ ابو طالب نے کہا: یہ دراصل میرا بھتیجا ہے۔ کہنے لگا: اس کے والد کا کیا بنا؟ ابو طالب نے جواب دیا کہ ابھی یہ رحم مادر میں تھا کہ اس کا والد فوت ہو گیا۔ کہنے لگا: اس کی والدہ کا کیا بنا؟ کہا: وہ بھی کچھ عرصہ ہوا فوت ہو گئیں۔ راہب نے کہا: تم سچ کہتے ہو۔

اس بچے کو فوراً واپس لے جاؤ۔ مجھے اس کے متعلق یہود سے ڈر آ رہا ہے بخدا! اگر انہوں نے اسے دیکھ لیا یا جو کچھ میں نے اس میں پہچانا ہے وہ پہچان گئے تو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ تمہارے بھتیجے کو عظیم الشان مقام ملنے والا ہے جو ہم

نے اپنی کتابوں میں پڑھا اور اپنے باپ دادا سے سنا ہے اور اس پر ہم سے مضبوط وعدے لئے گئے ہیں۔

ابو طالب نے پوچھا: وہ وعدے تم سے کس نے لئے تھے؟ راہب ہنس پڑا پھر گویا ہوا: اللہ نے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں لے کر اترے۔ اس لئے وقت ضائع کئے بغیر اسے وطن واپس لے جاؤ۔ میں تمہاری خیر خواہی میں ہوں کیونکہ یہود چاہتے ہیں کہ وہ مقام ہمیں ملے جب انہیں معلوم ہوگا کہ یہ کسی اور کو ملنے والا ہے تو وہ اس سے حسد کرنے لگیں گے۔

کہتے ہیں: وہاں کچھ یہودیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بہانے قتل کرنا چاہا۔ وہ تین آدمی زرید، تمام اور دبیس تھے انہوں نے باہم فیصلہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی حیلے مارا جائے۔

وہ بحیرا کے پاس آئے اور اپنا ارادہ ظاہر کیا ان کا خیال تھا کہ بحیرا ان کی رائے پسند کرے گا مگر اس نے انہیں سختی سے منع کیا اور کہا: اس میں وہ سب صفات موجود ہیں؟ کہنے لگے: ہاں! راہب نے کہا: پھر تم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ چنانچہ وہ اپنا ارادہ ترک کر کے واپس چلے گئے اور ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لئے نہایت تیزی سے واپس چلے آئے کیونکہ انہیں آپ کے متعلق یہود سے خوف آنے لگا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی کمال شرف انسانیت کی نشانی

راوی کہتا ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب کے ہاں جوان ہوئے اللہ تعالیٰ نے دور جاہلیت کی بداطواریوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوسوں دور رکھا کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عظیم الشان منصب سونپنے والا تھا۔

تا آنکہ پوری قوم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کی دھوم مچ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین پڑوسی تھے۔ سب سے اعلیٰ اخلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز تھا۔ حلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ثانی نہ رکھتے تھے۔ سچائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم تھی۔

امانت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور تھے۔ بے حیائی اور برے کاموں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واسطہ نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے مذاق کیا نہ دھوکہ۔ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہنے لگے اور اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب نیکیوں کا حسین مرقع بنا دیا تھا۔

(59) دیکھ کر بولا بحیرا راہب ہیں

یہ ختم المرسلین ﷺ

ابی کبر بن ابو موسیٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو طالب قریشی شیوخ کے ساتھ شام کو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ساتھ لے گئے۔ بحیرا راہب کے پاس پہنچ کر انہوں نے پڑاؤ کیا۔ راہب ان لوگوں کے پاس آیا اس سے قبل بھی یہ لوگ یہاں آیا کرتے تھے مگر اس نے کبھی توجہ نہ دی تھی۔ اس مرتبہ ابھی یہ اپنے کجاوے اتار رہے تھے کہ وہ ان کے پاس آیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر بولا:

ھٰذا رسول رب العالمین ھٰذا یبعثه الله رحمة للعٰلمین ۔

''یہ تمام جہانوں کا سردار ہے۔ یہ پروردگار عالم کا رسول ہے اسے اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا۔''

قریش نے کہا: تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ کہنے لگا: جب تم پہاڑی کے اوٹ سے نمودار ہوئے تو میں نے دیکھا کہ کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ رہا جو سجدہ ریز نہ ہو گیا ہو اور ایسا سجدہ کسی نبی کے لئے ہی ہو سکتا ہے اور میں تو یہ بھی جانتا ہوں کہ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان پھسلنے والی ہڈی سے نیچے سیب جیسی مہر نبوت ہے۔

پھر اس نے ان لوگوں کے لئے دعوت کا اہتمام کیا۔ یہ سب پہنچ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے پاس رہے۔ راہب نے کہا: انہیں بھی بلاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بدلی بدستور سایہ کناں تھی۔ کھانے سے واپسی پر راہب ان کے پاس آیا تو یہ لوگ اپنے درخت کے پاس پہنچ چکے تھے اور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور درخت کا سایہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھک گیا۔

بحیرا ان کے پاس کھڑا ہو گیا اور اللہ کا واسطہ دے کر کہنے لگا: اس بچے کو روم مت لے جاؤ اگر رومی اسے دیکھ کر اس کی صفات سے باخبر ہو گئے تو اسے قتل کر دیں گے۔

اچانک بحیرا نے دیکھا تو اسے روم کی طرف سے سات آدمی آتے دکھائی دیئے۔ اس نے ان کا استقبال کیا اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ کہنے لگے: ہمیں معلوم ہوا تھا کہ اس مہینے میں وہ نبی ادھر آئے گا۔ چنانچہ روم کی طرف جانے والے ہر راستے پر لوگ بھیج دیئے گئے اور ہم ادھر آ نکلے۔ راہب نے کہا: کیا تمہارے بعد کوئی تم سے بڑا دستہ بھی آ رہا ہے؟ کہنے لگے: نہیں! ہمیں تو اس کی آمد کی اطلاع دی گئی اور ہم ادھر آ گئے۔

راہب نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر اللہ کسی کام کی تکمیل کا فیصلہ فرما لے تو کوئی شخص اسے روک سکتا ہے۔ کہنے لگے: نہیں! چنانچہ وہ مان گئے اور راہب کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے اس کے ہاں اقامت پذیر ہو گئے۔

راہب پھر قافلہ والوں کے پاس آیا اور کہا: اس بچے کا وارث کون ہے؟ ابو طالب نے کہا: میں! راہب انہیں سمجھاتا رہا تا آنکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلال کے ساتھ واپس بھیج دیا۔ راہب نے زادِ سفر کے لئے آپ کو کعک اور زیتون کا نذرانہ دیا۔

(60) آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال تجارت لے کر شام جاتے ہیں اور نسطورا راہب سے ملاقات ہوتی ہے

نفیسہ بنت امیہ اخت یعلیٰ سے روایت ہے کہتی ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پچیس سال کو پہنچے تو مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف لفظ ''امین'' سے پکارا جانے لگا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں شرافت وانسانیت کی تمام خوبیاں حد کمال تک پہنچ چکی تھیں۔

ابو طالب نے ایک دن کہا: اے بھتیجے! میں بے سرمایہ انسان ہوں زمانہ ہم پر سخت ہو گیا ہے اور سال ہا سال سے غربت ہمارے تعاقب میں ہے مال ہے نہ تجارت اور یہ تمہاری قوم کا قافلہ شام جانے کے لئے تیار ہے اور خدیجہ بنت خویلد تمہاری قوم کے آدمیوں کو مال تجارت دے کر بھیجا کرتی ہے وہ وہاں تجارت کرتے اور نفع کماتے ہیں۔ اگر تم بھی اس کے پاس جا کر تقاضا کرو وہ جلد مان جائے گی اور دوسروں پر تمہیں ترجیح دے گی۔ کیونکہ وہ تمہاری طہارت کے قصے سن چکی ہے۔ میں اگرچہ تمہارا شام جانا مناسب نہیں سمجھتا اور تمہارے متعلق مجھے یہودیوں سے ڈر ہے مگر اس کے سوا کوئی چارہ کار بھی تو نہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تجارت پیشہ عورت تھیں۔ شرافت و دولت کی مالک۔ آپ کے قافلہ ہائے تجارت دوسرے قافلوں کے ساتھ شام جاتے۔ آپ مضاربت پر

لوگوں کو مال دیتی تھیں اور یوں بھی ساری قوم قریش تجارت پیشہ تھی اگر کوئی تاجر نہ ہوتا تو اس کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید وہ خود ہی مجھے پیغام بھیجے ابو طالب نے کہا: مجھے ڈر ہے کہ وہ کسی اور کو مال دے دے گی اور تم ناکام رہ جاؤ گے۔ یہ گفتگو کر کے دونوں اپنی اپنی راہ پر ہو لئے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس گفتگو کا علم ہو گیا۔ وہ پہلے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت، امانت اور اخلاق کریمانہ کی داستانیں سن چکی تھیں۔ کہنے لگیں: مجھے نہیں خیال کہ وہ ایسا کریں گے تاہم اس نے پیغام بھجوایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و امانت کا تذکرہ سن رکھا ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دے رہی ہوں۔ میں دوسروں کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوگنا مال دوں گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام قبول فرمالیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابو طالب سے ملے اور انہیں مطلع کیا۔ وہ کہنے لگے: اللہ نے تمہیں یہ رزق پہنچایا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غلام میسرہ کے ساتھ شام جا پہنچے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں نے اہلِ قافلہ کو آپ کی حفاظت کے متعلق وصیت کی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم میسرہ کے ساتھ بصریٰ میں ایک درخت کے نیچے ایک راہب کے معبد کے پاس اترے جسے ''نسطورا'' کہتے تھے (تاریخ خود کو دہرانے لگی)

راہب میسرہ کو پہچانتا تھا اس لئے اس سے پوچھنے لگا: یہ درخت کے نیچے کون آ کر فروکش ہوا ہے؟ میسرہ نے کہا: اہل حرم میں سے ایک قریشی ہے۔ راہب نے کہا: اس درخت کے نیچے کوئی نبی ہی آ کر فروکش ہوا کرتا ہے (چند دن ڈیرہ لگایا کرتا ہے) پھر اس نے پوچھا: اس کی آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا: ہاں ہمیشہ رہتی ہے۔

قال الراهب هٰذا هو وهو اٰخر الانبیآء ولیت انی ادرکته حتی

یؤمه بالخروج فوعٰی ذٰلك میسرة ۔

''راہب نے کہا: یہ نبی ہے اور آخر الانبیاء ہے اے کاش میں وہ زمانہ پاتا جب انہیں مبعوث کیا جائے گا۔ میسرہ نے یہ بات دل میں محفوظ کر لی۔''

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بصریٰ کی منڈی میں گئے۔ لایا ہوا سامان فروخت کیا اور کچھ خریدا۔ کسی سامان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک شخص سے کچھ اختلاف ہوا اس نے کہا: میں لات وعزیٰ کی قسم اٹھاتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ان کی قسم ہرگز منظور نہیں مجھے اُن سے نفرت ہے آئندہ یہ قسم نہ اٹھانا۔ اس نے کہا: جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی۔

پھر وہ شخص میسرہ کو ایک طرف لے جا کر کہنے لگا:

یا میسرة هٰذا نبی والذی نفسی بیده انه لهو هو ویجده احبارنا منعوتاً فی کتبهم فوعٰی ذٰلك میسرة ۔

''اے میسرہ! یہ نبی ہے اور اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ وہی نبی ہے جسے ہمارے علماء اپنی کتابوں میں مذکور پاتے ہیں۔ میسرہ نے یہ بات بھی محفوظ کر لی۔''

اس کے بعد سارا قافلہ لوٹ پڑا۔ میسرہ نے دیکھا کہ جب دوپہر کا وقت ہوتا گرمی سخت ہو جاتی تو دو فرشتے نظر آتے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورج سے بچاتے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مال تجارت لے کر واپس تشریف لائے اور دوسروں کی نسبت دوگنا زیادہ نفع کمایا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو طے شدہ شرح منفعت سے دوگنا نفع دیا۔

شیخ ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کے نکاح، مدت حمل، دودھ پلانے اور بچپن میں شق صدر جیسے امور

اپنے ضمن میں اس قدر عظمت وکرامت لئے ہوئے ہیں کہ عقل انسانی طریقہ متعارف پر ازخود اقرار کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ ایسی عظیم الشان ہستی کا اعلان نبوت کرنا عین حق ہے۔

علاوہ ازیں علماء اہل کتاب کا اپنی کتابوں کی روشنی میں اور کاہنوں کا اپنے علم کے زور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دینا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا منتظر رہنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت پر شمس نصف النہار سے زیادہ روشن دلیل ہے۔ یہ وہ ''دلائل نبوۃ'' ہیں جو متلاشیان حق وصداقت کے لئے مینارہ نور اور اہل ایمان کی استقامت کے لئے مژدہ لطف وسرور ہیں۔

(61) مالک کونین تھے اور بکریاں چرا گئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھجوریں اتار رہے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیاہ کھجوریں اتارو وہ زیادہ اچھی ہوتی ہیں۔ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بکریاں چرایا کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما بعث اللہ نبیا الا راعی غنم ۔

''کوئی ایسا نبی ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں؟''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے:

اللہ تعالیٰ نے ایسا کوئی نبی نہیں بھیجا جو بکریاں چرانے والا نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی؟ فرمایا: میں بھی اپنے گھر والوں کے لئے مکہ میں قیراط کے ساتھ بکریاں چرایا کرتا تھا۔

(62) تینتیس سالہ عمر میں حجر اسود کو اس کی جگہ رکھ کر قوم کو خونریزی سے بچالیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کی صحت پر یہ واقعہ بھی شاہد عادل ہے کہ نہایت جاہلانہ دور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو اپنے ہاتھوں سے اس کی جگہ پر رکھ کر قریش کو اختلاف سے بچالیا۔ ایسے جاہلانہ دور میں اس قدر دانشمندانہ فیصلے کرنے والا شخص اگر دعویٰ نبوت کرے تو عقل اسے تسلیم کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔

قریش (نے کعبۃ اللہ کی عمارت بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے اسے گرا کر از سر نو تعمیر کیا اور حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے میں ان) کا اختلاف ہو گیا۔ قریش کا ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ سعادت ہمیں ملے حتیٰ کہ قریب تھا کہ جنگ کے لئے تلواریں نکل آئیں۔ تب وہ کہنے لگے: جو شخص حرم کعبہ میں ابھی سب سے پہلے داخل ہو گا اسے فیصل مان لیا جائے۔ وہ جو فیصلہ کرے سب کے لئے قابل قبول ہو گا۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہا جاتا تھا۔

قریش کہنے لگے: **قد دخل الامین،** امین آگیا۔ کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر راضی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو فیصلہ کریں ہم قبول کریں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا منگوایا اور اسے بچھا کر اس کے وسط میں حجر اسود رکھ دیا پھر قریش کے سب قبیلوں سے فرمایا کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک شخص اس کپڑے کا ایک کونہ پکڑ لے۔ چنانچہ وہ لوگ کپڑے کو پکڑ کر حجر اسود والی جگہ تک اٹھا لائے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے پتھر اٹھا کر اپنی جگہ نصب کر دیا۔

معتمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ قریش کعبۃ اللہ کی تعمیر کرتے ہوئے حجر اسود کو اپنی جگہ رکھنے کے مرحلہ پر پہنچے تو ان میں اختلاف ہو گیا۔ چار قبیلے باہم الجھ پڑے۔ قریب تھا کہ ان میں شدید جنگ چھڑ جائے انہوں نے باہم فیصلہ کیا کہ جو شخص ابھی سب سے پہلے حرم میں آئے اسے فیصل مان لیا جائے اور انہوں نے رب کعبہ کی قسم اٹھا کر اس کے فیصلہ کو تسلیم کرنے کا عہد کیا۔

اچانک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حرم میں تشریف لے آئے۔ یہ اعزاز اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو امین کہا جاتا تھا۔ قریش پکار اٹھے: یہ عبدالمطلب کا بیٹا امین آ گیا وہ ہمارا فیصل ہے ہم اس پر راضی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب آئے اور پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ کہنے لگے: اے فرزند عبدالمطلب! حجر اسود کو رکھنے میں ہم باہم الجھ پڑے اور حسد میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اس دروازہ سے پہلے داخل ہونے والا شخص ہمارا فیصل ہو گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حکم فرمائیں جو قوم کے لئے باعث فلاح و امن ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا بچھایا اور حجر اسود کو اس میں رکھ کر ارشاد فرمایا: سب قبائل اس کپڑے کے کنارے پکڑ لیں اور حجر اسود کی جگہ پر لے چلیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر پتھر کو اس کی جگہ لگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اعزاز اعلان نبوت سے سات سال قبل عطا فرمایا۔

عمر بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ سے حجر اسود کو اپنی جگہ رکھا جب قریش اس کے رکھنے میں اختلاف کر رہے تھے۔ جسے دیکھ کر ابو طالب بولے:

ان لنآ اوله و اٰخره فی الحکم والعدل الذی لاینکره

ہمارے لئے اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم یا کعبہ) کا پہلا اور پچھلا زمانہ حکمت وعدل میں ایسا ہے جس کا انکار ممکن نہیں۔

وقد جهدنا لنعمره وقد عمرنا خيره اكثره

ہم نے کعبہ کی تعمیر میں پوری کوشش کی اور اس کا بہترین اور اکثر حصہ ہم نے تعمیر کیا۔

فان يكن حق ففينا اكثره .

''اگر یہ بات حق ہے تو اس کا وافر حصہ ہم (بنو ہاشم) کو ملا ہے۔''

(63) قبل بعثت آپ ﷺ کی صداقت و شرافت ناقابل تردید تھی

شیخ ابونعیم کہتے ہیں کہ اعلان نبوت کے بعد بھی قریش اس بات کے معترف تھے کہ ہم نے آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ۝ (شعراء:214)

''اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو (عذاب جہنم) سے ڈرائیں۔''

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے سب قبائل کو دعوت پر بلایا اور فرمایا: بتلاؤ اگر میں تمہیں کہوں کہ ایک لشکر جرار تم پر حملہ آور ہونے والا ہے کیا تم لوگ میری تصدیق کرو گے؟ کہنے لگے: ہاں! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید ۔

''میں تمہیں ایک شدید ترین عذاب کے آنے سے پہلے اس سے ڈرا رہا ہوں۔''

ابولہب نے کہا: کیا تو نے ہمیں اس مقصد کے لئے جمع کیا تھا؟ تو ہمیشہ ہلاکت میں مبتلا رہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی:

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ (سورۃ لہب)

ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ (واقعتاً) ہلاک ہوگیا۔

شیخ ابونعیم کہتے ہیں: قریش نے بعثت مبارکہ سے قبل بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا متعدد بار اعتراف کیا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد عمرہ کرنے تشریف لے گئے اور ابوصفوان امیہ بن خلف کے ہاں قیام پذیر ہوئے کیونکہ امیہ بج بھی شام جاتا رہا راستے میں مدینہ طیبہ میں سعد بن معاذ کے پاس ٹھہرا کرتا تھا۔

امیہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ذرا انتظار کرو جب آدھا دن گزر جائے اور لوگ غافل ہو جائیں تب تم جا کر طواف کر لینا۔ چنانچہ جبکہ آپ بڑے اطمینان سے محو طواف تھے ابوجہل آ گیا کہنے لگا: یہ اس قدر اطمینان سے کون طواف کر رہا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سعد ہوں۔ کہنے لگا: تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھیوں کو (مدینہ منورہ میں) پناہ دے رکھی ہے اور یہاں اتنی بے خوفی سے طواف کر رہے ہو؟ ابھی یہ جھگڑا ہو رہا تھا کہ امیہ نے آ کر سعد رضی اللہ عنہ سے کہا: ابوجہل پر آواز نہ اٹھاؤ! یہ اس وادی مکہ کا سردار ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم مجھے طواف سے روک دو گے تو خدا کی قسم! میں شام کی طرف تمہاری آمد و رفت کا سلسلہ کاٹ کر رکھ دوں گا۔ امیہ نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل سے الجھنے سے روکا۔ لیکن آپ رضی اللہ عنہ کو طیش آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمیں چھوڑ دو! میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سنا ہے کہ آپ (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں قتل کریں گے۔ امیہ نے کہا: کیا مجھے؟ کیا مجھے؟ کہا: ہاں تمہیں اور خدا کی قسم! آپ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

یہ سن کر امیہ اپنی بیوی کے پاس گیا کہنے لگا: کچھ سنا ہے تم نے کہ میرے یثربی مہمان نے کیا کہا ہے۔ پھر اسے ساری بات سنا دی۔ وہ کہنے لگی: تو پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں نہیں چھوڑیں گے۔

جب جنگ بدر کے لئے قوس رحلت بجا اور کفار جنگ کے لئے نکلے تو امیہ کو اس کی بیوی نے کہا: تمہیں یاد نہیں کہ تمہارے یثربی بھائی نے کیا کہا تھا؟ امیہ نے فوراً ارادہ جنگ ترک کر دیا مگر ابو جہل نے اسے کہا: تم تو وادی مکہ کے سردار ہو ہمارے ساتھ ایک دو دن کے لئے ضرور چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑا اور بدر میں پہنچ کر واصل جہنم ہو گیا (اور زبان نبوت سے نکلی ہوئی پیش گوئی پوری ہو کر رہی)

(64) نبی مکرم ﷺ کے بعض اخلاق کریمانہ اور صفات حمیدہ خلقہ القرآن

جبیر بن نغیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حج پر گیا اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملا۔ آپ سے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق سوال کیا۔ آپ فرمانے لگیں:

کان خلقه رسول الله صلى الله عليه وسلم القرآن ۔

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق قرآن ہے (قرآن کی عملی تفسیر ہے)''

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کا اخلاق بہتر نہیں ہوسکتا۔ جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی یا گھر کا فرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: لبیک (میں حاضر ہوں) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ؈ (قلم:4)

''اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم کے مالک ہیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عوام الناس سے حسن سلوک

خارجہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کچھ لوگ میرے والد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ (حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بھائی) کے پاس آئے اور کہا کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق کچھ بتلائیے۔ آپ نے کہا: میں نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی تھا جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بلاتے میں حاضر ہوتا اور وحی لکھ لیتا۔

اور جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا کی بات کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی دنیا کی بات کرتے۔ اگر ہم آخرت کا ذکر چھیڑتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں آخرت کی باتیں بتلانا شروع کر دیتے۔ اگر کھانے کا ذکر چلتا تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہم نوا ہوتے۔ میں ان سب معاملات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث تمہیں بتلا سکتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دریائے لطف وکرم اپنی جولانیوں پر تھا۔ کسی خنک تر صبح میں کوئی غلام، لونڈی یا بچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں سے پانی لانے کے لئے کہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لئے پانی لے آتے اور اس کا چہرہ اور ہاتھ دھلواتے۔ کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف کان لگا لیتے اور جب تک وہ اپنی بات مکمل نہ کر لیتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے توجہ نہ ہٹاتے اور اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑنا چاہتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بلا تکلف پکڑا دیتے اور جب تک وہ خود نہ چھوڑ دیتا نہ چھڑواتے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب بھی دو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے آسان کو لے لیتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔ اگر وہ گناہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ اس سے دور ہوتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے لئے کسی سے انتقام نہ لیا۔ البتہ حدود الٰہیہ توڑی جاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے انتقام لیتے۔

ازواج سے حسن سلوک

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی کسی بیوی کو کبھی نہ مارا اور نہ ہی جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کبھی کسی کو ہاتھ سے ضرب لگائی۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی زیادتی کرتا تو اس سے انتقام نہ لیتے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حدود شرعیہ پامال کی جاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رضا الٰہی کے لئے انتقامی کاروائی ضرور کرتے۔

(65) خدام سے حسن سلوک

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے کئی سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کبھی مارا نہ گالی دی، نہ ڈانٹ پلائی اور نہ کبھی ناراض ہوئے۔ اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی تعمیل میں کوتاہی کرتا تو مجھے کبھی نہ جھڑکتے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کوئی مجھے جھڑکتا تو اسے فرماتے: چھوڑ و اسے! اگر یہ کام تقدیر میں لکھا ہوتا (جو خادم نہیں کرسکا) تو وہ ضرور ہو کر رہتا۔

(66) گنواروں اور پاگلوں سے حسن سلوک

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت کی عقل میں کچھ فتور تھا (پاگل تھی) ایک مرتبہ کہنے لگی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فلاں شخص کی ماں! تو مجھے جدھر لے جانا چاہتی ہے لے چل میں تیرے ساتھ چلوں گا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف لے گئی اور آپ سے سرگوشی میں بات کرتی رہی۔ جب وہ بات مکمل کر چکی تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے (پاگل کا بھی دل نہیں توڑا)

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موٹے کنارے والی نجران سے آئی ہوئی ایک چادر کندھوں پر رکھی ہوئی تھی۔ اچانک ایک دیہاتی شخص آدھمکا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر سے پکڑ کر خوب زور سے جھنجھوڑا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے سخت جھنجھوڑنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک پر چادر کے موٹے کنارے سے نشان پڑ گئے۔ پھر وہ کہنے لگا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس جو اللہ کا مال ہے مجھے اس میں سے کچھ دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک نظر دیکھا اور مسکرا دیئے اور حکم فرمایا کہ اسے کچھ دے دیا جائے۔

ہے دربان ان کا روح امیں
اور مسند ناز ہے عرش بریں
پہنچا جہاں پہ کوئی نہیں
بلغ العلیٰ بکمالہ

کفر و شرک سب دور کیا
اور جو رو جفا کافور کیا
سارا جہاں پرنور کیا
کشف الدجیٰ بجمالہ

کوئی منگتا خالی لوٹایا نہیں
کبھی شکوہ زبان پر آیا نہیں
کسی ایک کا دل بھی دکھایا نہیں
حسنت جمیع خصالہ

رب اس کو اپنا بناتا ہے
خود اللہ یہ فرماتا ہے
صلوا علیہ وآلہ

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر گناہ سے معصوم اور دشمنوں کی ہر سازش سے ہمیشہ محفوظ رکھا۔

(67) نبی کریم ﷺ کا قرین (ہمزاد) مسلمان ہو گیا تھا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ قرین (ساتھی) بنا دیا گیا ہے (جو انسان کے ساتھ رہتا ہے) صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی (یعنی کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی شیطان بطور قرین ہے؟) فرمایا: ہاں میرے ساتھ بھی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر کامیابی دی اور وہ اسلام لے آیا۔ اس لئے وہ مجھے نیکی ہی کا مشورہ دیتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ''وہ اسلام لے آیا'' کا مطلب یہ ہے کہ وہ میرا تابع ہو گیا اس لئے مجھے برائی کا مشورہ نہیں دیتا۔

اور یہ کہا گیا کہ اس کا مطلب ہے وہ مسلمان ہو گیا۔ اس طرح یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ٹھہری کہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرین شیطان مسلمان ہو گیا تھا۔

(68) آپ ﷺ قبل بعثت بھی جاہلیت کی رسوم سے ہمیشہ دور رہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پوتے حسن بن محمد بن علی اپنے والد کے واسطے آپ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمار ہے تھے اور میں نے دو مرتبہ کے علاوہ کبھی بھی یعنی قبل بعثت دور جاہلیت کی کسی رسم کو اپنا نے کی کوشش نہیں کی اور دونوں مرتبہ اللہ نے مجھے خطا سے معصوم رکھا۔

ایک رات میں نے بالائی مکہ میں جہاں ہم بکریاں چرایا کرتے تھے اپنے ساتھی لڑکے سے کہا: میری بکریوں کی دیکھ بھال رکھنا میں آج رات مکہ میں کہانی سننے جا رہا ہوں جیسے دوسرے نوجوان سنتے ہیں۔ کہنے لگا: بہتر ہے چنانچہ میں نکلا، ابھی مکہ کے قریب ہی تھا کہ پہلے گھر سے گانے اور ڈھول باجے کی آوازیں سنائی دیں۔ میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ کہنے لگا: قریش کے فلاں مرد و عورت کی شادی ہو رہی ہے۔ میں وہ موسیقی سننے میں شاغل ہو گیا اور اسی دوران میری آنکھ لگ گئی۔

پھر تب بیدار ہوا جب سورج کی شعاعوں نے مجھے آجگایا۔ میں اپنے ساتھی کے پاس پہنچا اس نے پوچھا: تم اتنی دیر سے کیا کرتے رہے؟ میں نے اسے سارا ماجرا سنا دیا۔ دوسری رات میں نے اس سے پھر وہی تقاضا کیا اس نے اجازت دے دی میں نے پھر وہی گزشتہ رات والی آوازیں سنیں اور میں انہیں سننے بیٹھ گیا تا آنکہ مجھے نیند آگئی۔ پھر دن چڑھے آفتاب کی تمازت سے بیدار ہوا اور اپنے ساتھی کے پاس آیا اور اس کے

پوچھنے پر اسے وہی گزشتہ واقعہ کہہ سنایا۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فوالله ما هممت بعد هما بسوء مما يعمل اهل الجاهلية حتى اكرمنى عزوجل بنبوته.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے بعد میں نے دور جاہلیت کی کسی رسم کی طرف دھیان نہ دیا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت سے سرفراز کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہتی ہیں: (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بستی) بوانہ میں ایک بت تھا۔ قریش اس کے پاس حاضر ہوتے اس کی تعظیم کرتے اس کے چرنوں میں بھینٹ چڑھایا کرتے۔ اس کے پاس سر منڈواتے اور پورا دن اعتکاف کیا کرتے تھے۔ یہ ان کا سالانہ دن ہوتا تھا۔

ابو طالب بھی اپنی قوم سمیت وہاں جایا کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی چلنے کے لئے کہا کرتا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکار فرما دیا کرتے۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت ناراض ہوا اور کہنے لگا: تم نے ہمارے خداؤں کے خلاف جو روش اپنا رکھی ہے مجھے یہ خطرناک محسوس ہونے لگی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں بھی اس دن آپ پر سخت ناراض تھیں۔ کہنے لگیں: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) قوم کی عید میں تمہارے شامل ہونے سے ایک فرد کا اضافہ ہو جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔

چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجبور کر کے لے گئے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے غائب ہو گئے جب تک کے لئے اللہ نے چاہا۔ پھر واپس تشریف لائے تو گھبرائے ہوئے تھے۔

پھوپھیوں نے پوچھا: کیوں گھبرائے ہوئے ہو؟ فرمانے لگے: مجھے ڈر ہے کہ مجھے کوئی اثر ہو جائے گا۔ کہنے لگیں: اللہ تعالیٰ تمہیں شیطان کے فتنہ سے محفوظ رکھے گا۔ تم میں تو ہر بھلائی موجود ہے تو تم نے کیا دیکھا ہے؟ فرمایا: میں نے جب بھی بت کے قریب ہونا

چاہا ایک دراز قامت سفید رنگ آدمی میرے سامنے آیا اور چیخ چیخ کر کہتا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) پیچھے ہٹ جاؤ اسے مت ہاتھ لگانا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قوم کی عید میں کبھی شامل نہیں ہوئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (قبل بعثت) اپنے عم زادوں کے ساتھ ایک مرتبہ اس بت کے پاس کھڑے تھے جو زمزم کے قریب نصب تھا اور اسے اساف کہا جاتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کی چھت پر نگاہ دوڑائی اور وہاں سے چل دیئے۔ عم زادوں نے کہا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس بت کے پاس کھڑا ہونے سے منع کیا گیا ہے۔

(69) قبل بعثت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر خدا کے نام پر ذبح شدہ گوشت کبھی نہ کھایا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے سنا تھا کہ زید بن عمرو بن نفیل غیر خدا کے نام پر ذبح کئے جانے والے جانور کا گوشت نہ کھاتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی ایسا گوشت کبھی نہ کھایا تا آنکہ مجھے اللہ تعالیٰ نے مقام نبوت سے سرفراز کر دیا۔

شیخ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وحفاظت میں یہ بات شامل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کی طرح تعری نہ کرتے تھے (برہنہ نہ ہوتے تھے) تو جو کام اس سے بھی بڑے ہیں ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا تو از حد ضروری ہے۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (قبل بعثت) دوران تعمیر کعبہ تہبند باندھے پتھر اٹھا کر لا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے بھتیجے! اگر تم تہبند کھول کر کندھوں پر رکھ لو تا کہ پتھر تمہارے کندھے نہ چھیل دیں تو بہتر نہیں؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھول کر کندھوں پر رکھا ہی تھا کہ بے ہوش ہو کر زمین پر آ رہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی عریاں نہیں ہوئے۔

انہی جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کعبہ کی تعمیر ہوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس رضی اللہ عنہ پتھر اٹھا اٹھا کر لانے لگے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اپنا تہبند کندھوں پر رکھ لو تا کہ تمہارے کندھے پتھر سے محفوظ رہیں۔ اتنے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر گر گئے اور آنکھیں آسمان میں گڑ گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور فرمانے لگے: میرا تہبند؟ میرا تہبند؟ اور فوراً تہبند باندھ لیا۔

عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تعمیر کعبہ کے دوران قریش نے دو دو کی ٹولیاں بنالیں۔ مرد پتھر لا رہے تھے اور عورتیں گارا وغیرہ۔
کہتے ہیں: میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکٹھے پتھر لا رہے تھے۔ ہم اپنے تہبند پکڑ کر کندھوں پر رکھ لیتے اور پتھر لے آتے اور جونہی ہم لوگوں کے قریب آتے تہبند پہن لیتے۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آگے چل رہے تھے کہ اچانک بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ میں دوڑتا ہوا آیا دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں آسمان میں پیوست تھیں۔ میں نے کہا: اے بھتیجے! تمہاری حالت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے روک دیا گیا ہے کہ برہنہ ہو کر چلوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نوٹ کر لی تا آنکہ اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اظہار کر دیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو طالب چاہ زمزم کی مرمت کر رہے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بچے تھے اور پتھر لا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تہبند پتھروں کی رگڑ سے بچانے کے لئے استعمال کیا۔
اچانک ابو طالب کو آواز دی گئی کہ اپنے بھتیجے کی خبر لو وہ بے ہوش پڑا ہے۔ جب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوش آیا ایک سفید پوش آدمی آیا اور کہنے لگا: پردہ کرو، پردہ کرو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پہلی علامت یہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا: پردہ کرو۔ اس کے بعد آپ کا ستر کبھی برہنہ نہ ہوسکا۔

(70) جب شیطان اپنے لشکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں سر اقدس کو سجدہ میں رکھے ہوئے تھے کہ شیطان آ گیا۔ اس نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن کو کچل دے۔ اچانک جبریل امین آ گئے انہوں نے اپنے دونوں پروں سے اس پر ایسی تیز ہوا چلائی کہ

فما استقرت قدماه علیٰ الارض حتی بلغ الاردن ۔

''اس کے پاؤں اکھڑ گئے اور لڑھکتا ہوا ارض اردن میں جا گرا۔''

ایک شخص نے عبدالرحمٰن بن جنبش رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ جب شیطان اپنے لشکر کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کیا کارروائی کی تھی؟ کہنے لگے: اس وقت پہاڑوں اور وادیوں سے شیطانی لشکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اُمڈتے چلے آئے۔ ان میں خود ابلیس بھی ہاتھ میں آگ کا شعلہ لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جلا دینے کے لئے آ پہنچا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا تو بتقاضا بشری کچھ ڈر محسوس ہوا۔ اتنے میں جبریل امین آ گئے اور کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھئے! فرمایا: کیا پڑھوں؟ کہا یہ دعا پڑھیں:

اعوذ بکلمات اللہ التی لا یجاوز ھن بر ولا فاجر شر ما خلق وذرا وبرا ومن شر فتن اللیل والنھار ومن شر کل طارق الا

طارقاً بطرق بخیر یا رحمٰن ۔

''میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک و بد آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو اللہ نے پیدا کی اسے عدم سے وجود دیا اور ظاہر کر دکھایا اور شب و روز کے فتنوں سے بھی اور اچانک آ جانے والے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں بجز اس کے جو بھلائی لے کر آئے اے اللہ!''

راوی کہتا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی تو شیطانوں کی آگ سرد ہوگئی اور اللہ نے انہیں نامراد کر کے بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں اس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن حملہ آور ہوئے۔ ایک جن آتش بدست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لپکا۔ جبریل امین نے کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! میں آپ کو وہ کلمات نہ بتلادوں کہ جب آپ انہیں کہہ لیں گے تو اس کی آگ سرد ہو جائے گی اور یہ ناک کے بل زمین پر آ رہے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمائیں:

اعوذ بوجه الله الکریم و کلماته التامة التی لا یجاوز هن بر ولا فاجر من شر ماینزل من السمآء وما یعرج فیها ومن شر ما ذرانی فی الارض وما یخرج منها ومن شرفتن اللیل ومن شر طوارق اللیل والنهار الا طارقاً یطرق بخیر یا رحمٰن ۔

''میں خدائے کریم کی رحمت اور اس کے کامل کلمات کے ساتھ جن سے کوئی نیک و بد آگے نہیں بڑھ سکتا، پناہ مانگتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو آسمان سے اترتی ہے یا اس کی طرف بڑھتی ہے۔ زمین میں پیدا کی گئی ہے یا اس سے باہر آتی ہے اور پناہ مانگتا ہوں رات کے فتنوں کے شر سے اور شب و روز میں اچانک آ جانے والوں کے شر سے بجز اس کے جو خیر لے کر آئے اے اللہ!''

(71) تیرے رعب سے شاہ زوروں کے دم ٹوٹ گئے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ قریش حرم کعبہ میں جمع ہوئے اور انہوں نے لات وعزیٰ اور مناۃ (جو ان کے یہاں تیسرا خدا تھا) اور نائلہ و اساف کی قسمیں اٹھائیں کہ اگر ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نظر آ گئے تو ہم ان پر یکبارگی حملہ آور ہو جائیں گے اور قتل کئے بغیر نہ چھوڑیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روتی ہوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور عرض کرنے لگیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے سرداران نے تہیہ کر لیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی مار ڈالیں گے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیت خون بہا کا حصہ بھی باہم تقسیم کر لیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جان پدر! میرے وضو کے لئے پانی لاؤ۔ آپ نے وضو کیا اور حرم کعبہ میں تشریف لے گئے۔ قریش نے آپ کو آتے دیکھ کر کہا: یہ وہی شخص ہے؟

وخفضوا ابصارهم وسقطت اذناقهم فی صدورهم وعقروا فی مجالسهم ولم یرفعوا الیه ابصارهم ولم یقم الیه رجل منهم.

”اور ساتھ ہی ان کی نگاہیں سجدہ ریز ہو گئیں، سر خم ہو گئے، ٹھوڑیاں سینوں

سے جالگیں اور دم بخود بیٹھے رہ گئے۔ اٹھنا تو کجا کسی کو نگاہ اٹھانے کی ہمت نہ رہی۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر آ کھڑے ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشت خاک اٹھائی اور شاھت الوجوہ (چہرے سیاہ ہوگئے) کہتے ہوئے ان پر پھینک دی۔ چنانچہ اس مجلس میں موجود جس بھی کافر کو اس خاک کا کوئی ذرہ لگ گیا تھا وہ میدان بدر میں قتل ہو کر رہا۔

(72) آپ ﷺ موجود تھے مگر دشمن کو نظر نہ آئے

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی:
تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ (سورۃ لہب) ''ابولہب کے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔''
تو ابولہب کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ ذرا اوٹ میں ہو جائیں یہ کچھ ایسی نازیبا باتیں کہے گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث ایذا ہوں گی کیونکہ یہ بدزبان عورت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ میرے اور اس کے درمیان پردہ ڈال دے گا۔
چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھ سکی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگی: تمہارے ساتھی (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری ہجو کی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہیں پائی تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے اور اس کے درمیان ایک فرشتہ حائل تھا جو مجھے اس کی نگاہ سے اوجھل کر رہا تھا تا آنکہ وہ واپس ہو گئی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ سورۃ تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ نازل ہوئی، آگے مثل حدیث مروی ہے۔

(73) اللہ نے نام محمد ﷺ کو توہین سے بچالیا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس پر حیرانی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کفار کی گالی گلوچ کو کس طرح مجھ سے دور کر دیا؟ وہ (مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہنے کی بجائے مذمم کہہ کر) کسی مذمم (قابل مذمت) کو گالی دیتے اور لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)

جعدہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر خدمت تھا کہ اتنے میں ایک آدمی پکڑ کر لایا گیا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپ کو قتل کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: ڈرو نہیں اگر تم نے یہ ارادہ کیا ہے تو اللہ نے تجھے مجھ پر غلبہ نہیں دیا۔

(74) سر لینے آیا تھا مگر سر دے گیا

حضرت شیبہ بن عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ حنین پر تشریف لے گئے تو میرے سینے میں وہ زخم ہرا ہو گیا جو حضرت علی اور حمزہ رضی اللہ عنہما نے میرے باپ اور چچا کو قتل کر کے لگایا تھا۔ میں نے کہا: آج میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر کے خون کا بدلہ لوں گا۔

میں (جنگ کے دوران) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوتا چلا گیا۔ تا آنکہ صرف اتنا فاصلہ رہ گیا کہ میں تلوار اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالوں مگر اچانک بجلی کی طرح چمکتا ہوا آگ کا ایک شعلہ میری طرف لپکا۔ میں نے سمجھا کہ یہ مجھے بھسم کر دے گا تو میں الٹے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: او شیبہ! اور ساتھ ہی اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھ دیا۔ اللہ نے فوراً میرے سینے سے شیطان کو نکال باہر کیا۔

فرفعت الیہ بصری وھو احب الی من سمعی وبصری ومن کذا۔

''اب جو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے وجود سے بھی زیادہ عزیز لگ رہے تھے۔''

حسن بن جابر سے روایت ہے کہ بنی محارب کے ایک شخص غورث بن حارث نے اپنی قوم سے کہا: میں تمہیں ابھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر لا کر دیتا ہوں۔ قوم نے تعجب سے کہا: تو انہیں قتل کرے گا۔

چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا پہنچا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے اور جھولی میں تلوار تھی۔ وہ کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تمہاری تلوار دیکھ سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں! تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اٹھائی اور اسے ہوا میں لہرانے لگا (مگر اللہ اسے نامراد کرنے والا تھا) کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟ فرمایا: میں تم سے کیوں ڈروں گا؟ کہنے لگا: میرے ہاتھ میں تلوار ہے پھر بھی تم مجھ سے نہیں ڈرتے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! میرا محافظ تو میرا خدا ہے۔ یہ سنتے ہی اس نے تلوار میان میں ڈالی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو لوٹا دی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ (مائدہ:11)

”اے ایمان والو! خود پر اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد کرو جب ایک قوم نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ بڑھانا چاہے مگر اللہ نے تم سے ان کے ہاتھ روک دیئے۔“

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک مرتبہ کسی جنگ سے واپس ہوئے۔ راستہ میں وادی ذات الرقاع پر ہم نے پڑاؤ کیا۔ ہمارا دستور تھا کہ اگر کوئی سایہ دار درخت مل جاتا تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوڑ دیتے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درخت کے نیچے آرام فرماتھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اتنے میں ایک مشرک آگیا اس نے آپ کی تلوار اٹھالی اور اسے لہراتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا: کیا تم مجھ سے ڈرتے نہیں؟ فرمایا: نہیں! کہنے لگا: تمہیں کون بچا سکتا ہے؟ فرمایا: میرا محافظ تو اللہ ہے۔ راوی کہتا ہے: اتنے میں صحابہ پہنچ گئے انہوں نے اسے دھمکایا تو اس نے تلوار میان میں ڈال کر درخت سے حسب سابق لٹکا دی۔

(75) گوشت نے کہا حضور ﷺ! مجھے نہ کھائیں میں زہر آلود ہوں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت بھنی ہوئی بکری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہدیہ لائی۔ صحابہ نے سے کھانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ روک لو!

فان عضوًا لها يخبرني انها مسمومة .

''اس بکری کا ایک ٹکڑا مجھے بتلا رہا ہے کہ وہ زہر آلود ہے۔''

چنانچہ آپ نے اس یہودی عورت کو پیغام بھیجا کہ آیا تم نے اس کھانے میں زہر ملایا تھا؟ کہنے لگی: ہاں! میرا خیال تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے ہیں تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو نجات دلا دوں گی اور اگر سچے ہیں تو اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور خبردار کر دے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اللہ کا نام لو اور کھا جاؤ۔ چنانچہ صحابہ نے کھایا اور کسی کو کچھ نقصان نہ ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زہر آلود بھنی ہوئی بکری لے کر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کچھ کھایا بعد ازاں تحقیقات کے لئے عورت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اس بارے میں سوال کیا۔ وہ کہنے لگی: ہاں! میں آپ کو قتل

کرنا چاہتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تمہیں مجھ پر کبھی غالب نہیں کرے گا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اللہ تمہیں کسی مسلمان پر غالب نہیں کرے گا۔ صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ فرمایا: نہیں!

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میں جنگ سے فارغ ہو کر (مدینہ منورہ) میں واپس آیا تو مجھے سخت بھوک لگی تھی۔ اتنے میں ایک یہودی عورت سامنے سے مل گئی اس کے سر پر تھال تھا جس مین بکری کا بچہ بھنا ہوا رکھا تھا اور ہاتھ میں کچھ شکر بھی تھی۔ کہنے لگی: اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے جس نے آپ کو سلامتی سے مدینہ پہنچایا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے لئے نذر مان رکھی تھی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلامتی سے واپس تشریف لے آئے تو میں یہ بکری ذبح کروں گی اور بھون کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے کے لئے ہدیہ کروں گی۔

فاستنطق اللہ الجدی فاستوی قائماً علی اربع قوآئم فقال یا محمد لا تاکلنی فانی مسموم۔

اللہ تعالیٰ نے بکری کو قوت گویائی دی اور وہ چاروں قدموں پر کھڑی ہو کر کہنے لگی: اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے نہ کھانا میں زہر آلود ہوں۔

(76) پرندے نے آپ ﷺ کے نعلین مبارک سے سانپ نکال دیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے دور تشریف لے جایا کرتے تھے۔ایک دن اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے پھر وضو کیا اور موزے پہننے لگے۔ابھی ایک موزہ پہنا تھا کہ ایک سبز پرندہ آیا اور دوسرا موزہ لے اڑا اور اوپر لے جا کر اسے پھینک دیا تو اس موزے سے ایک نہایت سیاہ سانپ نکل کر گر پڑا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری تکریم و تعظیم ہے۔پھر یہ دعا فرمائی:

اللھم انی اعوذبک من شر من یمشی علیٰ بطنہ وشر من یمشی علیٰ رجلین وشر من یمشی علیٰ اربع ۔

''اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ہر اس مخلوق کے شر سے جو (سانپ کی طرح) اپنے پیٹ پر چلتی ہے یا (انسانوں کی طرح) دو قدموں پر یا (درندوں کی طرح) چار قدموں پر چلتی ہے۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا محافظ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے (القرآن)

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابتداء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی سوتے ہم کسی ممکنہ حملہ سے بچنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد سویا کرتے تھے تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت عصمت اتاری:

وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ط (مائدہ:67) ''اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے بچا کر رکھے گا۔''

وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارنا چاہتے تھے مگر ہاتھ پتھر سے چمٹ گئے

معتمر بن سلیمان اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی مخزوم کا ایک آدمی ہاتھ میں پتھر اٹھائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لئے آیا۔ اس وقت آپ اپنی جبین نیاز در توحید پر رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ہاتھ اٹھایا تا کہ سجدے میں ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر پتھر سے کچل دے۔

فیبست یدہ علی الحجر فلم یستطع ارسال الفھر من یدہ۔

''مگر اس کا ہاتھ پتھر کے ساتھ چمٹ گیا اور کوشش کے باوجود جدا نہ ہوسکا۔''

تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے کہا: تم بزدل ہو کر لوٹ آئے ہو۔ کہنے لگا: میں نے بزدلی نہیں دکھائی مگر یہ ہاتھ چمٹ گیا ہے اور کوشش کے باوجود جدا نہیں ہوا۔ وہ بڑے حیران ہوئے دیکھا تو واقعی اس کی انگلیاں پتھر کے ساتھ چمٹ گئی تھیں۔ انہوں نے بڑی کوشش کے بعد انگلیاں چھڑوائیں اور کہنے لگے: یہ بات تو واقعی قابل غور ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں باآواز بلند قرآن پڑھا کرتے تھے اور قریش کے کچھ لوگ سن کر جلا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے کے لئے دوڑے۔ یک لخت ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ چمٹ گئے اور آنکھوں سے دکھائی دینا بند ہو گیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دیتے ہیں کہ ہماری یہ مصیبت ختم کروائیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش کے قریباً ہر قبیلہ سے کچھ رشتہ تھا۔ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا کی تو ان کی یہ مشکل حل ہوگئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

یٰسٓ ○ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ○ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ○ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ○ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ○ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ○

اور اس کے بعد والی آیات بھی اسی موقع پر نازل ہوئیں۔ راوی کہتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص بھی ایمان نہ لایا۔

(77) جب قریش نے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب قریش نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بڑھ رہے ہیں اور کچھ لوگ باہر سے آ کر بھی حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے ہیں تو انہیں محسوس ہوا کہ یہ تحریک قوت پکڑ گئی ہے اب ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے خلاف اعلان جنگ کر دیں۔

تو دارالندوہ میں ان کا اجتماع ہوا۔ یہ قصی بن کلاب کا گھر تھا جہاں قریش جمع ہو کر اجتماعی فیصلے کیا کرتے تھے (وہ قبائلی جرگہ تھا) یہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشورے بھی ہوا کرتے۔ چنانچہ اس مرتبہ کے اجلاس میں بڑی بھیڑ دکھائی دی اور اس دن کو یوم الزحمہ کہا گیا۔ اس اجلاس میں شیطان بھی شریک گفتگو تھا۔ وہ ایک موٹا کمبل اوڑھے جلیل القدر بوڑھے کی شکل میں آ نمودار ہوا اور کہنے لگا: نجد کے شیخ نے تمہارے اس اجلاس کی اطلاع پائی تو حاضر ہو گیا تاکہ تمہاری باتیں سنے اور ممکن ہے کوئی اچھی رائے یا نصیحت کا کلمہ ہی پیش کر سکے۔ قریش نے کہا: کیوں نہیں آئیے تشریف رکھیں۔

شیطان ان کے پاس بیٹھ گیا۔ اجلاس میں قریش کے ہر قبیلہ کے نمائندہ لوگ موجود تھے۔ بنی عبد شمس سے عتبہ، شیبہ (ربیعہ کے بیٹے) اور ابوسفیان بن حرب، بنی عبد مناف سے طعیمہ بن عدی، جبیر بن مطعم اور حارث بن عامر بن نوفل، بنی عبدالدار بن قصی سے نضر بن حارث بن کلاۃ، بنی اسد بن عبدالعزیٰ سے ابوالبختری بن ہشام، زمعہ بن

اسود بن مطلب اور حکیم بن حزام، بنی مخزوم سے ابوجہل بن ہشام، بنی سہم سے منبہ اور منبیہ (حجاج کے بیٹے) اور بنی جمع سے امیہ بن خلف شریک اجلاس تھے۔ قریش کے علاوہ دوسرے قبائل کے لوگ بھی آئے تھے۔

مسئلہ یہ پیش کیا گیا کہ اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی تحریک تمہارے سامنے ہے اور اب باہر سے بھی لوگ اس کے ساتھ شامل ہو رہے ہیں۔ ہمیں خطرہ ہے کہ یہ شخص ایسے لوگوں کی شہ پر کسی دن ہمارے خلاف اعلان جنگ کر دے گا تو اتفاق رائے سے اس کے خلاف کوئی لائحہ عمل تیار کیا جائے۔ بعض نے کہا: اسے پابہ زنجیر کر کے جیل میں ڈال دیا جائے اس کا بھی وہی حشر ہو جو اس جیسے دیگر شعراء زہیر اور نابغہ وغیرہ کا ہو چکا ہے۔ جیسے وہ قید خانہ میں سسکتے مر گئے تھے یہ بھی ایسے ہی انجام سے دوچار ہو جائے گا۔ نجد کے شیخ نے کہا: نہیں! یہ تو کوئی اچھی رائے نہیں۔ اگر تم نے اسے قید میں ڈالا تو اس کے ساتھیوں کو خبر ہوئے بغیر نہ رہے گی۔ یقیناً وہ تم پر حملہ کر دیں گے اسے آزاد کروا لیں گے پھر ان کی تحریک پہلے سے زیادہ شدت اختیار کر جائے گی اور انہیں غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اس لئے یہ رائے بہتر نہیں مزید مشورہ کرو۔

ایک اور شخص بولا کہنے لگا: ہم اسے جلاوطن کر دیتے ہیں جب یہ یہاں سے چلا گیا تو پھر ہمیں کیا حرج ہے جائے جہاں چاہے رہے ہم اس سے فارغ ہو گئے۔ نجدی شیخ کہنے لگا: یہ بھی کوئی رائے نہیں تم نے دیکھا نہیں اس شخص کی بات میں کتنی عمدگی، گفتگو میں کتنی شیریں اور اس کا کلام دلوں پر کتنا مؤثر ہے اگر تم نے ایسا کیا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ کسی بھی قبیلہ میں جا بیٹھے گا۔ اپنی باتوں سے انہیں گرویدہ کرے گا وہ اس کے پیروکار بن جائیں گے۔ پھر یہ اپنا لشکر تیار کر کے تم پر حملہ آور ہو گا اور تمہیں بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکے گا اور جو چاہے گا تمہارا حشر کر ڈالے گا۔ کوئی اور رائے تلاش کرو۔

ابوجہل نے کہا: میرے پاس بھی ایک رائے ہے جو ابھی تک تمہارے ذہنوں میں نہیں آئی۔ سب کہنے لگے: وہ کیا ہے اے ابوالحکیم؟ ابوجہل نے کہا: میرا خیال ہے ہر قبیلہ

سے ایک نوجوان لیا جائے جو طاقتور اور حسب نسب میں قبیلہ کا ممتاز فرد ہو۔ ان سب نوجوانوں کو کاٹ دار تلواریں دے دی جائیں وہ اس پر یک لخت ٹوٹ پڑیں اور اس کی زندگی کا چراغ گل کر کے دم لیں۔ اگر انہوں نے ایسا کر لیا تو اس کا خون تمام قبائل کے سر پر آئے گا اور اکیلے بنو عبد مناف کو تمام قبائل سے لڑنے کی ہمت نہ ہوگی۔ پھر اگر وہ دیت مانگیں گے تو تمام قبائل مل کر دیت پوری کر دیں گے۔ شیخ نجد نے کہا: اب بات ہوئی نا! اسے کہتے ہیں رائے۔ یہی ایک رائے تمہارے غموں کا مداوا ہے۔ چنانچہ اس رائے پر اتفاق کر کے اجلاس برخاست کر دیا گیا۔

جبریل امین نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ کیا اور کہا کہ آج رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ سوتے ہیں۔ چنانچہ جب رات کا ایک پہر گزر گیا تو کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر جمع ہو گئے۔ انتظار کرنے لگے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو جائیں تو ہم حملہ آور ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھڑے دیکھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم میرے بستر پر سو جاؤ اور میری یہ حضرمی سبز چادر اوڑھ لو۔ وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسی چادر میں سویا کرتے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھے یزید بن ابی زیاد نے محمد بن کعب قرظی سے روایت کر کے بتلایا کہ نوجوانان قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر پہنچے تو ابوجہل بھی ان کے ساتھ تھا وہ (ازراہ تمسخر) کہنے لگا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھتا ہے کہ اگر تم اس کی پیروی کرو گے تو عرب وعجم کے بادشاہ بن جاؤ گے پھر تمہیں مرنے کے بعد اٹھایا جائے گا اور اردن کی جنت جیسی تمہیں وہاں جنتیں ملیں گی اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو وہ تمہیں ختم کر ڈالے گا پھر تم مرنے کے بعد اٹھو گے تو تمہیں آگ میں جلنا ہوگا۔

یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشت خاک اٹھائی اور فرمایا: ہاں! میں ایسے ہی کہتا ہوں اور تمہارا بھی

یہی حشر ہوگا۔ اتنے میں اللہ نے ان کی آنکھوں کا نور بند کر دیا انہیں کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر تھوڑی تھوڑی مٹی ڈالنے لگے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیات تلاوت کر رہے تھے:

یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ۝

”مجھے حکمت والے قرآن کی قسم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم رسولوں میں سے ہیں (اس قول تک کہ) اب وہ دیکھ نہیں پاتے۔“

اس کے بعد والی آیات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو ان میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جس کے سر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ مٹی نہ رکھی ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جدھر جانا چاہتے تھے تشریف لے گئے۔

کچھ دیر بعد ایک شخص وہاں سے گزرا جو ان میں سے نہ تھا۔ اس نے کہا: تمہیں کس کا انتظار ہے؟ کہنے لگے: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس نے کہا: خدا نے تمہیں نامراد کر دیا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو تمہارے پاس آئے تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈالی اور اپنے کام کو چلتے بنے۔ کچھ اپنی حالت بھی تو دیکھو، ہر کسی نے اپنے سر پر ہاتھ پھیرا تو ہاتھ میں مٹی آگئی۔ اب ایڑیاں اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگے۔ مگر وہاں گھر میں تو بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ ردائے رسول تانے محوخواب تھے۔ کہنے لگے: قسم بخدا! یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جو اپنی چادر میں سو رہا ہے۔ چنانچہ صبح تک وہیں کھڑے رہے۔

صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے تو کفار نے کہا: بخدا! رات والے شخص نے ہمیں صحیح بتلایا تھا۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ ط وَیَمْکُرُوْنَ وَ یَمْکُرُ اللّٰہُ ط وَ اللّٰہُ خَیْرُ الْمٰکِرِیْنَ○ (انفال)

''جب کافر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مشورہ کو رہے تھے کہ آپ کو قید کریں یا باہر نکال دیں وہ اپنی تدبیر کر رہے تھے اور اللہ اپنی تدبیر کرتا تھا اور اللہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے۔''

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نضر بن حارث اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء پہنچاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑا رہتا تھا۔ ایک مرتبہ دن کے بارہ بجے سخت گرمی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لئے نکلے۔ جب حجون پہاڑ کے دامن میں پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دور تشریف لے جایا کرتے تھے تو نضر بن حارث نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا کہنے لگا: میں نے اسے یوں تنہا پہلے کبھی نہیں پایا تھا مجھے چاہئے کہ موقع پا کر اسے قتل کر دوں۔

وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا مگر اچانک لرزہ براندام ہو کر اپنے گھر کو بھاگ اٹھا۔ ابوجہل راستے میں ملا۔ پوچھنے لگا: اس وقت (گرمی میں) کہاں سے آ رہے ہو؟ نضر نے کہا: میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چلا تھا کہ اسے کسی طرح مار ڈالوں کیونکہ وہ تنہا تھا۔ میں جب قریب ہوا تو دیکھا کہ اس کے سر کے اوپر کچھ سیاہ رنگ کے بھوت سے ہیں اور منہ کھولے دانت نکال رہے ہیں۔ میں یہ منظر دیکھ کر دہشت زدہ ہو گیا اور پلٹ کر بھاگا۔ ابوجہل کہنے لگا: یہ اس کے جادو کا ہی ایک حصہ ہے۔

(78) ابو جہل آپ ﷺ کا سر کچلنے کے لئے پتھر لے کر آیا مگر ڈر کر بھاگ اٹھا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عتبہ، شیبہ، ابوسفیان بن حرب، نضر بن حارث، ابوالبختر ی، اسود بن مطلب، زمعہ بن اسود، ولید بن مغیرہ، ابوجہل بن ہشام، عبداللہ بن امیہ، امیہ بن خلف، عاص بن وائل اور حجاج کے بیٹے منبہ اور منیبہ یہ لوگ حرم میں جمع ہوئے باہم مشورہ کرنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آدمی بھیجو۔ اس سے بات کرو (کہ وہ اپنے دین کو چھوڑ دے) اگر وہ نہ مانے تو پھر تم معذور ہوئے پھر جو چاہے کر لینا۔

چنانچہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کے سرداران جمع ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بہت جلد تشریف لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گمان تھا کہ شائد قوم پر ہدایت کا راستہ کچھ واضح ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کی ہدایت کے لئے بڑے متمنی تھے اور ان کا جہنمی ہو جانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر شاق گزرتا تھا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی مجلس سے اٹھ کر واپس آئے تو ابوجہل نے کہا: اے گروہ قریش! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تو تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تمہارے دین کی تردید، تمہارے باپ دادا کی توہین اور تمہارے خداؤں کو برا بھلا کہنے میں ہی مصروف رہے گا اور میں نے تو اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھالی ہے کہ کل میں ایک بڑا پتھر جسے میں اٹھا سکوں لے کر

بیٹھوں گا اور جب وہ سجدے میں جائے گا تو اس کا سر کچل کے رکھ دوں گا۔ چاہے تم مجھے اجازت دو یا منع کرو۔ اب نبو عبد مناف (آپ کے خاندان) نے جو کرنا ہے کر لے۔ کفار اسے کہنے لگے: ہم تو تمہیں کبھی اس کی اجازت نہ دیں گے۔ اپنی مرضی سے جو چاہتے ہو کرو۔

اگلا دن چڑھا تو ابوجہل ایک بڑا سا پتھر سنبھال کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھ گیا جیسا کہ اس نے کہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حسب معمول حرم میں تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان والی دیوار کے سامنے (جنوب کی طرف) کھڑے تھے اور کعبہ کو اپنے اور شام کے درمیان کر لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور قریش اپنی اپنی مجلسوں میں بیٹھے منتظر تھے کہ ابھی ابوجہل کی کسی کارروائی کی خبر آتی ہے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گئے تو ابوجہل پتھر اٹھائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لپکا مگر جب قریب آیا تو لرزہ براندام ہو کر پیچھے کو بھاگ اٹھا۔ اس کا رنگ اڑ چکا تھا، جسم پر کپکپی طاری تھی، بازو شل ہو گئے تھے اور پتھر اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا تھا۔

قریش اس کے قریب آئے اور کہنے لگے: اے ابوالحکم! کیا بات ہے؟ کہنے لگا: جب میں رات والے وعدے کے مطابق اسے مارنے کے لئے اٹھا اور اس کے قریب ہوا تو ایک طاقتور اونٹ منہ کھولے میری طرف لپکا۔ بخدا! میں نے اس جیسی کوہان، گردن اور دانت کسی اونٹ کے نہیں دیکھے۔ وہ چاہتا تھا کہ مجھے کھا جائے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں: مجھے بتلایا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ حضرت جبریل تھے۔ اگر ابوجہل قریب آتا وہ اسے پکڑ لیتے۔ ابوجہل کی یہ بات سن کر نضر بن حارث نے کہا: اے قریش! تم پر وہ مصیبت آپڑی ہے کہ قبل ازیں تم ایسی مصیبت سے کبھی دوچار نہ ہوئے تھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اربد بن قیس بن جعفر بن خالد بن کلاب اور عامر بن طفیل بن مالک مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کے سامنے بیٹھ گئے۔ عامر کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اسلام لے آؤں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے حقوق اور فرائض دیگر مسلمانوں ہی کی طرح ہوں گے۔ عامر نے کہا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھے حکومت مل سکتی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تجھے ملے گی نہ تیری قوم کو البتہ تمہیں لشکر اسلام کی مدد کرنا ہوگی۔ کہنے لگا: اس وقت تو میں لشکر نجد کی مدد میں ہوں۔ ایسا کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے دیہات کی حکومت مقرر کر دیں اور اپنے لئے شہر کی حکومت رکھ لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں!

پھر جب یہ دونوں اٹھنے لگے تو عامر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: میں تمہارے مقابلے میں اس قدر سوار و پیادہ لشکر لاؤں گا کہ یہ وادی بھر جائے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تمہیں اس سے باز رکھے گا۔

باہر نکل کر عامر نے اربد سے کہا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو باتوں میں لگالوں گا اور تم اس پر تلوار چلا دینا۔ اگر یہ قتل ہو گیا تو لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین) زیادہ سے زیادہ یہی کریں گے کہ دیت لے کر راضی ہو جائیں گے۔ جنگ پر آمادہ نہیں ہوں گے (معاذ اللہ) اور ہمارے لئے دیت کی ادائیگی کوئی مشکل نہیں۔ اربد نے کہا: میں یہ کام کروں گا۔

تو دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پلٹ آئے۔ عامر نے کہا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آؤ میں تمہارے ساتھ کچھ بات کرنا چاہتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر اس سے باتیں کرنے لگے اربد نے تلوار سونت لینا چاہی مگر اس کے بازو نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ وہ تلوار نہ سونت سکا اور کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پلٹ کر اربد کی طرف دیکھا کہ وہ کیا کر رہا ہے اور پھر وہاں سے تشریف لے گئے۔

عامر اور اربد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں سے نکل کر مقام حرہ واقم پہنچے۔ وہاں پڑاؤ کیا۔ اتنے میں وہاں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آ پہنچے۔ اور کہا: اے دشمنان خدا ٹھہر جاؤ خدا تم پر لعنت کرے! عامر نے کہا: اے سعد رضی اللہ عنہ! یہ دوسرا کون ہے؟ کہا: یہ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ صاحب لشکر ہے۔

چنانچہ یہ دونوں وہاں سے بھاگ اٹھے مگر ابھی ارض واقم (مکہ و مدینہ کے درمیان ایک جگہ) پہنچے تھے کہ اربد پر خدا نے آسمان سے بجلی اتاری اور اسے جلا کر بھسم کر ڈالا رہا عامر تو وہ بھاگتا ہوا خریب پہنچا اللہ نے اس کے جسم میں پھوڑا پیدا کر دیا۔ اسے بنی سلول کی ایک عورت کے گھر رات آ گئی۔ وہ اپنے پھوڑے کو اپنی زبان سے چوستا تھا اور کہہ رہا تھا: بنی سلول کی عورت گھر میں اونٹ کے پھوڑے جیسی مصیبت نے آلیا۔ اب اس کی تمنا تھی کہ یہیں مر جائے۔ پھر وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور راستے میں ہی واصل جہنم ہو گیا۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو جہل نے ایک بار لوگوں سے پوچھا: کیا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چہرے کو گرد آلود کرتا ہے (حرم میں آ کر نماز پڑھتا ہے؟) لوگوں نے کہا: ہاں! کہنے لگا: اگر اب میں نے اسے ایسا کرتے دیکھ لیا تو اس کی گردن مروڑ دوں گا اور واقعتاً اس کا چہرہ گرد آلود بنا دوں گا۔

کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا مگر فوراً ہی الٹے پاؤں واپس بھاگ کھڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے خود کو بچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

اسے کہا گیا: ابو جہل کیا بات ہے؟ کہنے لگا: میں نے اپنے اور اس (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان ایک خوفناک خندق دیکھی ہے اور پروں والے فرشتے دیکھے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ اس موقع پر اللہ نے یہ آیت اتاری:

كَلَّا إِنَّ الْإِنسَانَ لَيَطْغَىٰ ۝ أَن رَّآهُ اسْتَغْنَىٰ ۝ (العلق)

''ہاں ہاں بے شک انسان سرکشی کرتا ہے اس لئے کہ خود کو غنی سمجھتا ہے۔''

فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۝ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ ۝ (العلق)

''وہ اپنی قوم کو لے آئے ہم اپنے فرشتے لے آئیں گے۔''

سرداران قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قتل کا مژدہ سنا دیا

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے قریش کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ لئے ہوئے صرف ایک بار دیکھا تھا جب انہوں نے سایہ بیت اللہ میں میٹنگ کی تھی۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم پر محو نماز تھے۔ عقبہ بن ابی معیط نے اٹھ کر اپنی چادر آپ کے گلے میں ڈال دی اور اس قدر زور سے کھینچا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھٹنوں کے بل گر پڑے۔ لوگوں نے شور مچا دیا ان کا گمان تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی قتل ہوئے۔

اتنے میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوڑتے آئے اور پیچھے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بازوؤں سے تھامتے ہوئے بولے: او کافرو! کیا تم ایک شخص کو صرف اس لئے مار ڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔

چنانچہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر چلے گئے اور دوبارہ کعبہ کے سائے میں جا بیٹھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی اور فراغت کے بعد ان کی مجلس پر سے گزرے اور اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

فقال یا معشر قریش اما ولذی نفسی بیده ما ارسلت الیکم الا بالذبح واشار بیده الی خلقه۔

''آپ نے فرمایا: اے گروہ قریش اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری

جان ہے۔ میں تمہارے پاس (تمہارے) ذبح کا پیغام لایا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے وہ یوں دم بخود ہو کر رہ گئے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کلام سن کر اس قدر ڈھیلے پڑ گئے کہ ابھی کچھ دیر پہلے جوان میں بڑا بدگو تھا اب اس کی گفتگو سب سے نرم تر ہو چکی تھی اور وہ یوں کہہ رہا تھا: اے ابو القاسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم راہ ہدایت پر چل کر تشریف لے جائیں بخدا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی جاہلانہ بات نہیں کی (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے انہیں اپنی قتل گاہ نظر آنے لگی تھی اور اپنا انجام بد دکھائی دینے لگا تھا)

ابیہ بنت ابن الحکم رضی اللہ عنہما کہتی ہیں میں نے اپنے دادا حکم سے کہا: اے گروہ بنو امیہ! میں نے تم سے زیادہ عاجز تر کوئی قوم نہیں دیکھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمہاری رائے سے بدتر کوئی رائے نہیں پائی۔ دادا نے کہا: اے پوتی! ہمیں ملامت نہ کر۔ میں تجھے اپنی آنکھوں دیکھا واقعہ بتلاتا ہوں۔

ہم قریش کو ایک عرصہ دیکھتے رہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آوازے کستے تھے اور پھر انہوں نے اتفاق کر لیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر مارا جائے۔ ہم اتفاق رائے کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے آئے اچانک ہم نے ایک (دہشت ناک) آواز سنی۔ ہمیں یوں محسوس ہوا جیسے مکہ کا ہر پہاڑ پھٹ رہا ہے اور آتش فشاں بن گیا ہے۔ ہم پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور تب ہوش آیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر اپنے گھر جا چکے تھے۔

دوسری رات ہم نے پھر وہی عزم مذموم کیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لئے لپکے۔ اچانک صفا و مروہ دونوں پہاڑ آپس میں مل گئے اور ہمارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حائل ہو گئے۔ خدا کی قسم! ہم نے اس واقعہ سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ تا آنکہ اللہ نے ہمیں اپنے فضل سے دولت اسلام سے سرفراز کر دیا۔

(79) ابوجہل نے جلال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرعوب ہو کر حق دار کو حق دے دیا

عبداللہ بن عبدالملک بن ابی سفیان ثقفی جو بڑے علامہ تھے روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ اراش سے ایک شخص مکہ مکرمہ میں اپنا اونٹ لایا جو اس سے ابوجہل بن ہشام نے خرید لیا اور قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنے لگا۔ وہ شخص قریش کی ایک مجلس پر آ کھڑا ہوا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد حرام کے ایک کونہ میں تشریف فرما تھے۔

وہ مجلس قریش سے کہنے لگا: اے قریش! کیا تم میں سے کوئی شخص ابوالحکم بن ہشام سے میری رقم دلوا سکتا ہے؟ میں غریب و مسافر ہوں اس نے میرا حق دبا لیا ہے۔ اہل مجلس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ازراہ تمسخر کہا: اس شخص کو دیکھ رہے ہو وہ تمہیں ابوجہل سے رقم دلوا دے گا اس کے پاس جاؤ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ابوجہل کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیسا برتاؤ ہے۔

وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا: اے بندہ خدا! ابوالحکم بن ہشام نے میرا حق مار لیا ہے۔ میں غریب و مسافر ہوں میں نے اس قوم سے فریاد چاہی تھی مگر انہوں نے تمہاری طرف اشارہ کیا ہے۔ تم مجھے اس سے حق دلوا دو اللہ تم پر رحم کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ابھی اس کے پاس چلتا ہوں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ ہو لئے۔ قریش نے یہ دیکھا تو ایک شخص سے کہنے لگے: تم ان کے

پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ اب کیا ہوتا ہے۔

وخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی جآءہ فضرب علیہ بابہ فقال من ھٰذا فقال محمد فاخرج الی قال فخرج الیہ وما فی وجھہ رائحۃ قد انتقع لونہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کے گھر پر آئے دروازہ کھٹکھٹایا۔ اس نے کہا: کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باہر آؤ اور میری بات سنو! ابوجہل باہر نکلا تو اس کے چہرے میں خون کا قطرہ تک نہ تھا (خوف سے چہرہ زرد ہو گیا تھا) اور رنگ اڑ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: اس آدمی کا حق کیوں نہیں دیتے؟ کہنے لگا: ہاں دیتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہیں ٹھہریں میں ابھی لایا۔ وہ اندر گیا اور رقم لا کر اس مسافر کو تھما دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور اس اراشی مسافر سے کہا: اب جاؤ اپنا کام کرو۔

اراشی مسافر اس مجلس قریش کے پاس پھر آیا اور کہا: اللہ اس شخص کو جزائے خیر دے اس نے مجھے میرا حق دلوا دیا۔ اتنے میں وہ آدمی بھی آ گیا جسے اہل مجلس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بھیجا تھا۔ اہل مجلس نے پوچھا: تمہارا بھلا ہو تم نے کیا دیکھا؟ وہ کہنے لگا: میں نے عجیب سے عجیب تر منظر دیکھا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر آیا تو اس کے بدن میں جان تک نہ تھی۔ انہوں نے کہا: اس کا حق دیدو۔ وہ کہنے لگا: ہاں یہیں ٹھہرو میں ابھی لاتا ہوں اور تھوڑی ہی دیر میں اس کی رقم اسے لا دی۔

ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ ابوجہل آ گیا۔ اہل مجلس نے کہا: بخدا! ہم نے اس سے قبل تمہیں ایسا کرتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کہنے لگا: افسوس ہے تم پر۔ بخدا! جب اس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور میں نے اس کی آواز سنی تو میرا دل خوف سے بھر گیا۔ میں باہر نکلا تو دیکھا اس کے سر کے اوپر ایک طاقتور اونٹ ہے۔ اس جیسی کوہان، گردن اور دانت میں نے کسی اونٹ کے نہیں دیکھے۔ خدا کی قسم! اگر میں انکار کرتا تو وہ مجھے کھا

جاتا۔

ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے ابوجہل سے کہا: کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ڈر گئے تھے؟ کہنے لگا: اس خدا کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے اس کے ساتھ کچھ آدمی دیکھے جن کے ہاتھوں میں چمکتے ہوئے بھالے تھے۔ ابو قزاعہ کی روایت میں ہے کہ اگر میں اسے رقم نہ دیتا تو وہ بھالے میرا پیٹ چاک کر جاتے۔

(80) وہ علاج کرنے آیا اور خود شفایاب ہو گیا

عبدالرحمٰن عدوی سے روایت ہے کہ حضرت ضماد رضی اللہ عنہ کہتے تھے: میں ایک مرتبہ عمرہ کرنے کو مکہ آیا۔ وہاں ایک مجلس میں بیٹھا جس میں ابوجہل، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف بھی تھے۔ ابوجہل نے کہا: اس شخص (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہماری وحدت پارہ پارہ کردی ہے ہمارے خیالات کو پراگندہ، ہمارے مردوں کو گمراہ اور ہمارے خداؤں کو باطل قرار دیا ہے۔ امیہ نے جواب دیا: یہ شخص یقیناً مجنون ہے۔

ضماد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے دل میں ان کی باتیں بیٹھ گئیں اور میں نے تہیہ کر لیا کہ اس شخص کا علاج کروں گا۔ میں یہاں سے اٹھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلا مگر اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ملے۔ اگلے دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام ابراہیم کے سامنے نماز پڑھتے پالیا۔

میں بیٹھ گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتے ہوئے بولا: اے فرزند عبدالمطلب! میری طرف توجہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا: میں ریح کا علاج کرتا ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہیں تو میں آپ کا علاج کرسکتا ہوں۔ یہ کوئی بڑی بیماری نہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کئی مریضوں کو صحت یاب کیا ہے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کی گفتگو سنی ہے ان کا کہنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جاہل قرار دینے، ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے، ان کے مردوں کو گمراہ اور خداؤں کو باطل قرار

دینے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ میں نے سوچا ایسی باتیں وہی کرسکتا ہے جسے کچھ جنون ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتگو کا آغاز یوں کیا:

الحمد الله احمده واستعينه و اومن به واتوكل عليه من يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادى له ۔ واشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمدًا عبده و رسوله ۔

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ میں اس کی ثنا کہتا، اس سے مدد چاہتا اس پر ایمان لاتا اور اس پر توکل کرتا ہوں۔ جسے اللہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ گمراہی دے اس کا کوئی ہادی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے یکتا کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

ضماد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس سے حسین اور بہتر کلام کبھی نہ سنا تھا۔ میں نے یہ کلام دوبارہ سننے کا تقاضا کیا۔ آپ نے دوبارہ سنا دیا۔ میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیا ہے؟ فرمانے لگے: میری دعوت یہ ہے کہ صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ بتوں کی محبت کا جوا گلے سے اتار پھینکو اور میری رسالت پر ایمان لاؤ۔ میں نے کہا: ایسا کرنے سے مجھے کیا ملے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لئے جنت ہوگی۔ میں نے کہا: ''**اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له**'' میں بت پرستی سے باز آیا۔ آئندہ اس کے قریب نہ جاؤں گا اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول معظم ہیں۔

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہی قیام رکھا۔ قرآن کریم کی چند سورتیں یاد کیں اور اپنی قوم کی طرف واپس ہوگیا۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن عدوی کہتے ہیں کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کوایک جنگ پر بھیجا۔ وہاں انہیں ایک جگہ سے اونٹ ملے جو وہ ہانک لائے۔ بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ یہ قوم ضماد رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انہیں واپس کردو۔ چنانچہ اونٹ واپس ہو گئے۔

(81) قرآن سننے سے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی تقدیر بدل گئی

محمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بدر کے قیدیوں کے متعلق بات کرنے کے لئے آیا۔ میں نے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ ہیں میں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کیا خوب ہے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کر دی۔ اب کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہ سکتا ہوں؟ یا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرضی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی طرف سے میری مخالفت تو تم دیکھ چکے ہو۔ تم اپنے گھر رہو جب تمہیں معلوم ہو کہ میں نے یہاں سے ہجرت کی ہے تو پھر میری پیروی کرنا۔

چنانچہ جب میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوئے مدینہ ہجرت کر گئے ہیں تو میں وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہو گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پہچانتے ہیں؟ فرمایا: ہاں تم وہی اسلمی شخص ہو جو میرے پاس مکہ میں آئے تھے اور میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا اور تم نے یہ جواب دیا تھا تو میں (مارے خوشی کے) کھڑا ہو گیا۔ میں نے یقین کر لیا جو علم اس مجلس سے مل سکتا ہے سارے زمانے میں کہیں نہیں مل سکتا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کس گھڑی میں دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے آخری پہر میں اس وقت کی نماز پر فرشتے پہنچتے ہیں اور وہ قبول ہوتی ہے۔

(82) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سرگزشت اور قبول اسلام

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مجھے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنی زبانی بتلایا کہ میں اصفہان کی ایک بستی میں رہنے والا شخص تھا۔ میرا باپ کسان تھا۔ اس کو مجھ سے از حد محبت تھی۔ محبت ہی کی وجہ سے اس نے مجھے گھر میں بند کر رکھا تھا جیسے کسی لونڈی کو رکھا جاتا ہے۔ میں اپنے مجوسی گھرانے میں خدمت گزار آتش تھا۔ ہر وقت آگ بھڑکائے رکھتا کبھی سرد نہ ہونے دیتا۔ یہ میرا دینی فریضہ تھا۔

میرے باپ کی کچھ زمین تھی۔ وہ اپنے گھر میں کچھ تعمیر کر رہا تھا۔ اس نے مجھے بلا کر کہا: اے بیٹے! میں اس تعمیر میں مشغول ہوں تم میری زمین پر جاؤ اور وہاں کا کام مکمل کر کے فوراً واپس آ جاؤ۔ وہاں ٹھہرنا نہیں کیونکہ تمہارے کچھ دیر رک جانے سے میں اپنی زمین اور تعمیر سب کچھ بھول بیٹھوں گا۔ چنانچہ میں زمین پر پہنچنے کے لئے گھر سے نکلا۔ میرا گزر ایک دیر پر ہوا۔ وہاں عیسائیوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ وہ اپنی نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میرے باپ نے مجھے قید کیوں کر رکھا ہے (اس لئے کہ میں کہیں اپنا مذہب نہ چھوڑ دوں)

میں نے ان کی آوازیں سنیں تو دیر کے اندر چلا گیا اور دیکھتا رہا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ مجھے ان کی نماز بڑی بھائی اور ان کے طریقہ کو پسند کرنے لگا اور دل میں کہا: بخدا! یہ دین ہمارے دین سے کہیں بہتر ہے میں غروب آفتاب تک وہیں بیٹھا رہا اور باپ کی

زمین دھری کی دھری رہ گئی میں وہاں گیا ہی نہیں۔ میں نے ان عیسائیوں سے پوچھا: تمہارے دین کا اصل مرکز کہاں ہے؟ کہنے لگے: شام میں۔

میں اٹھ کر اپنے والد کے پاس آیا۔ اس نے میری تلاش میں آدمی دوڑائے ہوئے تھے اور اسے سارے کام بھولے ہوئے تھے جیسے کہ اس نے کہا تھا۔ مجھ سے پوچھنے لگا: بیٹا! تم کہاں تھے؟ میں نے تم سے وعدہ نہیں لیا تھا کہ جلدی آجانا ہوگا۔ میں نے کہا: ابا جان! میں نے کچھ لوگوں کو ان کے دیر میں محو نماز دیکھا ہے۔ مجھے ان کا دین بڑا پسند آیا۔ میں غروب آفتاب تک انہیں کو دیکھتا رہا۔ باپ نے کہا: اے بیٹا! اس دین میں کوئی بھلائی نہیں۔ تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا دین ہی بہتر ہے۔ میں نے کہا: بخدا ہرگز نہیں! وہ دین ہمارے دین سے کہیں افضل ہے۔ باپ نے مجھے ڈرایا دھمکایا گھر میں بند کردیا اور پاؤں میں زنجیر ڈال دی۔

میں نے عیسائیوں کو پیغام بھجوایا کہ جب تمہارے پاس شام کو جانے والا قافلہ آئے تو مجھے خبردار کردینا۔ چنانچہ ایک روز عیسائیوں کا تجارتی قافلہ آپہنچا۔ انہوں نے مجھے اطلاع کی۔ میں نے کہا: اپنی سرگرمیاں اور ضروریات مکمل کر کے جس دن قافلے نے روانہ ہونا ہو مجھے اس دن خبردار کردیا جائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور مجھے ان کی روانگی کی اطلاع مل گئی۔ میں نے زنجیر توڑے اور ان کے ساتھ مل کر شام پہنچ گیا۔

وہاں پہنچ کر میں نے پوچھا کہ یہاں کا سب سے بڑا دینی عالم کون ہے؟ لوگوں نے بتلایا کہ گرجے کا ایک بڑا پادری ہے۔ میں اس کے پاس جا پہنچا۔ میں نے کہا: مجھے عیسائیت سے بڑی رغبت ہے۔ میں آپ کے گرجے میں رہ کر آپ کی خدمت کرنا اور آپ سے کچھ سیکھنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا: جیسے تمہاری مرضی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا۔

وہ بہت بداخلاق تھا۔ لوگوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیتا اور خود صدقے کا طلب گار

رہتا۔ جب اس کے پاس مال فراواں جمع ہو گیا تو اس نے اسے کہیں دبا دیا اور غرباء کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ جب وہ مرا تو میں نے لوگوں کو اس کے خزانے سے خبردار کیا انہوں نے کہا: تمہیں اس کا کیسے پتہ چلا؟ میں نے کہا: میں تمہیں اس کا خزانہ دکھا دیتا ہوں۔ کہنے لگے: دکھاؤ! چنانچہ وہاں سے سونے چاندی سے اٹے ہوئے سات مٹکے برآمد ہوئے۔ یہ دیکھ کر لوگوں نے کہا: بخدا! ہم اسے دفن نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اس کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا اور اس پر پتھروں کی برسات کرنے لگے۔ اس کے بعد وہ اس کی جگہ نیا آدمی لے آئے۔

(حضرت) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اس سے بہتر کوئی نمازی نہیں دیکھا تھا میں نے اسے ٹوٹ کر چاہا۔ مجھے اس قدر محبت پہلے کسی سے نہ ہوئی۔ میں ایک عرصہ اس کے پاس رہا تا آنکہ اسے موت آ گئی۔ میں نے اس سے کہا: میں تمہارے پاس رہا اور تم سے بے حد محبت کی اب تم داغ مفارقت دیئے جا رہے ہو۔ میرے لئے کیا حکم ہے میں اب کس کی صحبت اختیار کروں؟ اس نے کہا: اے بیٹا! بخدا میرے عقیدے والا کوئی شخص اب دنیا میں نہیں۔ لوگ ہلاک ہو گئے اور اکثر و بیشتر نے اپنا عقیدہ بدل ڈالا البتہ موصل میں فلاں شخص میرے عقیدہ پر ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

کہتے ہیں: جب اسے دفن کر دیا گیا تو میں موصل والے شخص کے پاس جا پہنچا اور اسے بتلایا کہ فلاں شخص نے مرتے دم مجھے وصیت کی تھی کہ آپ کے پاس جا کر رہوں اور اس نے مجھے بتلایا کہ آپ اس عقیدے پر ہیں۔ وہ کہنے لگا: بہتر ہے تم میرے ہاں ٹھہرو گے تو میں اس کے ساتھ رہنے لگا۔ واقعتاً میں نے اس کی طرح کسی شخص کو اپنے ساتھی کے طریقے پر کاربند نہیں پایا۔ مگر چند دن ہی گزرنے پائے تھے کہ وہ بھی فوت ہو گیا جب اسے موت آئی تو میں نے اس سے کہا: فلاں شخص نے مجھے آپ کے پاس بھیجا تھا اب آپ جا رہے ہیں میرے لئے کیا وصیت ہے؟ اس نے کہا: بخدا! میرے طریقے

پر تو اب کوئی شخص نہیں رہا البتہ شام میں علاقہ نصیبین میں فلاں شخص ہے تم اس کے پاس چلے جاؤ۔

چنانچہ جب اسے دفن کر دیا گیا تو میں نصیبین والے آدمی کے پاس پہنچ گیا اور اسے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ اس نے کہا: تم میرے ہاں رہو۔ مگر چند دن بعد وہ بھی داغ جدائی دینے لگا۔ میں دم آخر اس کے پاس آیا اور کہا: فلاں نے مجھے فلاں کے پاس بھیجا اس نے تمہارے پاس بھیج دیا اب میں کس کے پاس جاؤں؟ اس نے کہا: میرے طریقہ پر اب کوئی شخص کاربند نہیں رہا۔ ہاں عموریہ ارض روم میں فلاں شخص ہے وہ بالکل میرے عقائد و نظریات کا حامل ہے اگر تم چاہتے ہو تو وہاں چلے جاؤ۔

چنانچہ اس کی تدفین کے بعد میں نے عموریہ والے آدمی کو جا پایا اور اسے اپنی بپتا کہہ سنائی۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ میں نے وہاں رہ کر محسوس کیا کہ وہ اپنے پیش رووں کا سچا جانشین تھا۔ میں نے اس سے بڑا دنیا سے بے رغبت اور آخرت کے لئے متفکر کوئی شخص نہیں دیکھا۔ میں ن اس کے ہاں رہتے ہوئے کچھ کام شروع کر دیا اور میں نے کافی گائیں اور بکریاں جمع کر لیں۔ ایک عرصہ کے بعد اسے بھی موت نے آ لیا۔ میں نے آخری لمحات میں اس سے پوچھا کہ فلاں نے مجھے فلاں کے پاس بھیجا اس نے آگے فلاں کے پاس بھیجا اور اس نے آپ کے پاس بھیج دیا۔ اب میرے لئے کیا وصیت ہے اور میں کیا کروں؟

اس نے کہا: اے بیٹے! میں جن عقائد کا حامل تھا وہ مٹ چکے ہیں کوئی ایک شخص بھی ان پر کاربند نہیں رہا۔ ہاں اب ایک نبی ظاہر ہونے والا ہے وہ دین ابراہیمی لے کر آئے گا۔ عرب سے نکلے گا۔ وہ میدانوں کے درمیان ایک ارض نخلستان کی طرف ہجرت کرے گا۔ ہدیہ کھائے گا صدقہ نہیں کھائے گا۔ اس کے کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ اگر تم ان شہروں میں پہنچ سکو تو پہنچ جاؤ۔

کہتے ہیں: اس کی وفات کے بعد میں کچھ عرصہ عموریہ میں رہا جب تک اللہ نے

چاہا پھر وہاں سے بنو کلب کے کچھ تاجر گزرے میں نے انہیں کہا: مجھے سرزمین عرب میں لے چلو میں تمہیں اپنی بکریاں اور گائیں دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اپنا مال انہیں دے دیا اور ان کے ساتھ ہولیا۔ وادی قریٰ میں پہنچ کر انہوں نے مجھ پر یہ ظلم ڈھایا کہ مجھے ایک یہودی کے ہاتھ غلام بنا کر فروخت کر دیا۔

میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا وہاں مجھے کچھ کھجور کے درخت نظر آئے مجھے امید سی ہونے لگی کہ شاید یہ وہی شہر ہے جس کی مجھے میرے ساتھی نے نشاندہی کی تھی۔ تحقیق نہ ہو سکی۔ چند دن بعد بنو قریظہ سے اس یہودی کا چچازاد بھائی آیا اور مجھے اس سے خرید کر اپنے ساتھ مدینہ طیبہ لے آیا۔

خدا کی قسم! میں نے مدینہ طیبہ کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ میرے ساتھی نے اسی شہر کی نشاندہی کی تھی۔ میں وہاں رہنے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں اعلان نبوت فرمایا اور مکہ میں قیام پذیر رہے۔ مجھے اس کی اطلاع نہ مل سکی کیونکہ غلامی کی حالت ہی کچھ ایسی ہوتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لے آئے۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اپنے مالک کی ایک پھل دار کھجور پر چڑھ کر کام کر رہا تھا مالک نیچے بیٹھا تھا اچانک اس کا چچازاد بھائی آیا اور کہنے لگا: اے فلاں! اللہ بنو قیلہ (انصار کے ایک قبیلہ) کو تباہ کرے بخدا وہ ایک شخص کے گرد جمع ہو رہے ہیں جو آج ہی مکہ مکرمہ سے قبا میں آیا ہے اور سمجھ رہے ہیں کہ وہ نبی ہے۔

جب میں نے یہ سنا تو لرزہ براندام ہو گیا مجھے یوں لگا جیسے ابھی اپنے مالک کے اوپر گر پڑوں گا۔ میں نے نیچے اتر کر اس کے چچازاد بھائی سے کہا: تم ابھی کیا کہہ رہے تھے؟ یہ سنتے ہی میرے مالک نے طیش میں آکر مجھے ایک زناٹے دار طمانچہ رسید کر دیا اور کہا: تمہیں اس سے کیا غرض؟ جاؤ اپنا کام کرو۔ میں نے کہا: کچھ نہیں میں تو صرف اس کی بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ان دنوں میرے پاس کچھ رقم پس انداز تھی۔ میں نے وہ جیب میں ڈالی اور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی قبا میں تشریف فرما تھے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیک آدمی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ غریب ساتھی بھی ہیں میرے پاس یہ کچھ صدقہ ہے اور آپ لوگ کسی اور کی نسبت اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ یہ کہہ کر میں نے وہ رقم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اسے بانٹ لو۔ مگر خود اپنا ہاتھ روک لیا۔ میں نے دل میں کہا: ایک نشانی تو پوری ہوگئی پھر میں واپس آیا اور کچھ مزید رقم جمع کی۔ ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ منورہ شہر میں آگئے۔ میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ نہیں کھاتے تو یہ میری طرف سے کچھ ہدیہ ہے میں از راہ عقیدت لے کر آیا ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے خود بھی کھایا اور صحابہ کو بھی کھانے کے لئے فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: اب دو ہوگئیں۔

پھر میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں ایک جنازہ کے ساتھ آئے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دستار مبارک کے دو شالے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے میں سلام کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے آ کر بیٹھ گیا تا کہ مہر نبوت کی زیارت کر سکوں جو میرے ساتھی نے بتلائی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس فرما لیا کہ یہ شخص کچھ دیکھنا چاہتا ہے۔

فالقی ردآءہ عن ظھرہ فنظرت الی الخاتم فعرفته فانکببت علیه اقبله وابکی۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پشت (مبارک) سے چادر نیچے سرکا دی میں نے مہر نبوت کو فوراً پہچان لیا اور فرط مسرت سے جھک کر اسے بوسہ دینے لگا

اور خوشی سے رونے لگا۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سامنے آجاؤ میں سامنے آگیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سارا واقعہ کہہ سنایا جیسے اے بھتیجے! ابن عباس رضی اللہ عنہما تمہیں سنا رہا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میری اس سرگزشت کو بڑا پسند کیا اور چاہا کہ سب صحابہ اسے سنیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو۔ چنانچہ میں نے اس سے کھجور کے تین سو درخت لگا کر دینے اور چالیس اوقیہ چاندی نقد ادا کرنے پر مکاتبت کرلی۔

(83) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا باغ کیسے لگا

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو۔ چنانچہ کسی نے مجھے کھجور کے تیس پودے دیئے کسی نے پندرہ اور کسی نے اپنی گنجائش کے مطابق تا آنکہ میرے پاس تین سو پودے جمع ہو گئے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے سلمان رضی اللہ عنہ! جاؤ ان پودوں کے لئے زمین نرم کرو اور فارغ ہو کر مجھے اطلاع دو میں انہیں خود اپنے ہاتھوں سے لگاؤں گا۔ میں نے زمین تیار کی۔ صحابہ نے میری مدد کی اور میں فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تشریف لے آئے ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پودے دیتے جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں لگاتے جاتے تا آنکہ کام مکمل ہو گیا۔

فوالذی نفس سلمان بیدہ ما مات منھا ودیۃ واحدۃ۔

''اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں سلمان کی جان ہے ان تین سو میں سے کوئی پودا بھی خشک نہیں ہوا۔''

سب تناور درخت بنتے چلے گئے میں نے اپنے مالک کو کھجوریں دے دیں باقی رقم رہ گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرغی کے انڈے جتنا سونا کسی کان سے نکلا ہوا لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مکاتبت کا کیا بنا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلا کر ارشاد فرمایا: یہ لے لو اور اپنا قرض ادا کر دو۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے میرا قرض کیسے ادا ہو گا (یہ چالیس اوقیہ سے بہت کم ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لے لو اللہ اسے پورا کر دے گا۔

فوزنت لهم منها فوالذي نفس سلمان بيده اربعين اوقية ۔

جب میں نے اس کا وزن کیا تو سلمان رضی اللہ عنہ کی جان کے مالک خدا کی قسم! اس کا وزن پورا چالیس اوقیہ تھا۔

میں نے قرض ادا کیا اور سلمان رضی اللہ عنہ کی جان آزاد ہوگئی۔ پھر میں جنگ خندق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوا اور پھر کسی معرکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا جبکہ خندق سے قبل بدر اور احد وغیرہ معرکوں میں آپ رضی اللہ عنہ غلامی کی وجہ سے شامل نہ ہو سکے۔

(84) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کمسن بکری دست رسول کی برکت سے دودھ دینے لگی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں جب نابالغ نوجوان تھا تو (مکہ مکرمہ میں) عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے جبکہ وہ مشرکین سے جان بچا کر نکلے تھے۔ مجھ سے کہنے لگے: اے لڑکے! ہمارے پینے کے لئے تیرے پاس کچھ دودھ ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس دودھ امانت ہے میں تمہیں نہیں پلا سکتا۔ انہوں نے کہا: کیا تیرے پاس ایسی کمسن بکری ہے جسے ابھی نر جانور کے ساتھ جفت نہ کیا گیا ہو۔ میں نے کہا: ہاں ہے اور میں نے ایک بکری پیش کر دی۔

فاعتقلها ابوبكر واخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم الضرع فمسحه ودعا فحفل الضرع ۔

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے پاؤں پکڑے رکھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور کچھ دعا پڑھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کے تھن دودھ سے بھر گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پیالہ نما پتھر لے آئے اور اس میں دودھ دوہنا شروع کر دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تھنوں کو حکم دیا کہ سکڑ جاؤ تو وہ سکڑ گئے۔

اگلے دن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے مبارک کلام قرآن پاک کا کچھ حصہ سکھلائیے۔ آپ نے فرمایا: تم (واقعی) سیکھنے والے نوجوان ہو۔ چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ستر قرآنی سورتیں یاد کیں۔ جن میں کوئی دوسرا آدمی میرے ساتھ شریک نہ تھا۔ (مسند احمد، مسند عبداللہ بن مسعود، جلد:3، صفحہ:187، رقم الحدیث3599-3598، طبع جدید، دارالحدیث قاہرہ مصر، مسند احمد، جلد:1، صفحہ:379، طبع قدیم، مسند احمد، جلد:3، صفحہ:444، رقم الحدیث:4412، دارالحدیث قاہرہ، طبقات ابن سعد، باب: ومن حلفاء بنی زہرۃ بن کلاب بن قبائل العرب، جلد:3، صفحہ:111، دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان، البدایۃ والنہایۃ، باب تکثیرہ علیہ السلام الاطعمۃ، جلد:6، صفحہ:103، دارالحدیث قاہرہ قال حمزۃ احمد الزین: اسنادہ صحیح، قال احمد جار! اسنادہ حسن، ابونعیم، دلائل النبوۃ، صفحہ:299، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

(85) سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (میرے والد) عازب سے گیارہ درہم پر ایک کجاوہ خریدا اور عازب سے کہا (اپنے بیٹے) براء سے کہو کہ وہ یہ کجاوہ میرے گھر تک پہنچا آئے۔ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں! پہلے آپ مجھے وہ واقعہ سنائیں جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کے لئے نکلے تھے۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہنے لگے: وہ واقعہ یہ ہے کہ ہم رات کے اندھیرے میں مکہ مکرمہ سے نکلے اور ساری رات اور اگلا دن سفر کرتے رہے تا آنکہ دوپہر ہوگئی اور جب دوپہر خوب تپ اٹھی (شدید گرمی ہوگئی) تو میں نے (ایک جگہ پہنچ کر) چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کہیں کوئی سایہ نظر آجائے جہاں گرمی سے پناہ لی جائے۔ مجھے ایک چٹان نظر آئی، میں اس کے قریب گیا تو وہاں کچھ سایہ نظر آیا۔

میں نے وہاں جگہ برابر کی اور سائے میں چادر بچھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ادھر تشریف لاکر آرام فرمائیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سائے میں محو استراحت ہوگئے اور میں راستے پر نکل آیا تاکہ دیکھوں کوئی تلاش کرنے والا تو ادھر نہیں آرہا؟

فرماتے ہیں: میں نے دیکھا ایک چرواہا بکریاں لئے آرہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا: تم کس شخص کے غلام ہو؟ اس نے ایک قریشی کا نام لیا جسے میں نے پہچان لیا۔

پھر ہم رات تک چلتے رہے جبکہ قوم قریش ہماری تلاش میں تھی۔ ان میں سے الر

کوئی شخص ہمیں ڈھونڈ پاتا تو وہ سراقہ بن مالک بن جعشم تھا جو اپنا گھوڑا دوڑاتا ہم تک آ پہنچا۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ پکڑنے والا آ پہنچا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تحزن ان اللہ معنا ”نہ ڈرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

جب وہ ہمارے قریب آ گیا تو میں رو دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا: کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا:

واللہ ما ابکی علٰی نفسی ولکن ابکی علیك۔

قسم بخدا! میں اپنی جان کے لئے نہیں روتا میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر کر کے مارے دکھ کے رو رہا ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہ رُوؤ۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اس سراقہ کو سنبھال لے جیسے تو چاہتا ہے۔

فساحت فرسه فی الارض الٰی بطنها فی ارض صلد۔

”تو فوراً اس کا گھوڑا پختہ زمین میں پیٹ تک اتر گیا۔“

وہ چھلانگ لگا کر گھوڑے سے اتر آیا اور کہنے لگا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے دے۔ تو میں دوسری متلاشی قوم کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اندھا کر دوں گا (انہیں کسی اور راہ پر ڈال دوں گا تا کہ وہ اس راستہ پر چلتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پہنچ سکیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تو اس کا گھوڑا نکل آیا اور وہ لوٹ گیا۔

ہم چلتے چلتے مدینہ طیبہ آ پہنچے۔ لوگ ہمارے استقبال کے لئے اُمڈ آئے ان کی زبان پر یہی الفاظ تھے:

جآء رسول اللہ جآء رسول اللہ ۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

''رسول خدا تشریف لے آئے۔رسول خدا جلوہ گر ہو گئے۔''

لوگ ہماری میزبانی کے لئے باہم الجھنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے ہاں فروکش ہوئے۔ براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے سے قبل میں قرآن کی مفصل سورتوں میں سے کچھ حصہ یاد کر چکا تھا۔ (بخاری شریف، کتاب مناقب الانصار، باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، صفحہ 462-461، رقم الحدیث: 3906، دار ابن الجوزی، القاہرہ مصر)

(86) حضرت ابوایوب انصاری کے گھر میں جلوہ گری اور عبداللہ بن سلام کا قبول اسلام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ کی طرف تشریف لائے تو میدان حرہ کے کنارے پر نزول فرمایا اور انصار مدینہ کو اپنی آمد کی اطلاع بھیجی تو وہ آپ کے پاس دوڑے چلے آئے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا اور گزارش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سوار ہوں اور ہر قسم کے خوف وخطرہ سے بے نیاز ہو کر مدینہ طیبہ میں تشریف لے چلیں ہم اپنی نگاہیں فرش راہ کئے ہوئے ہیں۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو کر روانہ ہوئے انصار ان کے گرد اسلحہ سے لیس ہو کر حلقہ بنائے ہوئے تھے۔ادھر مدینہ میں شور مچ گیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہیں۔لوگ چھتوں پر چڑھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ان کے لبوں پر یہ الفاظ تھے: جآء نبی اللہ جآء نبی اللہ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم آ گئے ہیں۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چلتے چلتے مدینہ طیبہ میں پہنچ گئے اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب جا اترے جبکہ ابوایوب اپنے گھر میں گھر والوں سے باتیں کر رہے تھے (کہ نہ جانے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائیں گے یا کسی اور کو یہ سعادت ملنے والی ہے)

عبداللہ بن سلام کو آپ کی آمد کا علم ہوا جبکہ وہ اپنے کھجوروں کے باغ میں پھل اتار رہے تھے تو وہ اسی حالت میں یہ سنتے ہی اپنے گھر چلے آئے۔ کھجوریں ابھی تک ان کے ہاتھ میں تھیں۔ ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری سے اتر کر پوچھا کہ ہمارے شہر مدینہ کو لوگوں میں سے کس کا گھر یہاں سے زیادہ قریب ہے۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بے قرار ہو کر بولے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ پھر ہمارے آرام کرنے کی جگہ بناؤ۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ گئے جگہ تیار کی اور واپس آ کر عرض کیا: یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بچھونا بچھا ہے۔ تشریف لائیے اور ہمارے گھر کو رحمت خداوندی کا مخزن بنائیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں جلوہ افروز ہو گئے تو عبداللہ بن سلام حاضر ہوئے اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق لے کر آئے ہیں۔ یہود جانتے ہیں کہ میں ان کا سردار ہوں اور سردار کا بیٹا ہوں۔ ان میں سب سے بڑا عالم میں ہوں اور ان میں سب سے بڑے عالم کا فرزند ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں بلا کر میرے متعلق پوچھیں قبل اس کے کہ انہیں میرے اسلام لانے کی خبر ہو۔ کیونکہ اگر انہیں اس کی خبر ہو گئی تو وہ میرے متعلق غلط باتیں کہیں گے۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو بلا بھیجا تو وہ آ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے یہود! افسوس ہے اللہ سے ڈرو! اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میرا پیغام حق ہے تم اسلام لے آؤ۔ وہ کہنے لگے: ہمیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کوئی علم نہیں (معاذ اللہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن سلام کا تمہارے ہاں کیا مقام ہے؟ کہنے لگے: وہ تو ہمارا سردار ہے اور سردار کا بیٹا ہے۔ ہم میں سب سے بڑا عالم ہے اور سب سے بڑا عالم کا بیٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ اسلام لے آئے تو

پھر تمہارا کیا خیال ہوگا۔ کہنے لگے: اللہ کی پناہ وہ کبھی اسلام نہیں لا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی: اے ابن سلام! اپنی قوم کے سامنے آؤ! چنانچہ وہ اوٹ سے نکل کر سامنے آ گئے اور کہا: اے گروہ یہود! تم پر افسوس ہے اللہ سے ڈرو اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تم خوب جانتے ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی سچا ہے۔ یہود کہنے لگے: تم جھوٹ کہہ رہے ہو۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہاں سے اٹھوا دیا۔

(87) جب آفتاب نبوت نے اُمّ معبد رضی اللہ عنہا کے جھونپڑے کو رشک قمر بنا دیا

صحابی رسول جیش بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ،ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، ان کا غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور راستے بتلانے والا شخص عبداللہ بن اریقط لیثی مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے جب مدینہ طیبہ کو جا رہے تھے تو راستے میں ان کا گزر ام معبد خزاعیہ کے خیمہ پر سے ہوا۔ وہ اپنے خیمہ کے باہر بیٹھی اپنے بچوں کو کھلا پلا رہی تھی وہ بڑی باوقار و باعزت عورت تھی۔

قافلہ اہل ایمان نے اس سے کچھ گوشت اور کھجوریں خریدنا چاہیں مگر اس کے پاس بیچنے کے لئے کچھ نہ تھا۔ جبکہ اہل قافلہ کا زادراہ ختم ہو چکا تھا اور انہیں شدت سے بھوک محسوس ہو رہی تھی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ کے دوسری طرف سے ایک بکری دیکھتے ہوئے اشارہ فرمایا: اے ام معبد! اس بکری کا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگی: یہ کمزور (کمسن) ہونے کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ چرنے کے لئے نہیں جا سکی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ کچھ دودھ دے سکتی ہے۔ ام معبد نے کہا: یہ اس کے بس کی بات نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مجھے اس کے دوہنے کی اجازت دو گی؟ ام معبد کہنے لگی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ضرور! اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں کچھ محسوس کرتے ہیں تو دوہ لیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری اپنے پاس منگوائی۔ اپنے ہاتھ اس کے تھنوں سے لگائے اور اللہ کا نام لے کر اس بکری کے لئے دعا کی۔

فتفاجت علیہ ودرت واجترت فدعا باناآء یریض الرھط فحلب فیھا ثجا حتی علاہ البھآء ۔

''دیکھتے ہی دیکھتے اس نے ٹانگیں پھیلا دیں اور اس کے تھنوں میں بے پناہ دودھ اتر آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا برتن منگوایا جو اس پورے قافلہ کو سیراب کر سکتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں دودھ کیا دوہا دودھ کا ایک حوض بھر دیا وہ بڑا خوبصورت منظر تھا۔''

چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے ام معبد کو پلایا وہ سیراب ہوگئی۔ پھر اپنے ساتھیوں کو پلایا وہ بھی لبالب ہو گئے اور آخر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پیا اور باقی ماندہ دودھ سب نے تھوڑا تھوڑا پی کر ختم کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کو دوبارہ دوہا تو برتن پھر بھر گیا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام معبد کے پاس چھوڑ دیا پھر اسے مسلمان کر کے اور اس سے بیعت لے کر آگے چل دیئے۔

راوی کہتا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ام معبد کا شوہر ابو معبد بکریوں کو ہانکتا ہوا گھر آ پہنچا۔ بکریاں بہت ناتواں تھیں کمزوری کی وجہ سے آہستہ آہستہ چلتی تھیں۔ ان کے جوڑوں میں مخ بہت کم تھا۔ ابو معبد نے گھر میں اتنا دودھ دیکھا تو ورطہ حیرت میں ڈوب گیا کہنے لگا: یہ اتنا دودھ تجھے کہاں سے مل گیا؟ گھر میں رہ جانے والی بکری تو کسی نر جانور سے جفت بھی نہیں کی گئی نہ وہ حاملہ ہے اور نہ ہی گھر میں دودھ دینے والی کوئی دوسری بکری یا اونٹنی ہی ہے۔ ام معبد نے کہا: نہیں بخدا! یہاں ایک نہایت بابرکت ہستی تشریف لائی تھی جن کی یہ کچھ صورت حال تھی وہ کہنے لگا: مجھے ان کا حلیہ اور شکل وصورت بیان کرو۔

کہنے لگی: میں نے دیکھا وہ ایک نہایت حسین انسان تھے دمکتا چہرہ تھا۔ پورا جسم

حسن کا ایک حسین پیکر تھا۔ نہ پیٹ بڑھا ہوا تھا نہ سر چھوٹا تھا۔ الغرض ہر ہر عضو میں ایک عجیب دلکشی اور نظر نوازی تھی۔ آنکھیں موٹی اور سیاہ، پلکیں خم دار اور آواز میں ایک رعب اور وقار، گردن ایک گونہ کشادہ، داڑھی گھنی، ابرو بڑے باریک دراز اور باہم ملے ہوئے جب وہ خاموش ہوتے تو چہرے سے جلال ٹپکتا اور گویا ہوتے تو حسن جھلکتا۔ دور سے دیکھو تو حسن و جمال کا پیکر ہیں اور قریب سے مشاہدہ کرو تو کرم و اخلاق کا مظہر ہیں گفتگو از حد شیریں تھی جس میں کچھ الجھاؤ تھا نہ بدگوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں کیا تھیں موتیوں کا ایک شکستہ ہار تھا جس کے موتی تسلسل سے جھڑ رہے ہوں۔ میانہ قد تھا، نہ اتنا لمبا کہ عجیب سا لگے اور نہ اتنا چھوٹا کہ حقیر نظر آئے بلکہ دونوں کے درمیان کا درجہ تھا جوان دونوں سے زیادہ جاذب نظر اور حسین ہوتا ہے۔ آپ کے ساتھ کچھ ساتھی بھی تھے جو آپ کا انتہائی احترام کرتے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ارشاد فرماتے تو وہ خاموش ہو کر سنتے اور جب کسی کام کا حکم دیتے تو اسے پورا کرنے کے لئے بے تاب ہو جاتے میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو محترم اور مخدوم نہیں پایا درشت روئی اور تند خوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بھی نہ پھٹکی تھی۔

ابو معبد نے یہ سن کر کہا: بخدا! وہ قریش کا آدمی تھا جس کا ذکر ہم اس سے پہلے بھی مکہ میں سن چکے ہیں اور میں اس کی صحبت حاصل کرنا چاہتا ہوں اگر میں اس کا کوئی راہ حاصل کر پایا تو ضرور کروں گا۔

کہتے ہیں: انہی دنوں مکہ مکرمہ میں ایک بلند آواز سنائی دی مگر بولنے والا نظر نہیں آتا تھا۔ کوئی کہہ رہا تھا:

جزیٰ اللہ رب الناس خیر جزآئہ — رفیقین حلا خیمتی ام معبد

اللہ تعالیٰ پروردگار جہاں ان دوستوں کو بہتر جزا عطا فرمائے جو ام معبد کے خیمے میں اترے تھے۔

هما نزلا بالھدیٰ واھتدت به — فقد فاز من امسیٰ رفیق محمد

وہ دونوں ہدایت لے کر اترے تو ام معبد اس سے بہرہ ور ہو گئی اور جس نے
بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت حاصل کر لی کامیاب ہو گیا۔

فیا لقصی مازویٰ اللہ عنھم — بہ من فعال لا تجازیٰ وسؤدد

تو اے اولاد قصی (قریش) افسوس تم سے اللہ نے اس نبی (کی مخالفت)
کے باعث کتنی ہی بھلائیاں روک دیں اور سیادت بھی۔

لیھن بنی کعب مقام فتاتھم — ومقعد ھا للمؤمنین بمرصد

بنو کعب کو ان کی لڑکی (ام معبد) کی عظمت مبارک ہو جس کی نشست گاہ
اہل ایمان کے لئے جائے پناہ ہے۔

سلوا اختکم عن شاتھا وانائھا — فانکم ان تسئلوا الشاۃ تشھد

اپنی بہن سے اس کی بکری اور برتن کے بارہ میں پوچھو اور اگر تم بکری سے
ہی پوچھ لو تو وہ بھی (رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی شہادت دے گی۔

دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت — علیہ صریحاً صرۃ الشاۃ مزبد

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غیر جفت شدہ بکری منگوائی تو وہ آنکھوں کے
سامنے دودھ دینے لگی اور بکری کے تھن کیا تھے مکھن پیدا کرنے والا آلہ بن
گئے تھے۔

فغادرھا رھناً لدیھا لحالب — یرددھا فی مصدر ثم مورد

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دودھ دوہنے والے کے لئے چھوڑ گئے تاکہ وہ
اسے گھر سے چراگاہ لے جایا کرے اور واپس لایا کرے۔

جبکہ ابو عمر بن حمدان کی روایت میں ہے کہ ادھر مدینہ طیبہ میں بھی زمین و آسمان کے
درمیان ایک ایسی ہی غیبی آواز لوگوں نے سنی اور کوئی بولنے والا نہ دیکھا گیا اور پہلی
روایت (جس میں مکہ مکرمہ میں غیبی آواز کے اشعار بیان ہوئے ہیں) میں یہ بھی ہے
جب حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے غیبی شخص کی یہ آواز سنی تو جوش میں آکر

اسے اپنے اشعار میں یہ جواب دیا:

لقد خاب قوم زال عنھم نبیھم وقدس من یسری الیہ ویغتدی

وہ قوم نامراد ہوگئی جن کے ہاں سے ان کا نبی چلا گیا اور قابل صد تکریم ہیں وہ لوگ جن کی طرف رسول خدا نے سفر کیا اور ان کے ہاں فروکش ہوا۔

ترحل عن قوم فضلت عقولھم وحل علیٰ قوم بنور مجدد

ایک قوم سے اللہ کے رسول نے کوچ کیا تو ان کی عقل جاتی رہی اور دوسری قوم کے پاس تشریف لائے تو وہ ایک نئے نور سے منور ہونے لگے۔

وھل یستوی ضلال قوم تسفھوا عما یتھم ھاربہ کل مھتدی

اللہ نے انہیں گمراہی کے بعد ہدایت دے دی اور سیدھا راستہ عطا فرما دیا اور جو بھی حق کی پیروی کرے ہدایت پالیتا ہے۔

ھداھم بہ بعد الضلالۃ ربھم فارشدھم من یتبع الحق یرشد

اور کیا ایسی قوم کی گمراہی جو قبل اتہام حماقت کے دلدادہ ہیں ایسے راہنما سے برابری کر سکتی ہے جس سے ہر کوئی ہدایت پا رہا ہے۔

وقد نزلت منہ علیٰ اھل یثرب رکاب ھدًی حلت علیھم باسعد

اور اس رسول خدا کے آنے سے اہل یثرب پر ہدایت کی سواریاں اتر رہی ہیں اور ہر بڑی سے بڑی سعادت لا رہی ہیں۔

نبی یریٰ ما یریٰ الناس حولہ ویتلوا کتاب اللہ فی کل مسجد

وہ رسول خدا ہیں عام لوگوں کی طرح سادہ زندگی بسر کرتے ہیں اور ہر مسجد میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں (یعنی ان کے حکم سے ہر مسجد میں تلاوت کی جاتی ہے)

وان قال فی یوم مقالۃ غائب فتصدیقھا فی الیوم او فی ضحی الغد

اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن کسی غائب چیز کے متعلق پیش گوئی کر دیں تو

اسی دن یا اگلی صبح کو ہی اس کی تصدیق سامنے آجاتی ہے۔

لیھن ابابکر سعادۃ جدہ　　　بصحبتہ من یسعد اللہ یسعد

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ان کی کوشش کے باسعادت ہونے کی مبارکباد ہے جو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں انجام دی ہے۔ جسے اللہ سعادت دے وہ یقیناً باسعادت ہے۔

لیھن بنی کعب مقام فتاتھم　　　و مقعد ھا للمؤمنین بمرصد

بنی کعب کو ان کی لڑکی (ام معبد) کا مقام مبارک ہو، اس کی نشست گاہ (خیمہ) اہل ایمان کی پناہ ہے۔

ابو احمد بن بشیر بن محمد کہتے ہیں: ہمیں عبدالملک بن وہب نے بتایا کہ انہیں وہ روایت پہنچی ہے اس کے مطابق ام معبد نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا اور مدینہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوگئیں اور ابوامیہ محمد بن ابراہیم بن بشیر بن محمد کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ (مستدرک حاکم، کتاب الہجرۃ، جلد:3، صفحہ:9، طبع قدیم، دار الکتب العلمیہ بیروت، مستدرک حاکم، کتاب الہجرۃ، جلد:3، صفحہ:11-10، رقم الحدیث:4274، دار الکتب العلمیہ بیروت، مجمع الزوائد، کتاب المغازی والسیر، باب الہجرۃ الی المدینۃ، جلد:6، صفحہ:49، رقم الحدیث:9910، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

امام ذہبی لکھتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔

(88) نجران کے عیسائیوں کا مباہلہ سے فرار اور شان محمدی ﷺ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (نجرانی عیسائی وفد کے قائدین) عاقب اور طیب آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دعوات اسلام دی۔ وہ کہنے لگے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جھوٹ کہتے ہو۔ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتلا دوں کہ تم اسلام میں کیوں نہیں داخل ہونا چاہتے؟

کہنے لگے: ہاں بتلاؤ! آپ نے فرمایا: صلیب سے محبت، شراب نوشی کی عادت اور خنزیر خوری کی لت تمہیں اسلام سے روکے ہوئے ہے (مگر وہ نہ مانے اور عیسائیت پر ڈٹے رہے)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مباہلہ کرنے کی دعوت دی۔ انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم کل (مباہلہ کے لئے) آ جائیں گے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگلے روز مباہلے کے لئے نکلے۔ اور حضرت علی، سیدہ فاطمہ اور حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہم کو بھی ساتھ لے آئے پھر ان عیسائیوں کو پیغام بھجوایا۔ مگر انہوں نے آنے سے انکار کر دیا اور اپنے دین پر اڑے رہے۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی بعثنی بالحق لو فعلا نظر الوادی علیھا نارًا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس خدا کی قسم! جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے اگر یہ عیسائی مباہلہ کرتے تو یہ وادی ان پر آگ برساتی (حضرت) جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں چنانچہ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ م بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ قف ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ (آل عمران: 61)

''تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں کہ آؤ ہم اپنے بچے لاتے ہیں تم اپنے لاؤ۔ ہم اپنی عورتیں لاتے ہیں تم اپنی لاؤ اور ہم خود بھی آتے ہیں اور تمہیں بھی بلاتے ہیں۔ پھر جھوٹوں پر اللہ کی لعنت (نزول عذاب) کی دعا کرتے ہیں۔''

شعبی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: وَ اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں جبکہ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ سے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مراد ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نجران کے عیسائیوں کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ وہ کل چودہ آدمی تھے۔ جن میں السید جوان میں سب سے بڑا آدمی تھا اور عاقب بھی تھے۔ عاقب بھی السید کے بعد ان سب میں صاحب رائے تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے کہا: تم لوگ اسلام لے آؤ وہ کہنے لگے: ہم اسلام لا چکے ہیں (یعنی جس دین پر ہم ہیں یہی اسلام ہے اور صحیح دین ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسلام نہیں لائے۔ انہوں نے کہا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹ کہتے ہو تمہیں تین چیزوں نے اسلام سے روک رکھا ہے: صلیب کی پرستش، خنزیر خوری اور تمہارا یہ گمان کہ

اللہ کی اولاد ہے۔

چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی:

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۝ (آل عمران:59)

''بے شک (حضرت) عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک (حضرت) آدم جیسی ہے۔ جنہیں اللہ نے مٹی سے پیدا کیا پھر فرمایا: انسان ہو جاؤ تو وہ ہو گئے تھے۔''

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ آیت سنائی تو وہ کہنے لگے: ہم نہیں جانتے کہ آپ کیا پڑھ رہے ہیں چنانچہ پھر یہ آیت نازل ہوئی: فَمَنۡ حَآجَّکَ فِیۡہِ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَکَ مِنَ الۡعِلۡمِ فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَکُمۡ (ترجمہ) تو جو شخص اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑے بعد ازاں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس علم آچکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹے بھی بلاتے ہیں اور تمہارے بھی۔

نَبۡتَہِلۡ کا مطلب یہ ہے کہ ہم خشوع وخضوع کے ساتھ دعا کریں گے کہ جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا پیغام لائے ہیں وہ حق ہے اور اے عیسائیو! جو کچھ تم کہتے ہو غلط ہے اور اے اللہ! تو غلط کہنے والوں پر عذاب اتار دے۔

نجرانی عیسائیوں کا اعتراف حق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ اگر تم (دلائل سے) اسلام قبول نہ کرو تو میں تم سے مباہلہ کروں۔ وہ کہنے لگے: اے ابوالقاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس بارے میں واپس جا کر مشورہ کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے آگاہ کر دیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: چنانچہ وہ علیحدگی میں اکٹھے ہوئے اور سب نے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا قرار دیا اور السید نے عاقب سے کہا:

قد واللہ علمتم ان الرجل لنبی مرسل ولئن لا عنتموہ انہ لاستئصالکم وما لاعن قوم نبیاً فبقی کبیر ولا نبت صغیرھم۔

خدا کی قسم! تم خوب جانتے ہو کہ یہ آدمی سچا رسول ہے اور اگر تم نے اس سے مباہلہ کیا تو بیخ و بن سے اکھڑ جاؤ گے کیونکہ جس قوم نے بھی کسی نبی سے مباہلہ کیا ہے ان کا نام ونشان مٹ گیا، اور اگر تم نے اس کی اتباع نہیں کرنی ہے اور اپنے دین پر ہی ڈٹے رہنا ہے تو پھر اس سے آئندہ کبھی دوبارہ آنے کا وعدہ کرلو اپنے وطن کو لوٹنے کی سوچو۔

ادھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خاندان کے چند افراد کو لے کر نکلے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرات حسن و حسین رضی اللہ عنہما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرما دیا تھا کہ جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ اتنے میں (عیسائی وفد کا ایک آدمی) عبدالمسیح اپنے بیٹے اور بھتیجے کو لے کر آیا اور اس نے مباہلے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم جزیہ ادا کرنے پر تیار ہیں اور کہا کہ اے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے دین پر قائم رہتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے کوئی پرخاش نہیں رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ اپنے صحابہ میں سے کوئی آدمی بھیج دیں جو ہمارے ہاں منصب قضا سنبھالے اور ہمارے درمیان عادلانہ فیصلے کیا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کو میرے پاس آنا میں تمہارے ساتھ کسی طاقتور اور امانت دار آدمی کو روانہ کر دوں گا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا اور انہیں بلا کر فرمایا: اس قوم کے ساتھ چلے جاؤ اور وہاں لوگوں کے درمیان حق وانصاف سے فیصلے کیا کرو۔

(89) حضور خیر الانام ﷺ اور عبداللہ بن سلام

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری سے قبل) میں نے ایک بار علماء یہود سے کہا کہ میں اپنے باپ دادا حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی تعمیر کردہ مسجد (کعبہ شریف) میں جا کر تجدید عہد کرنا چاہتا ہوں۔

راوی کہتا ہے کہ وہ یہ کہہ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے۔ان کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اس وقت ہوئی جب لوگ حج سے فارغ ہو چکے تھے اور حضور منیٰ میں تشریف رکھتے تھے۔لوگ آپ کے آس پاس بیٹھے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور انہیں دیکھ کر فرمایا: تم عبداللہ بن سلام ہو؟ انہوں نے کہا: ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے قریب آؤ وہ کہتے ہیں: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں بتلاؤ کیا تورات میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں لکھا گیا؟...... میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ہمارے رب کی تعریف سنائیے! اتنے میں حضرت جبریل آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو گئے اور یہ الفاظ کہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

”اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیں وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔

نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی سے جنا گیا ہے اور نہ ہی اس کا کوئی ساجھی ہے۔"

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ سورۃ پڑھ کر سنائی۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں پکار اٹھا:

اشهد ان لا اله الا الله واشهد انك رسول الله ۔

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔"

بعد ازاں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ واپس چلے آئے اور اپنا اسلام چھپائے رکھا۔ وہ کہتے ہیں: جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو میں اس وقت ایک کھجور کے درخت کے تنے پر چڑھ کر اسے درست کر رہا تھا۔ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہوئی میں نے چھلانگ لگا دی، میری والدہ نے کہا: اللہ تمہاری حفاظت کرے اگر تمہیں حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی آمد کی اطلاع دی جائے تو یقیناً تم درخت کے سب سے اوپر والے حصے سے بھی خود کو نیچے گرا دو گے۔ میں نے کہا: بخدا! مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی وہ خوشی نہ ہوتی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر ہوئی ہے۔

(90) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے تین سوالات کے دلچسپ جوابات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن سلام اپنے کھجوروں کے باغ میں تھے انہیں خبر ہوئی تو فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند چیزیں پوچھنا چاہتا ہوں جن کا جواب کوئی نبی ہی دے سکتا ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دے دیا تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے یہ سوالات کیئے:

نمبر 1: بچہ کبھی ماں کا ہم شکل ہوتا ہے کبھی باپ کا اس کی کیا وجہ ہے؟

نمبر 2: روز قیامت سب سے پہلے کون سی چیز ظاہر ہو کر لوگوں کو میدان حشر میں جمع کرے گی؟

نمبر 3: اہل جنت کا سب سے پہلا کھانا کون سا ہوگا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ابھی جبریل امین نے آکر یہ چیزیں بتلا دی ہیں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: جبریل کو تو یہود اپنا دشمن سمجھتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جوابات دیئے۔

1- اگر مرد کا نطفہ رحم مادر میں پہلے چلا جائے تو شباہت کا قرعہ باپ لے جاتا ہے اور اگر عورت کا نطفہ مرد سے پہلے رحم میں اتر جائے تو بچہ ماں سے ہم شکل ہو جاتا ہے۔

2- سب سے پہلے روز قیامت میں آگ ظاہر ہوگی جو مشرق سے نکلے گی اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی مغرب میں لے جائے گی (جہاں میدان حشر قائم ہوگا)

3- اہل جنت سب سے پہلے بیل کا سر اور مچھلی کا جگر کھائیں گے۔

عبداللہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہود بڑی ''بہتان طراز'' قوم ہے۔ جب انہیں میرے اسلام لانے کی خبر ہوگی تو مجھ پر بہتان بازی کریں گے اور میرے متعلق نامناسب باتیں بتائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے چھپا کر رکھیں اور پیغام بھیج کر انہیں بلوا لیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو بلوالیا اور فرمایا: اے یہود! عبداللہ رضی اللہ عنہ کا تمہارے ہاں کیا مقام ہے؟ کہنے لگے:

سیّدنا و ابن سیّدنا و اعلمنا و ابن اعلمنا و خیرنا و ابن خیرنا ۔

وہ ہمارا سردار ہے اور سردار کا بیٹا ہے۔ ہم میں سے بڑا عالم ہے اور بڑے عالم کا بیٹا ہے ہم سب سے بہتر ہے اور سب سے بہتر کا بیٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا خیال ہے؟ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو؟ یہود کہنے لگے: اللہ اسے اسلام سے پناہ میں رکھے وہ کبھی اسلام نہیں لاسکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی: اے ابن سلام باہر نکل آؤ۔ تو وہ پردے کی اوٹ سے سامنے آگئے اور کہہ رہے تھے:

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد انک رسول اللہ ۔

بل ھو شرنا و ابن شرنا و جاھلنا و ابن جاھلنا ۔

نہیں یہ تو ہم میں سے برا آدمی ہے اور سب سے برے آدمی کا بیٹا ہے۔ سب سے جاہل ہے اور سب سے بڑے جاہل کا بیٹا ہے۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا نہ تھا کہ یہ بہتان طراز قوم ہے؟

روح کے متعلق یہود کا سوال اور نزول وحی

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے ساتھ مدینہ طیبہ سے باہر ایک کھیت میں کہیں جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں کھجور کا عصا تھا جسے ٹیک ٹیک کر آپ چل رہے تھے۔

ہم یہود کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے۔ ان میں سے کچھ کہنے لگے: اس سے کچھ پوچھو ممکن ہے کوئی ایسی بات بتلا دے جو ہم ناپسند رکھتے ہوں۔ بعض کہنے لگے: ہم تو ضرور کچھ پوچھیں گے۔ چنانچہ ان میں سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا: اے ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) روح کیا چیز ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ میں (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) سمجھ گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی اترنے لگی ہے۔ چنانچہ میں ایک طرف ہو گیا۔ جب وحی کی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ط قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّىْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ٥ (سورۃ الاسراء:85)

اور وہ (یہود) آپ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ آپ فرما دیں کہ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا۔

(91) نگاہِ حضور اور حضرت ابو دجانہ کی کھجور

حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو جلدی سے نکل کر چلے جاتے اور دعا میں بھی موجود نہ رہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا: میرے پڑوسی کے ہاں ایک کھجور کا درخت ہے۔ ہوا سے رات کو اس کی کھجوریں میرے گھر میں گر پڑتی ہیں میں اپنے بچوں کے جاگنے سے پہلے ہی انہیں اٹھا کر اسی پڑوسی کے گھر میں پھینک دیتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھجور کے درخت کے مالک سے کہا کہ اپنا کھجور کا درخت میرے ہاتھ دس کھجور کے درختوں کے عوض میں جس کی رگیں طلاءِ سرخ اور زبرجد سبز کی ہوں گی اور شاخیں مروارید سفید کی ہوں گی جو تجھے جنت میں ملیں گی بیچ ڈال۔ اس نے کہا کہ میں حاضر کو غائب کے عوض میں نہیں بیچتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ میرے فلاں مقام پر جو دس کھجور کے درخت ہیں ان کے عوض میں تجھ سے وہ درخت خریدتا ہوں وہ منافق خوش ہو گیا اور جو کھجور کا درخت اس کے گھر میں تھا اس نے حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا اور اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ میں نے یہ درخت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ دس کھجور کے درختوں کے عوض میں جو فلاں مقام پر ہیں بیچ ڈالا اور یہ درخت تو میرے ہی گھر میں ہے اس کے مالک کو تھوڑی سی کھجوروں کے سوا نہ دیا کرنا اس رات جب وہ سو کر صبح کو اٹھا تو دیکھا کہ وہ درخت حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں کھڑا ہے۔ (نزہۃ المجالس، جلد: 1، صفحہ: 510، ممتاز اکیڈمی لاہور)

(92) میلاد النبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

قاضی محمد فیض عالم رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ خلیفہ راشد سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارہ ربیع الاول شریف کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ کی خوشی میں 100 اونٹ ذبح کیے اور مسلمانوں کی دعوت کی۔ (وجیز الصراط مطبوعہ لاہور، صفحہ:66)

خلیفہ بلا فصل سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔

امیر المؤمنین سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف کی تعظیم کی گویا اس نے اسلام کو زندہ کر دیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کیا گویا وہ غزوۂ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار شریف کی تعظیم کی اور میلاد خوانی کا سبب بنا وہ دنیا سے ایمان کی دولت لے کر جائے گا جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو گا۔ (نعمۃ الکبریٰ مطبوعہ سیالکوٹ، صفحہ:8، مجموع لطیف انسی فی صیغ المولد النبوی القدسی مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، صفحہ:206)

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ایک دن ایک قوم کے سامنے اپنے گھر میں حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ولادت (یعنی میلاد شریف) بیان فرما رہے تھے اور اظہار مسرت اور خوشی کر کے اللہ کا شکر بجا لا رہے تھے اور حضور جان

کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا: تمہارے واسطے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ (الدرالمنظم مطبوعہ شرقپور شریف، صفحہ:95)

حضرت سیّدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت سیّدنا عامر انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کی طرف گزر ہوا ہم نے دیکھا کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ اپنے خاندان اور بیٹوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کے واقعات سنا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہی دن تھا (یعنی پیر کا دن جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ حضرت عامر رضی اللہ عنہ اپنے خاندان اور بیٹوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے میلاد کے واقعات سنا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہی دن تھا (یعنی پیر کا دن جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہوئے) حضور نے دیکھ کر فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے واسطے بخشش کی دعا مانگ رہے ہیں اور جو شخص تجھ سا کام کرے گا (یعنی میلاد منائے گا) وہ تم جیسا ہی مرتبہ پائے گا۔ (ایضاً)

فیضان بات سمجھو غیروں کا ذکر چھوڑو
نعت نبی سناؤ سرکار آ رہے ہیں

(93) میلاد النبی ﷺ اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم

امام الاولیاء خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ کاش میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا اور میں اسے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد پر خرچ کردیتا۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ الہادی فرماتے ہیں کہ جو حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف کی محفل میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم وتکریم کی وہ ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگیا۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف میں کھانے کا انتظام کیا۔ عزیز و اقارب کو جمع کیا۔ چراغاں کیا، تمام اہتمام کیے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کے پہلے گروہ کے ساتھ اٹھائے گا اور اعلیٰ علیین میں جگہ پائے گا۔

سلطان الاولیاء حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی ایسی جگہ کا قصد کیا جہاں میلاد شریف پڑھا جاتا ہے تو گویا اس نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ کا قصد کیا کیونکہ اس نے حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس جگہ کا عزم کیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے: جس نے مجھ سے محبت کی جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

نگاہیں راہ میں بچھا دو کہ آپ آئے ہیں
دلوں کو فرش بنا دو کہ آپ آئے ہیں

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کوئی مسجد یا محلہ ایسا نہیں

جس میں حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف ہوتا ہو مگر یہ کہ فرشتے اس گھر، مسجد یا محلّہ کو گھیر لیتے ہیں اور اس خانہ پر رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و رضوان ان کے شامل حال کر دیتا ہے اور فرشتوں کے سردار جن کے گلے میں نوری طوق پڑے ہیں یعنی جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام بھی میلاد شریف کرانے والے پر رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

نیز فرماتے ہیں: جس گھر میں مسلمان میلاد شریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس گھر والوں سے قحط وبا، آتش زنی وغرقابی، آفات بلیات، بغض، حسد، نگاہِ شر اور چوروں کے خطرے کو دور کر دیتا ہے اور جب وہ مر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر منکر نکیر کے جواب کو آسان کر دیتا ہے اور بندہ قادر مطلق اور مالک حقیقی کے ہاں صدق میں ہو جاتا ہے۔

(نعمۃ الکبریٰ، صفحہ:26، مجموع لطیف، صفحہ:206)

خوشا چشم کو بنگرد مصطفی را
خوشا دل که دارد خیالِ محمد

(94) محفلِ میلاد...... باعثِ ایمان

بغداد شریف میں ایک شخص ہر سال میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل سجاتا تھا...... اس کے پڑوس میں ایک یہودی عورت انتہائی سخت اور متعصب رہتی تھی...... ایک دن اس نے بڑے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا: ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو کیا ہو گیا ہے، جو ہمیشہ اس مہینے میں اپنی دولت فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتا ہے اور انواع واقسام کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے...... اس کے شوہر نے کہا: غالباً یہ مسلمان گمان رکھتا ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ میں پیدا ہوئے ہیں اور یہ خوشی ان کی ولادت باسعادت کے سبب کرتا ہے...... اس کا خیال ہے کہ ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس خوشی و مسرت سے خوش ہوتے ہیں......

زیارتِ اقدس

لیکن یہودیہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا اور جب رات ہوئی تو اس عورت نے خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی نورانی شخصیت تشریف فرما ہے اور اس کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بہت بڑی جماعت ہے...... عورت نے یہ دیکھا تو بڑی متعجب ہوئی، خواب ہی میں ایک صحابی سے پوچھا:

یہ کون سی شخصیت ہے، جنہیں میں تم لوگوں میں سب سے زیادہ معزز اور بزرگ دیکھ رہی ہوں؟...... انہوں نے فرمایا:

''یہ محمد رسول اللہ ہیں'' ، صلی اللہ علیہ وسلم......

عورت نے کہا:
اگر میں ان سے کچھ عرض کروں تو جواب عطا فرمائیں گے؟......
صحابی نے فرمایا: ہاں!

سلام وایمان

یہودیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا، قریب آئی، سلام عرض کر کے کہا:
''یارسول اللہ!......
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لبیک۔
اس پروہ بے اختیار رو پڑی اور کہنے لگی:
آپ مجھے اس شفقت سے کیوں نواز رہے ہیں، جبکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر نہیں ہوں...... حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''میں نے تجھے اس لئے جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دینے والا ہے''......
اس نے عرض کیا:
''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں''......

محفل میلاد

پھر اس کی آنکھ کھل گئی، وہ اپنے اس خواب سے بے حد مسرور اور انتہائی خوش تھی کہ سید الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت پائی اور مشرف بہ اسلام ہوئی...... اس نے اسی وقت یہ عہد کرلیا کہ صبح اپنا تمام مال وزر صدقہ کردوں گی اور محفل میلاد منعقد کروں گی......
صبح سویرے اس نے اپنا عہد پورا کرنے کا ارادہ کیا تو دیکھا کہ اس کا شوہر بھی

نہایت خوش وخرم ہے اور اپنا تمام مال وزر قربان کرنے پر آمادہ ہے...... اس جنے شوہر سے کہا:

کیا بات ہے کہ میں تمہیں ایک نیک ارادے میں راغب دیکھ رہی ہوں، یہ کس کے لئے ہے؟......

شوہر نے کہا: یہ اس ذات گرامی کے لئے ہے، جس کے دست مبارک پر تم آج رات اسلام لا چکی ہو......

عورت نے کہا: اللہ تم پر رحم کرے، تمہیں کس نے میری باطنی حالت پر مطلع کیا؟......

اس نے کہا: اس ذات کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے دست اقدس پر تیرے بعد میں اسلام لایا......

صلى الله عليه وعلىٰ آله واصحابه وبارك وسلم

عورت نے کہا: ''اللہ تعالیٰ ہی حمد کے لائق ہے جس نے مجھے اور تمہیں دین اسلام پر جمع فرمایا اور ہم دونوں کو شرک وگمراہی سے نجات عطا فرما کرامت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں داخل فرمایا...... والحمد لله رب العالمين (تذکرۃ الواعظین، صفحہ:319، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، ابن جوزی، بیان میلاد النبوی، صفحہ:73، بزم میلاد کمیٹی پرانی انار کلی لاہور، الدر المنظم فی حکم مولد النبی الاعظم، صفحہ:101، مطبوعہ شرقپور شریف 1307ھ مطلع الانوار فی مولد سید الابرار طبع در نادر رسائل میلاد النبی، صفحہ:19، قادری رضوی کتب خانہ لاہور، انوارِ جمال مصطفیٰ، صفحہ:287، اکبر بک سیلرز لاہور، رسائل میلاد حبیب، صفحہ:153، مکتبہ حنفیہ لاہور، شیخ عابد سندھی، الرسائل الخمس، حکم اطعام الطعام فی مناسبات الفرح او الترح، صفحہ:277، دار النعیم للنشر والتوزیع)

(95) عشق رسول کی قنادیل

سیدی محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ نے واقعہ بیان کیا کہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی بڑی دھوم دھام سے اور بڑے ذوق وشوق سے میلاد پاک کیا کرتے تھے ایک دفعہ جبکہ آپ نے اپنے عقیدت مندوں کو حکم دیا کہ مسجد کی دیواروں پر سلیقہ اور طریقہ سے قندیلیں لگائی جائیں جب وہ احباب قندلیں لگا چکے تو وہاں پر ایک مولوی صاحب آدھمکے اور بولنا شروع کر دیا ساتھ ہی یہ آیت مبارکہ پڑھ دی:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ○ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ط

فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

حضرت خواجہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی نے بھی سن لیا اور مولوی صاحب کو پاس بلا کر فرمایا: مولوی جی آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ مولوی صاحب بولے: جناب ایک قندیل کافی ہے اتنی قندیلیں لگائی جارہی ہیں کیا یہ فضول خرچی نہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا: اچھا مولوی صاحب اگر یہ فضول خرچی ہے تو ان کو بجھا دو یہ سن کر مولوی بڑا خوش ہوا اور دیوار پر چڑھ کر ایک قندیل کو پھونک لگائی تو وہ بجھ گئی پھر دوسری قندیل کے پاس جاکر پھونک لگائی تو وہ بجھ گئی لیکن پہلی قندیل خود بخود روشن ہوگئی مولوی صاحب پھونکیں مار مار کر قندیلوں کو بجھائے جارہے ہیں اور پیچھے سے قندیلیں خود بخود روشن ہورہی ہیں یہ منظر دیکھ کر حضرت مسکرائے اور فرمایا: مولوی جی یہ عشق رسول کی قندیلیں ہیں یہ پھونکوں سے نہیں بجھ سکتیں۔

(مسئلہ)

بعض اکابر کا ارشاد مبارک ہے: **لا خیر فی الاسراف ولا اسراف فی الخیر** ۔ یعنی فضول خرچی میں کوئی بھلائی نہیں لیکن نیک کاموں میں فضول خرچی ہے ہی نہیں یعنی نیک کاموں میں جتنا بھی خرچ کیا جائے وہ فضول خرچی نہیں کہلاتا۔

(میلاد مصطفیٰ، صفحہ 40-39-38، تحریک تبلیغ الاسلام فیصل آباد)

(96) میلاد کی محفل ہے انوار کی بارش ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں جب مکہ مکرمہ حاضر ہوا اور وہاں جس مکان میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہوئی وہاں میلاد پاک کے دن لوگ اس مکان شریف میں اکٹھے ہوئے میں نے دیکھا کہ لوگ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر درود پاک پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ولادت مبارکہ کے وقت جو واقعات ظاہر ہوئے ان کا ذکر کرتے تھے۔

فرأيت انوارًا سطعت دفعةً واحدةً لا اقول انی ادر كتها ببصر الجسد ولا اقول انی ادر كتها ببصر الروح فقط والله اعلم كيف كان الامر.

یعنی میں نے وہاں نور دیکھے جو کہ اچانک بلند ہوئے میں نہیں کہہ سکتا کہ میں نے وہ نور سر کی آنکھوں سے دیکھے یا روح کی آنکھوں سے دیکھے پھر میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ان فرشتوں کے ہیں جو کہ ایسی محفلوں پر موکل ہیں نیز میں نے دیکھا کہ ملائکہ کے انوار کے ساتھ رحمت کے انوار بھی شامل ہو گئے ہیں۔ (فیوض الحرمین، ص:80)

(تنبیہ)

اس واقعہ مبارکہ سے ثابت ہوا میلاد پاک کی ایسی محفلوں میں فرشتے شریک ہوتے ہیں اور پھر ان کے ساتھ رحمت کے انوار بھی شامل ہوتے ہیں۔

(97) تعارف حکیم فضل الدین

جالندھر میں ایک عالم دین حکیم فضل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا تعارف محمد عبدالمجید صاحب صدیقی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ لاہور نے اپنی کتاب سیرت النبی بعد از وصال میں لکھا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

مشرقی پنجاب (بھارت) کے ضلع جالندھر کی تحصیل نکودر میں ایک بہت پرانا قصبہ مہد پور ہے جہاں حضرت حسن رسول نما دہلوی کی اولاد میں سے ایک خاندان آباد تھا اس گھرانے کے ایک بزرگ حکیم فضل محمد جالندھری تھے جن کا 95 برس کی عمر 1949ء میں انتقال ہوا پیشہ کے اعتبار سے حکیم تھے وہ بھی شاہی حکیم اور بافراغت زندگی گزارتے تھے حکیم اجمل خاں کے ہم درس تھے دینی تعلیم دارالعلوم دیوبند میں حاصل کی اس شہرہ آفاق درسگاہ کے اولین تلامذہ میں سے تھے۔

مولانا اشرف علی تھانوی کے ہم سبق تھے اور اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے شاگرد رشید تھے لیکن مسلکاً دیوبندی نہ تھے آپ کا مشرب عشق ومحبت صلی اللہ علیہ وسلم تھا اور عالم یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم گرامی سنتے ہی رقت طاری ہو جاتی تھی اور زار و قطار رونے لگ جاتے تھے تقریباً 65 برس کی عمر میں فالج کا حملہ ہوا اور اطبار زندگی سے مایوس ہو گئے غشی کی کیفیت طاری تھی اور تیمار داروں کو یقین ہو گیا تھا کہ آپ کے چل چلاؤ کا وقت قریب آن پہنچا ہے کہ اچانک رات کے تیسرے پہر بے ہوش وجود میں حرکت پیدا ہوئی اور اسی عالم میں آپ چلائے: یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ میرا پاؤں ہے۔ آپ کے اعزہ ولواحقین جو آپ کے گرد جمع تھے اس جملہ پر حیرت زدہ تھے کہ حکیم

صاحب نے اپنی مفلوج ٹانگ کو بڑی تیزی سے سمیٹا اور فوراً یوں ہی بھلے چنگے ہو کر اٹھ بیٹھے جیسے کبھی بیمار ہی نہ تھے اور بتایا کہ ابھی ابھی خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے آپ نے دست مبارک میرے جسم پر پھیرا اور جب آپ کا دست مبارک میرے پاؤں کے قریب پہنچا تو میں نے فرط ادب سے پاؤں سکیڑ لیا چنانچہ پاؤں میں خفیف سا لنگ باقی عمر موجود رہا اور حکیم صاحب اس واقعہ کے تقریباً تیس سال بعد تک تندرستی کے ساتھ زندہ سلامت رہے۔ اس واقعہ کے چشم دید گواہ آج بھی زندہ ہیں اور حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تصرف باطنی کے عینی گواہ ہیں فارسی کے مشہور شاعر گرامی نے حکیم کی شان میں فرمایا تھا:

زمہد تالحد عشق رسول کریم
حکیم فضل محمد حکیم ابن حکیم

اور یہ شعر بھی گرامی صاحب کا ہے جو حکیم فضل محمد صاحب کی جلالت شان کو خراج عقیدت و تحسین ہے۔ (میلاد مصطفیٰ، صفحہ:43-42-41، تحریک تبلیغ الاسلام فیصل آباد)

خواھی اگر نجات بیابرد رسول
فضل خدا به فضل محمد شود حصول

(سیرت النبی، ص:227، از محمد عبدالمجید صدیقی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور)

یہ جو صدیقی صاحب ایڈووکیٹ مصنف سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا ہے کہ حضرت حکیم فضل محمد صاحب جالندھری پڑھے ہوئے دارالعلوم دیوبند کے تھے بلکہ ان کا مشرب عشق رسول تھا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سنتے ہی ان پر رقت طاری ہو جایا کرتی تھی اس راز سے کہ وہ دیوبند کا مسلک چھوڑ کر سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بن گئے تھے ان کے ایک مرید بابا ابراہیم صاحب جالندھری نے پردہ اٹھایا ہے۔

جب ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو بابا ابراہیم صاحب جالندھر سے ہجرت کر کے

پاکستان کے شہر لائل پور (فیصل آباد) میں آ کر مقیم ہو گئے تھے ان کی رہائش گاہ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے قریب ہی تھی بڑی محبت والے تھے جامعہ رضویہ کے دارالافتاء میں فقیر کے پاس آ کر بیٹھ جاتے اور بڑی محبت والی باتیں سنایا کرتے تھے بابا ابراہیم صاحب نے بیان کیا کہ ہمارے پیر و مرشد حضرت مولانا حکیم فضل محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ فاضل دارالعلوم دیو بند تھے دینی علوم سے فارغ ہونے کے بعد جالندھر میں مطب بنالیا تھا اور جب سلطان الہند خواجہ غریب نواز کا عرس قریب آتا عقیدت مند لوگ حاضری کی تیاری کرتے اور حکیم صاحب سے کہتے: حکیم صاحب اجمیر شریف چلیں تو حکیم صاحب فرماتے: وہاں کیا رکھا ہے وہاں شرک ہوتا، بدعتیں ہوتی ہیں ان پیروں نے دکانداری بنا رکھی ہے لیکن ایک سال احباب کے کہنے پر تیار ہو ہی گئے اور احباب کے ساتھ اجمیر شریف کے سفر پر روانہ ہوئے گھر سے چلے تو وہ ہی تھے ریل گاڑی پر سوار ہوئے تو وہ ہی تھے اجمیر شریف پہنچے تو وہ ہی تھے آدھی رات ہوئی تو خواجہ غریب نواز کی برکت سے ان کا کانٹا ہی بدل گیا اٹھے تو کچھ اور تھے واپس آئے کسی اللہ والے کے مرید ہوئے پھر وہ خود پیر بنے ان کے ہزاروں کی تعداد میں مرید ہیں جن میں سے ایک میں بھی ہوں پھر حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن چیزوں کو بدعت کہا کرتے تھے ان کو بڑے شوق سے بجالاتے خاص کر اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد مبارک بڑی دھوم دھام سے مناتے 10، 11، 12 ربیع الاول شریف کو جلسہ ہوتا دور دور سے نعت خواں اور علماء کرام بلائے جاتے تھے اور جب ربیع الاول شریف کی بارہویں رات ہوتی رات بھر جلسہ ہوتا اور سحری کے وقت جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پاک کا وقت ہے اس وقت ہمارے پیر و مرشد حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بمع احباب و مریدین کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھتے تھے ازاں بعد دعاء ہوتی پھر نماز فجر کے بعد گھوڑوں بگھیوں پر جلوس نکلتا جو کہ جالندھر شہر کا چکر لگاتا۔

(عجیب واقعہ)

بابا ابراہیم صاحب جالندھری نے بتایا کہ حضرت حکیم فضل محمد صاحب کی مسجد کی ڈیوڑھی پر گنبد بنے ہوئے تھے اور حضرت کے مریدوں میں سے ایک بابا شیر محمد صاحب تھے جو کہ بالکل سیدھے سادھے اور بھولے بھالے تھے ایک سال جبکہ 12 ربیع الاول شریف کی رات سحری کے وقت کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھ رہے تھے بابا شیر محمد نے ٹکٹکی لگا کر گنبدوں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا پھر جب نماز فجر کے لئے آئے تو بابا شیر محمد صاحب بولے: حضرت جی کیا آپ نے اللہ کے حبیب کی زیارت کی تھی اس پر حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: بابا کیا تو نے زیارت کی تھی تو بابا صاحب گویا ہوئے: لو جی جب ہم کھڑے ہو کر صلاۃ وسلام پڑھ رہے تھے گنبد کے نیچے تخت تھا جس پر اللہ تعالیٰ کے رسول اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے یہ سن کر حضرت نے فرمایا: بابا اگر تو نے دیدار کر لیا تو گویا سب نے دیدار کر لیا۔ الحمد للہ رب العالمین

(مسئلہ)

یہ ضروری نہیں کہ جہاں بھی میلاد پاک ہو وہاں تاجدار مدینہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ضرور جسم عنصری کے ساتھ جلوہ گر ہوں لیکن اگر کرم کریں اور جلوہ گر ہوں تو کوئی ان کو روک بھی نہیں سکتا اس کے متعلق کتاب حاضر و ناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر دیکھیں۔

(کرم پر کرم)

بابا ابراہیم صاحب جالندھری نے بتایا کہ اس بابا شیر محمد پر یہ کرم ہوا کہ ایک دن وہ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور میں مدینہ منورہ جا رہا ہوں حضرت نے پوچھا: کیوں جا رہے ہو تو عرض کیا: مجھے اللہ تعالیٰ کے حبیب نے بلایا ہے چونکہ بابا شیر محمد صاحب بالکل سیدھے آدمی تھے اور سیدھے آدمی کی بات بھی

سیدھی ہوتی ہے اس لئے حضرت سمجھ گئے کہ کوئی بات ہے آپ نے پوچھا: بابا تیرے گھر میں کیا کچھ ہے بابا شیر محمد صاحب بتا رہے تھے کہ حضور ہمارے گھر میں تین چار پائیاں بھی ہیں یہ بھی ہے وہ بھی ہے اتنے میں بابا شیر محمد کی بیوی بھی حاضر ہوگئی اور عرض گزار ہوئی: حضور میں نے بھی مدینہ پاک جانا ہے حضرت نے فرمایا: تو نے کیوں جانا ہے وہ بولی: میرا خاوند جا رہا ہے میں کیوں نہ جاؤں۔ یہ سن کر حضرت حیران ہو گئے اور بعض مریدوں سے فرمایا: بابا شیر محمد کے گھر سے سامان اٹھا لاؤ تو وہ سامان آ گیا اس کو بیچا تو اتنے پیسے دستیاب ہوئے جن سے تیاری کے بعد بمبئی تک ریل گاڑی کے اڑھائی ٹکٹ خریدے گئے اور حضرت سٹیشن پر بمع احباب تشریف لے گئے اور بابا شیر محمد کو بمع اس کی فیملی (ایک بیوی، ایک بیٹی) کے گاڑی پر بٹھا دیا اور فرمایا: باجی ایک روپیہ بچا ہے یہ لے لو۔ بابا جی بولے: حضرت میں نے کیا کرنا ہے جبکہ مجھے ٹکٹ مل گئے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: تیرے ساتھ تیری بچی ہے اسے راستے میں کچھ کھلانا پلانا ہوگا۔ بابا شیر محمد بولا: یہ روپیہ میری چادر کی گرہ میں باندھ دو گاڑی روانہ ہوگئی بابا شیر محمد بمع اپنی فیملی بمبئی کی جہاز ران کمپنی کے مسافر خانہ میں بیٹھ گئے ادھر احمد آباد کے ایک سیٹھ نے اپنا اور اپنی بیوی کا بحری جہاز کا ٹکٹ لیا ہوا تھا اسے پیچھے سے تار موصول ہوا کہ آپ کا فلاں عزیز قریب المرگ ہے اس نے سوچا میں یہ ٹکٹ کسی اور کو دے دوں وہ مسافر خانہ میں آیا بابا شیر محمد کو دیکھا پوچھا: بابا جی کہاں جانا ہے۔ بابا جی نے کہا: ہم نے مدینہ پاک جانا ہے۔ سیٹھ نے پوچھا: ٹکٹ لے لیا ہے؟ تو بابا شیر محمد اسے ریل گاڑی کے ٹکٹ دکھا رہا تھا یہ میرے پاس ٹکٹ ہیں سیٹھ یہ سن کر ہنسا اور اسے آدھا ٹکٹ اور لے کر تینوں کو بحری جہاز پر سوار کر کے واپس ہو گیا اور بابا شیر محمد رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاوے پر حج کر کے مدینہ منورہ حاضری دے کر بمع بیوی بچی واپس آ گیا۔

ان کا کرم پھر ان کا کرم ہے ان کے کرم کی بات نہ پوچھو

اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملا ہے:

گر تو سنگ و صخرئ و مرمر شوی

چوں بصاحب دل رسی گوھر شوی

حکیم فضل محمد صاحب عالم تھے فاضل تھے مگر عاشق رسول اس وقت بنے جب خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی نظر کرم ہوئی پھر وہ ہی میلاد شریف جسے بدعت و ناجائز کہا کرتے تھے بڑے ذوق وشوق سے کرنے لگ گئے اور گوہر مراد سے جھولیاں خود بھی بھریں اور اپنے احباب و مریدین کی بھی بھر دیں سچ پوچھو تو نسبت سے بڑی بات ہے۔

(میلاد مصطفیٰ، ص 49-45، تحریک تبلیغ الاسلام فیصل آباد)

(98) جنات کا رسول ﷺ

تبلیغ اسلام کے ابتدائی ایام تھے۔ چند لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے۔ ان خوش نصیبوں میں خدیجہ، ابوبکر، علی، زید، عثمان، ابوعبیدہ، طلحہ، زبیر اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو کفار سے چھپانے پر مجبور تھے۔ ایک روز جبرئیل نے حضور کی خدمت میں عرض کیا:

''یا رسول اللہ! آپ پر اللہ کا سلام ہو۔ میں حکم خداوندی لے کر آیا ہوں کہ لوگوں کو اسلام کی دعوت عام دی جائے۔''

حضور نے جبل ابی قبیس پر چڑھ کر فرمایا:

''لوگو! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لے آؤ۔''

کافروں نے حضور کی آواز سنی تو دارالندوہ میں جمع ہو گئے۔ وہ آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ سب نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بتوں کی توہین کی ہے وہ ہمیں ایسے معبود کی عبادت کا حکم دیتے ہیں جسے ہم جانتے تک نہیں۔ ہم تین سو ساٹھ بتوں کو چھوڑ کر ایسے معبود کی عبادت کیوں کریں جو نظر بھی نہیں آتا۔ غرض اپنی اپنی زبان سے وہ حضور کو گالیاں بکنے لگے۔ ان میں شیبہ، ربیعہ، ابوالولید، صفوان بن حارث، کعب الاشرف، اسود، صحر بن حارث اور کنانہ بن ربیع وغیرہ تھے۔ یہ سب کے سب بول اٹھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا حق ہے کہ وہ ہمیں اس خدا کی طرف بلائیں جو نہ تو ہمیں نظر آتا ہے اور نہ ہی ہم جسے جانتے ہیں۔

ان میں سے ایک اٹھا اور بولا:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم غریب آدمی ہیں۔ اس بہانے وہ مال چاہتے ہیں۔''

لیکن اس پر کسی نے کان نہ دھرے۔

انہوں نے کہا: ''وہ ساحر ہے۔ کذاب ہے۔ معاذ اللہ!''

پھر انہوں نے ولید سے کہا:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟''

ولید نے کہا: ''فی الحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے تین دنوں کی مہلت چاہئے۔''

ولید کے دو بت تھے جو سونے چاندی اور جواہرات سے بنائے گئے تھے۔ ولید نے ان بتوں کو قیمتی لباس پہنا کر کرسیوں پر بٹھا رکھا تھا۔ اس نے تین دن متواتر بتوں کی عبادت کی۔ ولید نے نہ تو کچھ کھایا پیا اور نہ ہی گھر سے باہر نکلا۔ وہ اپنے بتوں کے سامنے نہایت انکساری سے عبادت کرتا رہا۔ تیسرے روز ولید نے کہا:

''میرے معبودو! میں نے آج تک تمہاری عبادت اس طرح نہیں کی تھی۔ اس بے لوث عبادت کا واسطہ دے کر کہتا ہوں مجھے بتاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں یا جھوٹے؟''

ولید کا یہ کہنا تھا کہ مسفر نامی ایک کافر جن بت میں داخل ہو گیا۔ بت میں حرکت ہوئی اور بت بولا:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں ہیں۔ خبردار ان کی تصدیق نہ کرنا۔''

ولید بہت خوش ہوا۔ اس نے تمام کافروں کو اطلاع دے دی۔ کافر ولید کے ہاں جمع ہونے لگے۔

یہ خبر جب حضور تک پہنچی تو آپ مغموم ہو گئے۔ جبرئیل نے حاضر ہو کر کہا کہ عذاب ہو اس کو جس نے یہ باتیں کہی ہیں۔ ولید نے یہ سنا تو تمام کافروں کو جمع کیا۔ اس نے اپنے سامنے ہبل نامی بت کو رکھا۔ بت کو مختلف رنگوں کا لباس پہنایا۔ کافروں نے بت کو سجدہ کیا اور ساتھ ہی حضور کو بھی بلا بھیجا۔ حضور تشریف لے آئے۔ آپ کے ساتھ عبداللہ

بن مسعود بھی تھے۔ ولید نے کہا:

''ہمارے معبود! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اظہار خیال کیجئے۔''

بت میں پھر جن داخل ہو گیا جس کا نام مسفر تھا۔ بت نے حضور کو پھر گالیاں بکیں اور نازیبا کلمات کہے۔

عبداللہ بن مسعود حیران رہ گئے اور حضور سے بولے:

''حضور! یہ کیا بکواس ہے؟''

حضور نے فرمایا: ''عبداللہ! گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ قدرت کا ایک راز ہے۔''

حضور اس محفل سے کبیدہ خاطر اٹھے۔ راستے میں ایک سوار ملا۔ سبز لباس میں ملبوس سوار گھوڑے سے نیچے اترا۔ حضور کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ حضور نے فرمایا:

''آپ کون ہیں؟ آپ کے سلام نے مجھے تعجب میں ڈال دیا ہے۔''

''حضور میں جنات میں سے ہوں۔ میں نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں اسلام قبول کیا تھا۔ اپنے وطن سے دور تھا۔ گھر آیا تو دیکھا کہ بیوی رو رہی ہے۔ میں نے پوچھا تو بیوی نے کہا کہ مسفر نے ولید کے بت میں داخل ہو کر حضور کی توہین کی ہے۔ جب میں نے حقیقت حال کو جان لیا تو اسی وقت مسفر کے پیچھے دوڑا۔ میں نے اسے صفا اور مروہ کے درمیان قتل کر دیا ہے۔ میری تلوار سے اسی کا خون ٹپک رہا ہے۔''

سوار نے بات ختم کی تو حضور نے اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور پوچھا:

''آپ کا نام؟''

سوار نے کہا: ''مہین ابن العبہر ! اور میں جبل طور سینا میں رہتا ہوں۔''

سوار نے عرض کیا: ''حضور اگر آپ کی اجازت ہو تو میں بت میں داخل ہو کر آپ کی مدح کروں اور کافروں کی ہجو کہوں۔''

حضور نے اجازت دے دی۔

دوسرے دن کافر پھر جمع ہوئے۔ انہوں نے حضور کو بھی بلا لیا۔ کافروں نے ہبل بت کے سر پر جواہرات نثار کئے۔ بڑی عاجزی سے سجدہ کر کے کہا:

''اے معبود! آج بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کیجئے۔''

ہبل سے آواز آئی:

''اے اہل مکہ! جان لو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں۔ ان کا دین اور کلام سچا ہے۔ تم اور تمہارے صنم جھوٹے ہیں۔ تم لوگ گمراہ ہو۔ اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے تو قیامت کے روز تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اٹھو! اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں بہتر ہیں۔''

ہبل کے منہ سے سرکار کی نعت سن کر ابوجہل اٹھا اور بت کو اٹھا کر زمین پر دے مارا۔ بت ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

حضور اور آپ کے صحابہ فرحاں وشاداں واپس تشریف لے آئے۔

(جامع المعجزات، صفحہ: 31-27)

(99) چاہ کن را چاہ در پیش

روایت ہے کہ جب حضور کی شان کے ڈنکے بجنے لگے تو ابوجہل آپ کو شہید کرنے کی تدبیریں سوچنے لگا۔ اس نے سوچا کہ کیوں نہ اپنے مکان کے دروازہ پر ایک کنواں کھود دوں۔ کنویں کے منہ کو گھاس اور مٹی سے ڈھانپ دوں۔ اور خود بیمار بن کر لیٹ جاؤں۔ میری علالت کی خبر سن کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے ضرور آئیں گے۔ اس طرح وہ کنویں میں گر پڑیں گے تو ہم فوراً کنواں کو مٹی سے بھر دیں گے۔ اس طرح معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مٹی تلے دب کر شہید ہو جائیں گے۔

کفار کو یہ تجویز بہت پسند آئی۔ ابوجہل نے تجویز کے مطابق کنواں کھودا اور خود بیمار بن کر لیٹ گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سنا کہ ابوجہل سخت بیمار ہے تو اپنے خلق عظیم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابوجہل کی خبر گیری کے لئے تشریف لے گئے۔ ابوجہل کے دروازہ پر پہنچے تو جبرئیل نے حاضر ہو کر عرض کیا:

> ''یا رسول اللہ! ابوجہل لعین نے آگے کنواں کھود رکھا ہے۔ آپ واپس تشریف لے جائیے۔''

حضور واپس تشریف لے گئے۔ ابوجہل کو جب معلوم ہوا کہ آپ واپس جا رہے ہیں تو اس ''بیمار'' نے بستر سے ایک لمبی چھلانگ لگائی اور تیزی سے دوڑا تا کہ حضور کو پکڑ کر کنویں میں دھکیل دے۔ جلد بازی میں وہ خود کنویں میں گر پڑا۔

کفار نے بہت چارا کیا لیکن ابوجہل کو نہ نکال سکے۔ انہوں نے رسہ ڈال کر نکالنا

چاہا لیکن ناکام رہے۔ آخر کنویں کی تہہ سے ابوجہل پکارا:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لاؤ۔ اس قعر مذلت سے وہی نکال سکتے ہیں۔''

کفار نے بلایا تو حضور تشریف لے آئے۔ منڈیر پر کھڑے ہو کر آپ نے فرمایا:

''اس کنویں سے اگر تمہیں نکال باہر کروں تو کیا توحید و رسالت پر ایمان لے آؤ گے؟''

''ضرور ضرور کیوں نہیں؟''

ابوجہل کنویں کی تہہ سے پکارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھایا تو حضور کا دست مبارک ابوجہل تک جا پہنچا۔ اسے پکڑ کر آپ نے کنویں سے باہر لا ڈالا۔

باہر آ کر ابوجہل بولا:

''آپ سے بڑا جادوگر میں نے آج تک نہیں دیکھا۔'' معاذ اللہ!

(جامع المعجزات، صفحہ:42-41)

(100)......اور بچے زندہ ہو گئے

روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ کو اطلاع ہوئی کہ عنقریب کفار کا لشکر مدینہ پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ حضور فکر مند ہو گئے کیونکہ تیاری کا وقت بہت کم تھا۔ آپ نے بلال سے فرمایا کہ اکابر صحابہ کو بلا لاؤ۔ سب صحابہ جمع ہو گئے تو حضور ان سے مشورہ فرمانے لگے۔ آپ نے فرمایا:

''دشمن سر پر آ پہنچا ہے اور وقت بہت کم ہے۔ ان حالات میں دشمن کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟''

سلمان فارسی نے عرض کیا:

''میں نے اس طرح کے بہت سے واقعات دیکھے ہیں۔ شہر کے گرد خندق کھود کر دخول و خروج کے لئے راستے رکھے جاتے ہیں۔ اور شہر بند ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔''

حضور نے سلمان کی تجویز کو پسند فرمایا اور مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا ارادہ فرمایا، کھدائی کے لئے شہر سے باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین پر خندق کا پورا نقشہ بنایا گیا تھا۔ جبریل امین پہلے ہی زمین پر لکیریں ڈال گئے تھے۔ صحابہ نے یہ دیکھ کر خوشی سے تکبیر کا نعرہ لگایا۔ حضور نے خندق کا آغاز اپنے دست مبارک سے کدال مار کر فرمایا، پھر حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے باری باری زمین کھودنا شروع کی۔ پھر کیا تھا کہ تمام صحابہ، مہاجرین و انصار نے خندق کی کھدائی شروع کر دی۔ صحابہ خندق کھود رہے تھے کہ جبریل فتح کی بشارت دینے آ گئے۔ حضور نے

صحابہ کو فتح کی نوید سنائی۔ صحابہ بہت خوش ہوئے لیکن منافقین ہنسی اڑانے لگے۔ منافقین آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو یہ اپنے اصحاب سے کیا بڑ ہانک رہے ہیں؟ خود تو دشمن کے ڈر سے خندق کھود رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی گمان رکھتے ہیں کہ وہ مشرق و مغرب پر غالب آجائیں گے۔

ان ایام میں حضور نے کھایا پیا کچھ نہیں۔ آپ ہر وقت خندق کی کھدائی میں مصروف رہتے تھے۔ بھوک کی شدت سے حضور کو ضعف ہونے لگا۔ جابر انصاری نے آپ کے ضعف کو بھانپ لیا۔ انہوں نے کھدائی چھوڑی اور گھر بیوی کے پاس جا کر بولے:

''تین روز سے حضور نے کچھ نہیں کھایا۔ بھوک اور پیاس سے حضور ضعف محسوس فرمانے لگے ہیں۔ گھر میں کھانے کے لئے کچھ موجود ہے کیا؟ تاکہ حضور کو گھر بلا کر کھانا کھلائیں۔''

بیوی نے کہا: ''گھر میں بکری ہے اور صاع کے لگ بھگ آٹا ہوگا۔ آپ بکری ذبح کر کے گوشت بنا دیں۔ میں ہنڈیا رکھتی ہوں اور آپ حضور کو دعوت دے آیئے۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہو جائیں آپ کی تشریف آوری ہمارے لئے بہت بڑی خوش قسمتی کا باعث ہوگی۔''

جابر خوشی خوشی حضور کی بارگاہ میں آئے اور عرض کیا:

''تین روز ہوئے آپ نے کچھ بھی نہیں کھایا حضور! غریب خانہ پر تشریف لا کر ماحضر تناول فرمایئے۔''

حضور نے فرمایا: ''صرف میری ہی دعوت ہے کیا؟''

جابر نے عرض کیا: ''اپنے ساتھ کچھ دوست بھی لے آیئے گا۔''

حضور نے صحابہ کو مخاطب فرما کر پکارا: ''خندق والو! چلو جابر انصاری کے گھر چلیں۔ اس نے تمہاری ضیافت کی ہے۔''

حضور کے ارشاد پر ایک ہزار صحابہ جابر انصاری کے گھر آگئے۔

جابر کے دو چھوٹے بچے تھے۔ ایک نے دوسرے سے کہا:

"دیکھو تو! حضور کے ساتھ ایک ہزار صحابہ آگئے ہیں۔ اللہ نے ہم پر کتنا کرم فرمایا ہے کہ ہمارے گھر میں حضور رونق افروز ہوئے ہیں۔ لیکن بھائی! تم جانتے ہو کہ ہمارے گھر میں تو کچھ بھی نہیں جس سے مہمانوں کی تواضع کی جائے۔ میں نے اپنے آپ کو حضور پر قربان کرنے کا تہیہ کر لیا ہے۔ تم ایسا کرو کہ مجھے اس تنور میں پھینک دو۔ جب میں آگ میں بھن جاؤں تو مجھے حضور کے سامنے رکھ دینا۔"

بھائی کی بات سن کر دوسرے نے کہا:

"بھائی! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تجھے تنور میں ڈال کر خود دیکھتا رہوں؟ بہتر یہ ہے کہ تم مجھے تنور میں ڈال دو۔"

پھر ہوا یہ کہ دونوں بھائیوں نے اپنے آپ کو تنور میں ڈال دیا۔ دونوں بھائی چربی کی طرح پگھل گئے۔ اپنی ناقص عقل کے مطابق انہوں نے اپنی جانیں حضور پر فدا کر دی تھیں۔ ماں کو کچھ خبر نہ تھی۔ جب وہ تنور پر آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ دونوں بیٹے آگ میں جل کر ختم ہو چکے ہیں۔ وہ حواس باختہ ہو گئی۔ گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس نے اپنے جذبات پر قابو پا کر جابر کو بتایا۔ جابر نے بھی دیکھا کہ دونوں بیٹے جل چکے ہیں۔ جابر نے انا للہ پڑھتے ہوئے بیوی سے کہا:

"صبر کرنا اور جزع وفزع نہ کرنا، رو پیٹ کر حضور کی دعوت کو خراب نہ کرنا۔"

جابر نے بیٹوں کی جلی ہوئی لاشوں کو ایک ٹوکرے میں ڈال کر چادر سے ڈھانپ دیا۔

جابر نے حضور کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ حضور نے اصحاب کو بلایا ہی تھا کہ جبریل حاضر ہو گئے اور عرض کیا: "جب تک جابر کے دونوں بیٹے دسترخوان پر نہ آجائیں، کھانا ہرگز تناول نہ فرمائیے گا۔"

یہ کہہ کر جبریل نے دونوں بچوں کی داستان حضور کو سنائی تو حضور کے قلب اطہر پر سخت صدمہ گزرا۔ حضور نے جابر سے فرمایا:

"جابر! اپنے بیٹوں کو بھی بلاؤ تاکہ وہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ اس رزق میں ان کا بھی حصہ ہے۔"

یہ سنتے ہی جابر تذبذب میں پڑ گئے۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں دروغ گوئی مناسب نہ سمجھتے ہوئے ٹوکرا اٹھا کر حضور کے سامنے رکھ دیا۔ آپ نے بچوں کی مسخ شدہ لاشیں دیکھیں تو رونے لگے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک بچوں پر ڈال دی اور آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر عرض کیا:

"اے کائنات کو عدم سے وجود میں لانے والے! میں تیرے لطف و کرم سے بھیک مانگتا ہوں کہ جابر کے مردہ بچوں کو زندگی عطا فرما!"

حضور نے دعا فرمائی اور صحابہ نے آمین کہی۔ ادھر حضور دعا سے فارغ ہوئے ادھر دونوں بھائی اللہ کی قدرت سے زندہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ صحابہ کی زبان سے بے ساختہ نکلا:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

بچوں کے والدین مسرت سے رونے لگے۔ وہ گھر جو چند لمحے پہلے ماتم کدہ تھا، خوشیوں کا گہوارہ بن گیا۔

پھر حضور نے اپنا لعاب دہن طعام میں ڈالا اور فرمایا:

"اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔" تمام صحابہ نے شکم سیر ہو کر کھایا لیکن کھانے میں کوئی کمی نہ ہوئی۔ حضور نے پھر بکری کی ہڈیاں جمع کر کے دعا فرمائی تو اللہ کے اذن سے بکری بھی زندہ ہو گئی۔

(جامع المعجزات، صفحہ:256-252، شواہد النبوت، صفحہ:144-143-142، مکتبہ نبویہ لاہور)

(101) عید میلاد النبی ﷺ

احمد بن حسن الکبری سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے نور کو منتقل کرنا چاہا تو سیّدنا عبداللہ بن عبدالمطلب کے دل میں شادی کی خواہش پیدا کر دی۔ ایک دن سیّدنا عبداللہ نے اپنی ماں سے کہا:

''امی جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ میری شادی فرمائیں تو میری بیوی صورت و سیرت، حسب و نسب اور جمال و کمال کا مجموعہ ہونی چاہئے۔''

ماں نے فرمایا: ''ضرور بیٹے! یہی تو میری بھی خواہش ہے۔''

آپ کی والدہ کو قریش کی تمام دوشیزاؤں میں آمنہ بنت وہب نے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ ماں نے بیٹے سے بات کی تو سیّدنا عبداللہ نے عرض کیا:

''امی جان! آپ اچھی طرح سے تسلی کر لیجئے۔''

آپ کی والدہ دوبارہ گئیں۔ انہوں نے سیدہ آمنہ کو جی بھر کر دیکھا معصوم چہرہ، شرمیلی آنکھیں اور باوقار سراپا، وہ تو جنت کی حور دِکھتی تھیں۔ ماں نے رشتہ پسند کر لیا۔ پھر ایک دن سیّدنا عبداللہ کا نکاح ایک اوقیہ سونا، ایک اوقیہ چاندی اور ایک سو اونٹوں کے مہر پر سیدہ آمنہ سے ہو گیا۔

وہ جمعہ کی رات تھی جب اللہ نے فرمایا کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں۔ آج کی رات نورِ محمد منتقل ہونے والا ہے۔ پھر وہ نور منتقل ہو گیا۔ اس دن صنم خانے ویران ہو گئے۔ بت اوندھے منہ گر پڑے۔ ابلیس اپنے چہرہ پر خاک ڈالتا ہوا جبل ابی قبیس کی جانب بھاگا۔ وہ اس زور سے چیخا کہ تمام شیاطین اس کے گرد جمع ہو گئے۔ شیاطین نے

پوچھا:

''تمہیں کیا ہوا ہے؟''

ابلیس نے کہا: ''وہ نور آمنہ کے شکم تک آ پہنچا ہے جو ہمارے طلسم کو توڑ دے گا۔''

مکہ کی کئی دوشیزائیں آمنہ کے مقدر پر رشک کرنے لگیں کہ اس نے عبداللہ کی پیشانی سے چمک لوٹ لی ہے۔

اللہ نے جب خیر مخلوقات کو ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو جنت کے باسیوں، سدرہ کے مکینوں اور عرش کے حاملوں سے جبریل نے کہا:

''کلمۃ اللہ تمام ہونے والا ہے، حکم الٰہی نافذ ہونے والا ہے۔ ان کا ظہور ہونے والا ہے جو بشیر و نذیر ہیں، سراج منیر ہیں، شافع و مشفع ہیں اور صاحب لواء الحمد ہیں۔ ان کی امت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہوگی۔

عرش والو! وہ آنے والے ہیں جو صاحب امانت و دیانت اور مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ وہ خیر مخلوقات ہیں۔ خاتم الانبیاء ہیں۔ وہ سب جہانوں کی طرف رحمت بنا کر بھیجے جانے والے ہیں۔ وہ جن کا نام...... محمد و احمد ہے جو طٰہٰ و یٰسین ہیں۔ جن کا دین ناسخ الادیان ہے۔ دنیا میں ظہور فرمانے والے ہیں۔''

جبریل کا اعلان سنتے ہی ملائکہ تسبیح و تکبیر میں مصروف ہو گئے۔ ابوابِ جہنم بند ہو گئے۔ جنت کے دروازے کھل گئے، اشجار جنت بار آور ہو گئے۔ جنت کی نہریں رواں ہو گئیں۔ طیور جنت نغمہ سرا ہو گئے، حور و غلمان وجد میں آ گئے، حجابات اٹھ گئے اور احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے عالم بالا میں تجلیاں پھیل گئیں۔

اللہ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ ایک لاکھ فرشتوں کو لے کر زمین پر جاؤ۔ بحر و بر اور ارض و جبال میں پھیل جاؤ اور اہل زمین کو بشارت سنا دو کہ تمہیں پاک وصاف کرنے والا آ رہا ہے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کو چھ ماہ گزرے تو میں نے ہاتف سے ندا سنی: آمنہ! تجھے امن والا مبارک ہو۔ سات ماہ گزرے تو حضرت عبدالمطلب نے سیّدنا عبداللہ سے فرمایا:

''خوشی کے لمحات آنے والے ہیں، ظاہر ہے کہ اس وقت ہمیں دعوتِ عام کرنا ہوگی۔ بیٹا! تم طیبہ جاؤ اور وہاں سے عمدہ پھل اور مویشی لے آؤ۔''

سیّدنا عبداللہ فوراً روانہ ہو گئے۔ لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ طیبہ میں وصال فرما گئے۔ آپ کے وصال پر آسمان کے فرشتوں نے کہا:

''الٰہ العالمین! تیرے محبوب دنیا میں یتیم پیدا ہوں گے؟''

اللہ نے فرمایا: ''فرشتو! اس کا ناصر و نگہبان، اس کے والدین سے بہتر ہے۔ اس کا محافظ و مربی میں ہوں۔''

سیدہ آمنہ نے اپنے سرتاج کے وصال کی خبر سنی تو ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ یہ مرحلہ ان کے لئے بڑا صبر آزما تھا۔

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رجب المرجب حمل کا پہلا مہینہ تھا۔ رات کو خواب میں ایک بزرگ نے فرمایا:

''آمنہ! تجھے مبارک ہو اور مرحبا صد مرحبا یا محمد!''

میں نے کہا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ''ابوالبشر آدم۔''

وہ پھر فرمانے لگے: ''آمنہ! تم سید البشر کی امین بن چکی ہو۔ وہ نازش بنی ربیعہ اور فخر بنی مضر ہیں۔''

حمل کے دوسرے ماہ خواب میں ایک شخص نے کہا:

''السلام علیک یارسول اللہ!''

میں نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ''شیث...... آمنہ مبارک ہو کہ صاحب تاویل الحدیث کی ماں بننے والی ہو۔''

تیسرے ماہ ایک بزرگ نے خواب میں فرمایا:

''السلام علیک یا نبی اللہ!''

میں نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ''ادریس......اور تم رئیس الانبیاء کی ماں ہو۔''

چوتھے ماہ ایک کہنے والے نے خواب میں کہا:

''السلام علیک یا حبیب اللہ!''

میں نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ''نوح......اور تم صاحبِ نصر وفتوح کی حاملہ ہو۔''

پانچویں ماہ خواب میں کسی نے کہا:

''السلام علیک یا صفوۃ اللہ!''

میں نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ''ہود......تم ان کی ماں ہو جو صاحب الشفاعت فی یوم المشہود ہیں۔''

چھٹے ماہ ایک دراز قامت بزرگ نے فرمایا:

''السلام علیک یا رحمۃ اللہ!''

میں نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ''ابراہیم خلیل اللہ......مبارک ہو کہ تم حبیب اللہ کی ماں ہو۔''

ساتویں ماہ ایک خوبرو نے کہا: ''السلام علیك یا من اختارہ اللّٰہ!''

میں نے پوچھا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ''اسماعیل ذبیح اللہ...... عظیم الشان بیٹے کی مبارک ہو۔''

آٹھویں ماہ ایک بزرگ نے کہا: ''السلام علیك یا خیر خلق اللّٰہ!''

میں نے کہا: ''آپ کون ہیں؟''

فرمایا: ”موسیٰ بن عمران......اور تم صاحبِ قرآن کی ماں ہو۔“
نویں ماہ ایک دراز قامت صبیح و وجیہہ جوان نے کہا:
”السلام علیك یا من دنی المقرب منك یا رسول اللّٰہ!“
میں نے کہا: ”آپ کون ہیں؟“
فرمایا: ”عیسیٰ بن مریم......رسول رؤف ورحیم کی مبارک ہو۔“
سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ماہِ ربیع الاول کی پہلی رات مجھ پر نشاط و سرور کی عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔
دوسری رات مجھے حصولِ مراد کی مبارک دی گئی۔
تیسری رات کسی کہنے والے نے کہا کہ دولت دین و دنیا کا ظہور ہونے والا ہے۔
چوتھی رات میں نے ملائکہ کی تسبیحات سنیں۔
پانچویں رات خواب میں سیّدنا ابراہیم خلیل اللہ کی زیارت ہوئی۔ انہوں نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا: ”رسول رؤف ورحیم کی مبارک ہو۔“
سیدہ فرماتی ہیں کہ میں ہر رات قدرت کے عجائبات دیکھتی رہی۔ حتیٰ کہ گیارہویں رات آئی۔ یہ ایک منور رات تھی۔ چاند جوبن پر تھا۔ مکہ چاندنی میں نہایا ہوا تھا۔ عبدالمطلب اپنے بچوں کے ساتھ حرم کی دیوار مرمت کر رہے تھے۔ اس وقت میرے پاس کوئی فرد موجود نہیں تھا۔ میں گھر میں اکیلی رہ گئی تو خوف سا محسوس ہونے لگا کہ اگر اسی رات بچے کی پیدائش ہوگئی تو کیا ہوگا؟ میں انہی خیالات میں تھی کہ کمرے کی ایک دیوار شق ہوگئی اور چار دراز قامت خواتین کمرہ میں داخل ہوگئیں۔ وہ باوقار تھیں اور حسن و جمال میں ایک سے ایک بڑھ کر تھیں۔ یوں محسوس ہوا جیسے نور و نکہت کی بارشیں ہونے لگی ہیں۔ ایک نے بڑھ کر مجھ سے کہا:
”آمنہ! تمہاری مثل کون ہو سکتی ہے! تم سید البشر کی ماں بننے والی ہو۔“
یہ کہہ کر وہ میری دائیں جانب بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

''آپ کون ہیں؟''

بولیں: ''ام البشر...... حوا۔''

پھر دوسری نے مبارک باد کہی۔ وہ میری بائیں جانب بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

''آپ کون ہیں؟''

بولیں: ''سارہ...... زوجۂ خلیل اللہ!''

پھر تیسری خاتون مبارک باد دے کر میرے پیچھے بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

''آپ کون ہیں؟''

بولیں: ''آسیہ بنت مزاحم...... فرعون کی بیوی۔''

آخر میں چوتھی نے بھی مبارک دی اور سامنے بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

''آپ کون ہیں؟''

بولیں: ''مریم بنت عمران...... ام عیسیٰ۔''

پھر چاروں نے یک زبان کہا:

''ہم دایہ بن کر تمہاری خدمت کے لئے حاضر ہوئی ہیں۔''

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جلد ہی ان سے مانوس ہوگئی۔

اللہ نے جبریل سے فرمایا:

''جبریل! ٹھنڈی اور عنبر فشاں ہوائیں چلاؤ۔ مالک سے کہو کہ جہنم سرد کر دی جائے۔ رضوان سے کہو کہ جنت کے دریچے کھول دیئے جائیں۔ فرشتو! سماوات وارضین میں پھیل جاؤ اور اعلان کر دو کہ مطلوب ومحبوب کی آمد آمد ہے۔''

پھر جبریل فرشتوں کے جلو میں جبل مکہ پر اترے۔ حرم کا طواف کیا اور کعبۃ اللہ پر نور کا پرچم گاڑ دیا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری نگاہوں سے حجابات اٹھا دیئے گئے۔

مجھے شام کے محلات نظر آنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ مشرق و مغرب میں جھنڈے لہرا رہے ہیں۔ ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب ہے جس سے نور کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔

مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی تو ایک مشروب پیش کیا گیا جو دودھ سے سفید اور شہد سے شیریں تھا۔ میں نے وہ مشروب پی لیا۔ کیا دیکھتی ہوں کہ میرے پہلو میں سید الاولین والآخرین جلوہ گر ہو چکے تھے...... میں نے دیکھا کہ وہ سجدے میں تھے۔ پھر انہوں نے ننھی منی انگلی آسمان کی جانب بلند فرمائی، آنکھیں سرگیں، مکحول و مختون، سفید کپڑے میں ملبوس، سبز حریر پر لیٹے ہوئے یوں دکھائی دیتے تھے جیسے چاند زمین پر اتر آیا ہو۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ہاتف سے یہ ندا سنی:

''میں تجھے عطاء کرتا ہوں...... خلق آدم، معرفت شیث، شجاعت نوح، خلت ابراہیم، لسان اسماعیل، رضائے اسحٰق، حلم لوط، جہد یوشع، شدت موسیٰ، حکمت لقمان، حب دانیال، ملک سلیمان، صبر ایوب، ردائے ہارون، وقارِ الیاس، قبول زکریا، عصمت یحییٰ اور زہد عیسیٰ۔

یا محمد!...... آپ کو کعبۃ اللہ مبارک ہو...... کعبۃ اللہ۔ قیامت تک آپ کا اور آپ کی امت کا قبلہ ہوگا۔'' (جامع المعجزات، صفحہ:305-296)

(102) کعبے کا کعبہ

حضور کی ولادت ہوئی تو سیّدنا عبدالمطلبؓ گھر میں موجود نہیں تھے، کعبہ کی دیوار مرمت کرنے تشریف لے گئے تھے۔ عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں مرمت کے بعد کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بیت اللہ چاروں جانب جھکا اور مقام ابراہیم کی جانب سجدہ میں پڑ گیا اور تکبیر و تسبیح کی آوازیں آنے لگیں۔ تھوڑی دیر بعد کعبہ دیواروں پر کھڑا ہو گیا اور جوفِ کعبہ سے ندا آئی:

''سب خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص کر دیا۔''

ارکانِ کعبہ پھر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔

عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں باب الصفاء سے نکل کر آمنہ کے گھر کی جانب روانہ ہوا تو میں نے کچھ فرشتے دیکھے جو کہہ رہے تھے:

''قد جاء کم رسول اللہ'' میں نے آنکھیں ملتے ہوئے کہا کہ یہ خواب ہے یا بیداری؟ آمنہ کے مکان پر کچھ پرندے چکر کاٹ رہے تھے اور کمرہ سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ میں نے پوچھا: ''کیا ہوا ہے؟'' تو مجھے بتایا گیا: ''سید مضر، خیر البشر کی ولادت ہوئی ہے۔''

میں نے دروازہ پر دستک دی تو آمنہ نے خود دروازہ کھولا۔ ان پر نفاس کا کچھ اثر نہ تھا۔ میں نے آمنہ سے پوچھا: ''تمہاری پیشانی کی چمک کہاں گئی؟''

آمنہ نے کہا: ''وہ چمک دنیا میں اتر آئی ہے۔''

مجھے ہاتف سے یہ نداء آئی: ''عبدالمطلب ! اپنے پوتے کا نام محمد رکھنا۔ ان کا نام آسمانوں میں محمود، تورات میں موید، زبور میں ہادی، انجیل میں احمد اور قرآن میں طٰہٰ، یٰسین اور محمد ہے۔''

میں نے آمنہ سے کہا: ''مجھے پوتا دکھاؤ۔''

آمنہ نے کہا: ''آیئے ! وہ کوٹھڑی میں ہے۔''

کوٹھڑی میں داخل ہوا تو ملائکہ زیارت کے لئے فوج درفوج اتر رہے تھے۔

(جامع المعجزات، صفحہ:307-297)

(103) بڑے حلم والے کو لائی حلیمہ

حضورؐ کی ولادت ہوئی تو سوال یہ پیدا ہوا کہ اس انمول موتی کو دودھ کون پلائے گا؟

بہت سی بدوی آیاؤں نے خواہش ظاہر کی لیکن حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ان سے یہی فرماتی رہیں کہ اس امر کا فیصلہ عبدالمطلب کریں گے۔ ایک رات حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے ہاتف سے نداء سنی:

"اے طاہرہ و کریمہ! غور سے سن لو کہ محمد کو دودھ پلانے والی دایہ قبیلہ بنی سعد سے ہے۔ جس کا نام حلیمہ ہے۔"

اس کے بعد جو دایہ آتی سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اس کا نام اور قبیلہ ضرور دریافت فرماتیں۔

حلیمہ کے مقدر میں سید الکونین کی رضاعت لکھ دی گئی تھی۔ حالات نے انہیں مکہ آنے پر مجبور کر دیا۔ حلیمہ کا قبیلہ ان دنوں شدید قحط سے دوچار تھا۔ اس بحران میں حلیمہ سب سے زیادہ متاثر ہوئی تھیں۔ وہ خود فرماتی ہیں کہ میں تہی دست ہو چکی تھی۔ حتیٰ کہ صحرا کے خودرو پودے توڑ کر ان کے پتے کھایا کرتی تھی۔ ہمارے گھر میں اکثر فاقے ہوا کرتے تھے۔ ایک دن میں بنی سعد کی سہیلیوں کے ساتھ باہر گئی۔ میں نے پتے توڑ کر کھائے اور پانی پی لیا۔ اچانک ہمیں وادی میں کسی کی آواز آئی لیکن بولنے والا نظر نہ آیا۔ پکارنے والے نے ہمیں مکہ جانے کی ترغیب دیتے ہوئے کہا:

"مکہ میں محمد نامی ایک بچہ ہے اسے دودھ پلاؤ۔"

ہم پتے توڑنا بھول گئیں اور گھبرا کر اپنے گھروں کی جانب دوڑ پڑیں۔ گھر پہنچی تو میرے خاوند حارث نے کہا:

''حلیمہ! خالی ہاتھ واپس آ گئی ہو؟''

میں نے حارث کو آواز کا قصہ سنایا تو وہ کہنے لگے:

''حلیمہ! چلو ہم مکہ چلتے ہیں۔ شاید وہ بچہ ہماری تقدیر میں لکھا ہو۔''

میں ان دنوں حاملہ تھی۔ جلد ہی میں نے ایک بچے کو جنم دیا جس کا نام ہم نے ضمرہ رکھا۔ ان دنوں میں بھوک اور پیاس سے نڈھال رہا کرتی تھی۔ ایک دن مجھ پر غنودگی طاری ہوگئی تو ایک نادیدہ قوت نے مجھے اٹھا کر ایک نہر کے کنارے بٹھا دیا اور کہا:

''حلیمہ! اس پانی سے غسل کر لو۔''

میں نے غسل کیا تو پھر آواز آئی: ''اب نہر سے پانی پی لو۔''

میں نے جی بھر کر پانی پیا۔ پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے بڑھ کر شیریں تھا۔ نہر سے مشک و عنبر کی خوشبوئیں اٹھ رہی تھیں۔ پانی پی چکی تو پھر نداء آئی:

''حلیمہ! مبارک ہو کہ رسولِ عربی کی رضاعت تیرا مقدر بن چکی ہے۔ فوراً مکہ جاؤ۔ تم اپنے قبیلہ میں سب سے زیادہ خوشحال اور خوش نصیب ہونے والی ہو۔''

پھر نادیدہ قوت نے میرے سینہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا:

''خدا تجھے شیر اور خیر کثیر عطا فرمائے۔''

اچانک میری غنودگی دور ہوگئی کیا دیکھتی ہوں کہ نہ وہ نہر ہے اور نہ ہی وہ کیفیت۔ میں اپنے کمرہ میں پڑی تھی۔ لیکن مجھے اپنے رب کے جلال کی قسم! یوں محسوس ہونے لگا جیسے میرے سینے میں دودھ کے سوتے پھوٹنے والے ہیں۔ میرا لاغرپن دور ہو گیا۔ چہرہ پر تازگی آ گئی اور اپنی سہیلیوں میں سب سے زیادہ صحت مند دکھائی دینے لگی۔ سہیلیوں نے مجھ سے کہا:

''حلیمہ! ہم نے تمہیں اس حال میں دیکھا تھا کہ فاقوں کی وجہ سے تم دبلی پتلی اور زرد رو تھی...... اچانک تم اتنی تنومند کیسے ہوگئی ہو؟''

میں نے ہنس کر بات ٹال دی اور حقیقت حال کچھ نہ بتائی۔

ایک دن میں نے اپنے خاوند حارث سے کہا کہ مجھے مکہ لے چلو۔ ہمارے پاس ایک لاغر اونٹنی تھی۔ حارث نے کہا:

''تم اونٹنی کو ایسی زحمت دینا چاہتی ہو جو وہ برداشت نہ کر سکے گی۔''

میں نے کہا: ''خدا نے چاہا تو گرتے پڑتے مکہ پہنچ ہی جائیں گے۔''

حارث اونٹنی لے آیا۔ وہ اتنی کمزور تھی کہ ہم اس کی پسلیاں شمار کر سکتے تھے۔ حارث نے مجھے اونٹنی پر بٹھایا۔ میں نے ضمر کو گود میں لیا۔ حارث نے نکیل تھام لی اور اونٹنی کچھوے کی چال چلنے لگی۔ مکہ کی سڑک پر پہنچے تو اونٹنی رک گئی۔ حارث نے کہا:

''چلو واپس چلے چلیں۔ مکہ تک جانا اس کے بس کا روگ نہیں۔''

میں نے کہا: ''اللہ کا نام لے کر چلتے رہیے۔ دیر سے سہی لیکن بالآخر مکہ پہنچ ہی جائیں گے۔''

ہم گومگو کی حالت میں تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ گھاٹی کی اوٹ سے ایک شخص نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چمکدار چھڑی تھی۔ اونٹنی کے قریب آیا اور چھڑی سے اشارہ کرتے ہوئے بولا: ''چلو جلدی چلو! نبی صادق وامین کی خدمت میں۔''

پھر وہ شخص مجھ سے مخاطب ہوا:

''حلیمہ! مبارک ہو کہ خدا نے تجھے سید المرسلین کی رضاعت کے لئے چن لیا ہے۔''

اجنبی کا یہ کہنا تھا کہ اونٹنی اصیل گھوڑے کی طرح دوڑنے لگی۔ سب سے پہلے میں حرم پہنچی۔ مکہ کے ماحول پر طائرانہ نگاہ ڈالی۔ یوں محسوس ہوا جیسے حرم دلہن کی طرح سجا ہوا ہے اور مکہ کے گردونواح میں رنگارنگ کے پھول کھلے ہوئے ہیں۔ میرے علاوہ دوسری آیاؤں نے بھی حرم کے دامن میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ ہر دایہ کی یہی خواہش تھی کہ وہ

مبارک بچہ اسے مل جائے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے سنا کہ بنی سعد کی دائیاں مکہ آچکی ہیں تو انہوں نے سیّدنا عبدالمطلب سے عرض کی:

''سیدی! آپ دائیوں کے پاس جائیے اور اپنے پوتے کے لئے بھی دائی لائیے۔''

عبدالمطلب سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی بات سنتے ہی گھر سے باہر تشریف لے گئے۔ ابھی وہ گھر سے نکلے ہی تھے کہ ہاتف سے نداء آئی:

''بنت وہب کا یتیم، بہترین مخلوقات ہے۔ جس کی رضاعت کے لئے قدرت نے حلیمہ کا انتخاب کر رکھا ہے...... آمنہ! بیٹے کو حلیمہ کے سواء کسی دوسری دایہ کے سپرد نہ کرنا۔''

تھوڑی دیر بعد دائیوں نے آنا شروع کر دیا۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا ہر دایہ سے نام اور قبیلہ دریافت کرتیں۔ جب وہ حلیمہ کا نام نہ سنتیں تو بڑی ملائمت سے فرماتیں:

''بہن! میرا بیٹا یتیم ہے۔''

یہ سنتے ہی دائیاں چلی جاتیں۔ انہیں اس بچہ میں کیا دلچسپی ہو سکتی تھی، جس کا باپ زندہ نہ تھا۔ دائیاں عبدالمطلب سے پوچھتیں:

''یہ آپ کا بیٹا ہے؟''

تو آپ فرماتے: ''نہیں، لیکن مجھے یہ بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ ابھی یہ ماں کے شکم میں تھا کہ اس کا باپ وصال کر گیا تھا۔''

یہ سن کر کوئی دایہ آپ کے گھر نہ ٹھہری۔ سب چلی گئیں۔

میں شہر مکہ میں داخل ہوئی تو پوچھا: ''خادم حرم کون ہے۔'' جواب ملا: ''عبدالمطلب'' تو میں عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ انہیں سلام کیا اور عرض کیا:

''سیداشراف مکہ! پیکر جودوکرم! میں قبیلہ بنی سعد کی ایک ستم رسیدہ، قحط زدہ اور مفلوک الحال عورت ہوں۔ ہمارے مویشی قحط کی نذر ہو چکے ہیں۔ موجودہ سال نے تو رہی سہی کسر بھی پوری کردی ہے۔

معدنِ کرم! میں نے سنا ہے کہ آپ کو دایہ کی ضرورت ہے۔ میں اپنی خدمات پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ شاید اسی بہانے ہمارے دن پھر جائیں۔''

آپ نے پوچھا: ''خاتون! آپ کا نام کیا ہے؟''

میں نے کہا: ''حلیمہ نام ہے۔ قبیلہ بنی سعد سے ہوں۔''

آپ نے فرمایا: ''حلیمہ! میرے ہاں بچہ ضرور ہے اور وہ بچہ ایسا عدیم المثال ہے کہ آج تک کسی ماں نے ایسے صبیح و ملیح بچے کو جنم نہ دیا ہوگا۔ لیکن...... لیکن حلیمہ! وہ باپ کے سایہ سے محروم ایک یتیم بچہ ہے اگر تم اس کی رضاعت پر راضی ہو تو بسم اللہ کرو اور لے جاؤ۔''

میں نے کہا: ''سیدی! میرا خاوند بھی میرے ساتھ مکہ آیا ہوا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر ابھی میں کچھ نہیں کرسکتی۔ اجازت ہو تو میں خاوند سے مشورہ کرلوں۔ اگر وہ یتیم بچے کو لے جانے پر راضی ہو گیا تو بسر و چشم حاضر ہو جاؤں گی۔''

آپ نے فرمایا: ''ٹھیک ہے تم مشورہ کر کے جلد بتا دینا۔''

میں وہاں سے مایوس اور دل گرفتہ لوٹ آئی۔

عبدالمطلب کے گھر سے سیدھی حارث کے پاس آئی۔ خاوند نے کہا:

''کیا خبر لائی ہو؟''

میں نے کہا: ''عبدالمطلب کے گھر میں ایک حسین و جمیل بچہ ہے۔ لیکن وہ

یتیم ہے۔ میں نے آپ کے ڈر سے فی الحال قبول نہیں کیا۔ کہئے آپ کا کیا ارادہ ہے؟''

حارث نے کہا: ''حلیمہ! خود سوچو کہ ہم قحط زدہ لوگ یتیم لے کر کیا کریں گے؟''

میں نے کہا: ''لیکن اس کے دادا نے خیر کثیر کا وعدہ کیا ہے۔''

حارث نے کہا: ''دائیاں ہمیشہ بچہ کے باپ سے اجرت اور انعام وصول کیا کرتی ہیں، دادا سے نہیں۔ یتیم بچہ کی پرورش کر کے ہمیں انعام و اکرام کی توقع رکھنا عبث ہے۔ چھوڑو اس قصہ کو!''

خاوند کی بات سن کر مجھے بہت صدمہ ہوا اور میں دل میں مسوس کر رہ گئی۔

دوسرے دن میری ہم سفر دائیاں واپسی کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ انہیں دیکھ کر میرے آنسو رخساروں پر بہہ نکلے۔ حارث نے دیکھا تو کہا:

''حلیمہ! کیوں رو رہی ہو؟''

میں نے کہا: ''کیوں نہ روؤں۔ بنی سعد کی تمام دائیاں بچے لے کر جا رہی ہیں اور میں تہی دامن ہوں۔''

حارث نے کہا: ''تو کیا چاہتی ہے؟''

میں نے کہا: ''وہی یتیم! ممکن ہے کہ اس کی برکت سے اللہ ہمارے دن پھیر دے۔''

حارث نے کہا: ''تو جاؤ اور اسے لے آؤ!''

یہ سن کر میری خوشی کی انتہاء نہ رہی۔

ادھر عبدالمطلب میری تلاش میں گھر سے نکلے اور ادھر میں ان کے گھر جا رہی تھی۔ راستہ میں ہی ان سے ملاقات ہو گئی۔ میں نے پوچھا:

''کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟''

آپ نے فرمایا: ''تمہارے پاس ہی تو جارہا تھا حلیمہ!''

میں نے کہا: ''اور اے سید عرب! میں بھی آپ ہی کی خدمت میں جارہی تھی۔''

اور خوشی سے مسکراتے ہوئے بتایا:

''درِ یتیم کی رضاعت کے لئے خاوند کی اجازت لے آئی ہوں۔''

یہ سنتے ہی عبدالمطلب مجھے اپنے ساتھ گھر لائے۔ میں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہا۔ وہ بڑی خندہ پیشانی سے ملیں اور فرمایا:

''واللہ! میرے بچے کی رضاعت کے قابل تم ہی تھیں۔''

اور میرا ہاتھ تھام کر اس کمرے میں لے گئیں جہاں سیدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم محوِ خواب تھے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ جب میں حضور کے کمرہ میں داخل ہوئی تو وہ نور سے جگمگا رہا تھا۔

میں نے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے کہا:

''سیدہ! یوں لگتا ہے جیسے آپ کے فرزند کے گرد ستارے جھلملا رہے ہیں۔''

آپ نے فرمایا: ''یہ تو میرے صبیح و ملیح بیٹے کے چہرہ سے نکلنے والی شعاعیں ہیں۔''

آپ پیٹھ کے بل سیدھے لیٹے ہوئے مبارک انگلیاں چوس رہے تھے اور گہری نیند سوئے ہوئے تھے۔ میں ان کی جانب بے اختیار لپکی تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''میں تو پہلے ہی جانتی تھی کہ اسے دودھ پلانے والی قبیلہ بنی سعد کی حلیمہ ہوگی۔''

میں نے عرض کیا: ''سیدہ! محمد کا حسن و جمال دیکھ کر میرے انگ انگ میں اس کے لئے شفقت و محبت سما گئی ہے۔''

یہ کہہ کر میں آپ کے سر اقدس کی جانب کھڑی ہوگئی۔ میں نے ان کی جانب بانہیں پھیلا دیں کہ اٹھا کر سینہ سے لگا لوں...... اچانک آپ نے چشمانِ مبارک کھولیں اور مجھے دیکھ کر مسکرانے لگے۔ آپ کی مسکراہٹ کے ساتھ ہی کمرے میں نور کی چادر تن

گئی۔ یوں محسوس ہوا جیسے شعاعیں آسمان تک بلند ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ میں نے آپ کو گود میں لے کر چوما اور دایاں پستان آپ کے منہ میں ڈال دیا۔ آپ نے دودھ نوش فرمایا۔ بایاں پستان پیش کیا تو آپ نے قبول نہ کیا۔ گویا دوسرا پستان آپ نے اپنے دودھ پیتے بھائی ضمرہ کے لئے چھوڑ دیا تھا۔ آپ دائیں سے ہی دودھ نوش فرمایا کرتے تھے۔ جبکہ بائیں سے ضمرہ پیا کرتا تھا۔

آپ کو لے کر اٹھی تو مسرتیں میرے انگ انگ میں سما گئیں اور میں اپنے آپ کو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت تصور کرنے لگی۔ دروازہ سے باہر نکلنے لگی تو عبدالمطلب نے فرمایا: ''حلیمہ! ٹھہرو! کچھ زادِ سفر لیتی جاؤ۔''

میں نے کہا: ''مجھے اب زادِ سفر کی ضرورت نہیں رہی ہے، میرے لئے محمد ہی کافی ہیں۔''

لیکن عبدالمطلب نے مجھے زادِ سفر دے دیا۔ گھر سے باہر نکلی تو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے بیٹے کو گلے لگالیا، چوما اور زاروقطار رونے لگیں۔ ماں بیٹے کی فرقت کے لمحات بڑے صبر آزما تھے۔ جب ماں نے یہ کہا:

''میرے یتیم! خدا تمہارا حامی و ناصر ہو۔''

تو میں بھی آنسوؤں پر ضبط نہ کر سکی۔

حضور کو لے کر جب مکہ سے باہر آئی تو گردوپیش کی ہر چیز سے مجھے یہ آوازیں آنے لگیں: ''مبارک ہو حلیمہ! محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت مبارک ہو۔''

خاوند کے پاس پہنچی تو بنی سعد کی دائیاں میرے انتظار میں تھیں۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا: ''حلیمہ! تیرے گردوپیش انوار کیسے ہیں؟''

میں نے آپ کے چہرہ سے کپڑا سرکایا اور کہا:

''یہ چمک دمک اس چہرۂ انور کی بدولت ہے۔''

بنی سعد کی دائیوں نے حضور کے چہرہ پر انوار کی بارش دیکھی تو کہا:

''یہ چہرۂ انور حسن و جمال میں اپنی مثال نہیں رکھتا۔ ایسا بچہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا، یہ چہرۂ انور اس لائق ہے کہ ہر زبان سے اس کی صفت وثناء ہوتی رہے۔''

وہ رات ہم نے کیف و سرور میں گزار دی۔

صبح ہوئی تو ہم نے کجاوے کسے اور سواریاں تیار کیں۔ میں اونٹنی پر سوار ہو گئی۔ دائیں گود میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں میں ضمرہ کو لے لیا۔ قافلہ چلا تو میں سب سے آگے نکل گئی۔

دائیاں کہنے لگیں: ''حلیمہ! تیری اونٹنی تو اتنی لاغر تھی کہ چلنے سے معذور تھی لیکن یہ تو فربہ اندام اور سبک خرام ہے!''

اللہ نے اونٹنی کو قوتِ گویائی عطاء فرمائی اور وہ فصیح زبان میں بولی:

''خواتین بنی سعد! اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ دیکھو تو سہی کہ میری پشت پر سید الاولین والآخرین سوار ہیں۔ انہی کی برکت نے میری نقاہت کو قوت میں اور سست روی کو برق رفتاری میں تبدیل کر دیا ہے۔''

دائیاں اونٹنی کی رفتار پر پہلے حیران تھیں۔ اب اس کی گفتار نے ان کو مزید حیرت میں ڈال دیا۔ میں بنی سعد کی دائیوں کو دور پیچھے چھوڑتی ہوئی ان کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی۔

میں قبیلہ بنی سعد پہنچی تو وہاں ایک پادری کہہ رہا تھا:

''آخر زمانہ میں محمد نامی ایک شخص ہو گا جو بتوں کو توڑ کر ذلیل و رسوا کر دے گا۔''

پادری یہ باتیں کہہ رہا تھا کہ میں پہنچ گئی۔ مجھے دیکھتے ہی وہ بولا:

''لو وہ دیکھو! حلیمہ اسے لے آئی ہے۔ دیکھو اس کی گود میں وہی بچہ ہے جس

کی میں بات کرر ہاتھا۔“

پادری نے مشرکین ونصاریٰ کو پہلے ہی آپ کے خلاف ابھار رکھا تھا۔اس نے مزید اشتعال دلاتے ہوئے کہا:

”آج وقت ہے۔اسے ابھی قتل کر دو۔“

انہوں نے کہا:”مقدس باپ! ہم اس معصوم کو کیسے قتل کر سکتے ہیں؟“

پادری بولا:”آج وقت ہے۔کل پچھتاؤ گے۔جوان ہو کر یہ نہ صرف تمہارے بت ہی توڑے گا بلکہ قتال وجدال بھی کرے گا۔“

مشرکین ونصاریٰ نے یہ سنتے ہی تلواریں سونت لیں۔وہ میری جانب لپکے تو میں نے آپ کو سینے سے لگاتے ہوئے کہا:

”ہائے میرا قرۃ العین محمد!“

اچانک آسمان سے بجلی کوندی اور سب کو جلا کر بھسم کر دیا۔ہاتف سے نداء آئی:

”دشمنانِ محمد کو خدائے قہار کے قہر کی آگ نے جلا ڈالا ہے۔“

آپ قبیلہ بنی سعد میں آئے تو برکات نازل ہونے لگیں،قحط دور ہو گیا،چراگاہیں ہری ہو گئیں،نخلستان بارآور ہو گئے اور قبیلہ بنی سعد دیکھتے ہی دیکھتے خوشحال ہو گیا۔قبیلہ والے جان گئے کہ برکات کا اصل منبع وہ مقدس بچہ ہے جو حلیمہ کی گود میں ہے۔قبیلہ کے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آنے لگے۔ان میں عورتیں،مرد اور بچے بھی شامل تھے۔ کوئی آپ کی پیشانی چومتا،کوئی ہاتھوں کو بوسہ دیتا اور کوئی آپ کے ننھے منے پاؤں چومتا تھا۔خدا نے ان کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دی تھی۔

دو سال کے ہوئے تو آپ کی نشوونما بڑی تیزی سے ہونے لگی۔میں نے کبھی بھی آپ کے کپڑے نہ دھوئے تھے۔آپ ہر وقت صاف ستھرے رہتے تھے۔آپ کو بول و براز کرتے میں نے کبھی نہیں دیکھا۔بچپن میں ہی آپ اتنے حیاء دار تھے کہ چھپ کر بول

وبراز کرتے۔ جب فارغ ہو جاتے تو زمین پر بول وبراز کا نشان تک نہ ہوتا تھا۔ بلکہ زمین سے خوشبو آیا کرتی تھی۔

آپ بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھا کرتے لیکن ان کے کھیل میں شامل نہیں ہوا کرتے تھے۔آپ نے بات کرنا شروع فرمائی تو سب سے پہلے یہ جملہ ادا فرمایا:

"اللہ اکبر الحمد للہ الذی اخرجنی من بیت طاھر۔"

"اللہ اکبر! سب خوبیاں اسی کو شایان ہیں جس نے مجھے پاکیزہ گھر سے ظاہر فرمایا۔"

حلیمہ فرماتی ہیں کہ ایک دن آپ نے مجھ سے کہا:

"امی جان! صبح سے دوپہر ہوگئی ہے لیکن بھائی ضمرہ نظر نہیں آئے۔ آخر وہ کہاں ہیں؟"

میں نے کہا: "بیٹا! تمہارے دم کے صدقہ میں اللہ نے ہمیں جو اونٹ دیئے ہیں،ضمرہ انہیں چرانے گیا ہے۔"

آپ نے کہا: "میں تو ٹھنڈی چھاؤں تلے بیٹھ کر گھر میں ٹھنڈا پانی پیتا ہوں جبکہ میرا بھائی ضمرہ صحراؤں کی کڑکتی دھوپ میں اونٹ چراتا رہتا ہے۔امی! یہ کہاں کا انصاف ہے؟"

میں نے کہا: "بیٹا! ضمرہ تو صحراؤں اور چٹانوں کا پالا ہے جبکہ تم ایک عالی نسب خاندان کے چشم و چراغ ہو۔دوسری بات یہ بھی ہے کہ میں ڈرتی ہوں کہیں تجھے کسی حاسد کی نظر نہ لگ جائے یا کوئی مخالف تجھے نقصان نہ پہنچائے۔"

آپ نے کہا: "جس کا نگہبان اللہ ہو،اسے کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچاسکتی۔امی! اللہ پر توکل رکھیں۔"

میں نے کہا: ''بیٹا! تم چاہتے کیا ہو؟''

آپ نے کہا: ''یہی کہ مجھے بھی ضمرہ کے ساتھ جانے دیا کریں۔ امی! میں نرمی اور سختی میں ان کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں۔''

میں آپ کی خواہش ٹھکرا نہ سکی اور بادل نخواستہ اجازت دے دی۔

دوسرے دن علی الصبح میں نے آپ کو نہلا کر خوبصورت لباس پہنایا۔ آپ کی آنکھوں میں سرمہ لگا کر تیل ڈالا اور آپ کو عصا دے کر ضمرہ کے ساتھ رخصت کر دیا۔ وادی میں درختوں کی اوٹ میں اونٹوں کے ساتھ آپ یوں لگ رہے تھے جیسے مشرق سے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ بنو سعد نے یہ دیکھ کر مجھ سے کہا:

''حلیمہ! انہیں گھر میں رکھا کرو تو اچھا ہے، ان کا باہر نکلنا مناسب نہیں۔''

میں نے کہا: ''میں کب چاہتی ہوں؟ لیکن کیا کروں ان کی خواہش کے آگے مجبوراً سر جھکانا پڑا ہے۔''

انہوں نے کہا: ''حلیمہ! جب وہ اونٹ چرانے جایا کریں تو ان کے پیچھے تم بھی چلی جایا کرو۔''

میں نے ان کے مشورہ کو تسلیم کر لیا۔

ایک دن دونوں بھائی وادی میں اونٹ چرانے گئے تو میں بھی ان کے پیچھے چل نکلی۔ میرے اور ان کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ میں نے دور سے ان کے چہرہ سے نور کی شعاعیں نکلتی دیکھیں۔ محبت و شفقت سے مجبور ہو کر میں ان کے پاس چلی گئی۔ سلام کے بعد آپ سے پوچھا: ''بیٹا! ضمرہ کے ساتھ کیسی گزر رہی ہے؟''

آپ نے فرمایا: ''الحمد للہ! اونٹ چرانے میں بہت لطف آتا ہے۔''

پھر میں نے ضمرہ سے پوچھا: ''ضمرہ! تم بتاؤ محمد کے ساتھ وقت کیسا گزرتا ہے؟''

ضمرہ نے کہا: ''عجیب و غریب باتیں دیکھ رہا ہوں۔''

میں نے پوچھا: ''عجیب وغریب باتیں؟ وہ کیا؟''

ضمرہ نے کہا: ''محمد پتھروں کے قریب سے گزرتے ہیں تو پتھر انہیں سلام کہتے ہیں، درختوں کے قریب سے گزرتے ہیں تو درخت جھک جاتے ہیں اور اونٹ ان کی ہر بات مانتے ہیں۔ اگر کہیں ٹھہرو تو اونٹ ٹھہر جاتے ہیں اور اگر کہیں چلو تو وہ چلنے لگتے ہیں۔''

ضمرہ نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا: ''امی! ایک عجیب تر بات سنئے! ہم ایک ایسی وادی کے پاس آئے جس میں گھنے درخت تھے۔ ہم نے چاہا کہ وادی سے اونٹوں کے لئے چارہ لے لیں۔ محمد نے مجھ سے کہا: ''تم نے اونٹوں کو کیوں روک لیا ہے؟'' میں نے کہا: ''اس وادی میں درندے رہتے ہیں حتیٰ کہ شیر بھی ہیں۔'' محمد نے کہا: ''ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔'' پھر وہ گھنے درختوں میں داخل ہو گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے چلتا گیا۔ اچانک گھنے درختوں کی اوٹ سے شیر نکل آیا جسے دیکھتے ہی اونٹ ڈر کر بھاگ گئے۔ شیر سیدھا محمد کے پاس آیا اور اپنا سر ان کے آگے جھکا دیا۔ انہوں نے شیر کو کان سے پکڑ کر کچھ کہا تو شیر وہاں سے بھاگ گیا۔ کچھ دیر بعد اونٹ بھی واپس آ گئے۔ اونٹ جب شیر سے ڈر کر بھاگے تھے تو ایک اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی۔ اس نے ان کے آگے ٹانگ پھیلا دی۔ انہوں نے ہاتھ پھیرا تو اونٹ کی ٹانگ درست ہو گئی۔''

ضمرہ کی باتیں سن کر میں نے محمد کو سینے سے لگا لیا۔

دوسرے دن آپ حسب معمول ضمرہ کے ساتھ اونٹ چرانے گئے۔ ظہر کا وقت ہوا تو قبیلہ میں شور مچ گیا۔ میں گھبرا کر خیمہ سے باہر نکلی تو دیکھا کہ ضمرہ چلا چلا کر کہہ رہا تھا:

''امی! جلدی آیئے! محمد کو کسی نے شہید کر دیا ہے۔''

یہ سنتے ہی قبیلہ کے مرد تلواریں لے کر خیموں سے نکل پڑے۔ عورتوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ حارث بھی وادی کی طرف بھاگ نکلے۔ وہ زور زور سے چلا رہے تھے:

''افسوس! محمد غریب الوطنی میں مارے گئے۔''

میں سب سے آگے روتی چلاتی بھاگ رہی تھی۔ ہم اونٹوں کے پاس پہنچے تو محمد وہاں بیٹھے مسکرا رہے تھے۔ میں بے اختیار ہو کر ان پر گر پڑی۔ ان کی پیشانی کو چوما اور سینہ سے لگا کر کہا: ''بیٹا! کیا بات ہو گئی تھی؟''

آپ نے کہا: ''امی جان! ضمرہ کے پاس بیٹھا میں کھجوریں کھا رہا تھا کہ دو اجنبی آئے۔ انہوں نے مجھے بڑے پیار سے لٹا دیا۔ ایک نے چمکدار چھری نکالی اور میرا شکم سینہ تک چاک کر دیا۔ پھر اس نے میری انتڑیاں اور دل نکالا وہ میرے دل کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا، میرے دل سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا اور کہا: یہ وہ خانہ ہے جس میں شیطان داخل ہو سکتا تھا، پھر دوسرا شخص آگے بڑھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک طشت تھا۔ جس میں نقرئی پانی تھا۔ اس نے دل کو دھو کر میرے پہلو میں رکھ دیا پھر اس نے ایک مہر نکالی اور میرے دل پر لگا دی۔ میرا شکم بالکل پہلے کی طرح ہو گیا۔

پھر ایک نے دوسرے سے کہا: ان کا دس امتیوں کے مقابلہ میں وزن کرو، وزن ہوا تو میں بھاری نکلا۔ اس نے پھر کہا: سو آدمیوں کے مقابلہ میں تولو، میں پھر بھاری رہا۔ تو دوسرے نے کہا: ''ایک پلڑے میں ساری امت ڈال دو، پھر بھی یہی بھاری رہیں گے۔'' پھر وہ دونوں کہنے لگے: ''محمد! آپ پر جو انعام ہونے والے ہیں، ان کی کوئی انتہا نہیں۔'' یہ کہہ کر دونوں آسمان کی طرف پرواز کر گئے۔ میں انہیں دیکھتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔''

قبیلہ والے آپ کی یہ باتیں سن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔

اگلے دن حارث نے مجھ سے کہا: ''حلیمہ! جلدی کرو اور انہیں لواحقین کے سپرد کر آؤ۔ ہم کسی آزمائش میں نہ پڑ جائیں۔''

قبیلہ والوں نے کہا: ''محمد کو کاہن کے پاس لے جاؤ۔''

میں آپ کو ایک کاہن کے پاس لے آئی۔ کاہن نے کہا کہ اپنا قصہ سناؤ۔ آپ نے ساری روداد من وعن بیان کر دی۔ آپ کی داستان سنتے ہی کاہن نے آپ کو دبوچ لیا اور بولا:

''اہل عرب! اس بچہ کو قتل کر دو۔ یہ تمہارے بتوں کو باطل قرار دے کر تمہیں ایک ایسے دین کی دعوت دے گا جسے تم جانتے تک نہیں۔''

کاہن شور مچا رہا تھا کہ اچانک ایک عجیب الخلقت شخص نمودار ہوا۔ اس کے پاس ایک چمکدار ہتھیار تھا جس کے ایک ہی وار سے اس نے کاہن کو دو ٹکڑے کر دیا اور خود نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

میں آپ کو لے کر واپس آ رہی تھی کہ ایک کنوئیں کی منڈیر پر ایک عورت بیٹھی زار و قطار رو رہی تھی۔ میں نے پوچھا: ''کیوں رو رہی ہو؟''

اس نے کہا: ''میرا ایک ہی بیٹا تھا جو اس کنوئیں میں ڈوب مرا ہے۔''

میں نے پوچھا: ''یہ کیسے ہوا؟''

اس نے کہا: ''میں نے بیٹے کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ کنوئیں کے قریب سے گزری تو بیٹے نے لڑھک کر کنواں دیکھنا چاہا۔ اس کا توازن بگڑا تو کنوئیں میں گر پڑا۔''

یہ کہہ کر عورت نے پھر رونا شروع کر دیا۔ آپ خاموشی سے عورت کی باتیں سن رہے تھے۔ اس نے بات ختم کی تو آپ نے کنوئیں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر انگلی کا اشارہ کیا۔ کنوئیں کا پانی اچھل کر کناروں تک آ گیا۔ سطح آب پر ایک بچہ تیر رہا تھا جس نے

آپ کو دیکھتے ہی کہا: "السلام علیک یا محمد!"

عورت نے اپنے بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور میں نے محمد کو گود میں لے لیا۔

اگلے روز میں آپ کو ہمراہ لے کر مکہ چل نکلی۔ مکہ پہنچی تو حرم کے دروازہ پر بہت سے لوگ کھڑے تھے۔ میں حرم میں داخل ہو گئی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ بٹھا کر میں نے کعبہ کا طواف کیا واپس آئی تو محمد وہاں موجود نہ تھے۔ میں نے شور مچانا شروع کر دیا۔ دروازہ پر کھڑے لوگوں سے میں نے پوچھا: "میرا بیٹا میرا محمد آپ نے تو نہیں دیکھا؟"

انہوں نے پوچھا: "کون محمد؟"

میں نے کہا: "محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ میں اسے دادا کے سپرد کرنے آئی تھی۔ ہائے میرا بیٹا! خدا کی قسم! اگر مجھے بیٹا نہ ملا تو میں صدمہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر بیٹھوں گی۔"

ایک بوڑھا عصاء کا سہارا لیتے ہوئے میرے قریب آیا اور بولا:

"سعدیہ! کیا ہوا؟"

میں نے کہا: "میرا بیٹا گم ہو گیا ہے۔"

بوڑھے نے کہا: "فکر نہ کرو۔ میرے پاس ایک ایسی قوت ہے جو تجھے بیٹا لوٹا دے گی۔"

یہ کہہ کر بوڑھا ہبل بت کے پاس آیا۔ اس نے بت کے سات طواف کیئے اور کہا: "میرے معبود! حلیمہ کا گمان ہے کہ اس کا بیٹا گم ہو گیا ہے۔ بتایئے محمد کہاں ہے؟"

یہ سنتے ہی ہبل جھک کر بولا: "بوڑھے! ایک دن اس بچے کے ہاتھوں ہمارا خاتمہ ہو جائے گا۔"

میں نے دیکھا کہ بوڑھا صنم خانہ سے باہر آتے ہی گر پڑا۔ اس کے ہاتھوں سے عصاء چھوٹ گیا اور وہ زاروقطار رونے لگا۔

پھر میں نے ہاتف سے نداء سنی:

''سنو لوگو! محمد کا رب اسے ضائع نہیں ہونے دے گا۔ وادیٔ تہامہ میں شجر یمامہ کے نیچے محمد بیٹھے ہوئے ہیں۔''

اہل مکہ نے بھی ہاتف کی آواز سنی۔ عبدالمطلب گھر سے نکلے اور وادیٔ تہامہ کی جانب دوڑے۔ میں بھی دوڑتی ہوئی وہاں پہنچی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ عبدالمطلب آپ کے پاس کھڑے پوچھ رہے تھے: ''بیٹا تم کون ہو؟''

جواب ملا: ''محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب!''

عبدالمطلب نے کہا: ''میرے لخت جگر! میں تمہارا دادا عبدالمطلب ہوں۔''

یہ کہہ کر انہوں نے آپ کو سینے سے لگالیا۔ مجھے انعام واکرام سے نوازا اور رخصت کر دیا۔

فصلی اللہ علیٰ حبیبه قدر حسنه وجماله ۔

(جامع المعجزات، صفحہ:332-353)

ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہٗ کی چند دیگر تصانیف

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 37352022